[illegible]

[illegible]

گلستان کی عبارتوں کا ترجمہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ

[illegible]

المعروف ... زبان ... شیخ کریم الدین ... مخلص

مطبع نامی منشی نولکشور سی آئی ای میں بطبع مزین مطبوع

[illegible]

بہت دنوں زبان کہا رات نہیں ہی باقی | تیرے سے قربان نہیں وقت یہ مجھ کا بھگا

[illegible]

[illegible] گا

[illegible] گا | [illegible] گا

[illegible] گا | [illegible] گا

[illegible] گا | [illegible] گا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوں تو ہر شے میں [illegible]

پرتو ہے ہر ایک یہہ ادنی سا — موسی و نار و نور طور اوسکا

آہ کیا کیجے ازل سے کام — عجز اپنا ہے اور غرور اوسکا

قرب اپنا تو کیجے پیدا اگر — پاس [illegible] اوسکا

حور و غلمان کا جو طالب ہو — چھوڑ تجھکو یہہ ہے قصور اوسکا

ہے یہی بات عقل کے نزدیک — فی الحقیقت ہے قرب دور اوسکا

نہ ملے یا ملے وہ ہے مختار — پر تجھے کد رہے حضور اوسکا

گو کہ ظاہر نما رہے زاہد — دل سے پر چاہیے حضور اوسکا

دور و دوری ہوا ہے صنعت کو
پاس آ کیجے دور دور اوسکا

دیر و کعبہ میں ہے جلوہ اوسی ہر جائیکا — تو نہ لے تو ہے نقصان یہہ بینائیکا

ہوگیا یار جو گشتہ تری رعنائیکا — فائدہ کیا اوسی اعجاز مسیحائیکا

قاتل کے اپنے سر پی آنکھوں کو دیکھ کر
اللہ اکبر اپنا ہی صیاد کم سخن
تیر نگہ مین اوسکے نہ آواز نی نشان
آتا ہے ہاتھ سے ہین گلے [illegible]
آیا وہ یون کہ مجھسے تو نے نہ زرا حیف
کہتا ہون کچھ نہ نکلتا ہی کچھ اوسکے منہ سے

یکا لخت بند ہو گئی نخچیر کی صدا
جو وقت ذبح بھی نہین تکبیر کی صدا
معیوب ہی جو ہو تو وہ یہہ ہو تیر کی صدا
جو بند ہو گئی تیرے زنجیر کی صدا
سینہ سے لب تک آ نہین تاخیر کی صدا
ہو دور سے جیسے صاحب تقریر کی صدا

صنعت تمہارے نالوں سے ہمسایے تنگ ہین
دلگیر سب کو کرتی ہی دلگیر کی صدا

جو سامنے مین جگہہ اوسکی تاڑ کر بیٹھا
فقط تری ہی دلا جی پہ آتی ہے اتنو
یہہ کیا ستم ہو وہ غیر وکو [illegible]
دلا تجھے بھی بہا دا کہین نہ مل سناوے
مقابلہ کیا خسرو سے بل بے او فرہاد
ہمارے تن پہ جنون ہی لباس خاکستر

تو جب سے وہ آئینہ چہرہ سے آڑ لگا کر بیٹھا
پھر وہ سے صبر کے اوس سے لگا کر بیٹھا
مین جب سے جگ کے غم مین گہر اپنا اوجاڑ کر بیٹھا
ابھی وہ غیر وانکو ہی خوب جہاڑ کر بیٹھا
طریق عشق مین تو دل بہار کر بیٹھا
اسیکو آنسو نے جیب پھاڑ کر بیٹھا

نہ جگے یہہ آنسو کسی کسطرح اب ہی صنعت
تو سینہ آہ کی شعلو نسے پھاڑ کر بیٹھا

یہہ لخت دل نہین مژہ خونبار چڑہا
دیکھے ہی جسکے لاکھون گریبان تار تار
ہمسایہ آئی وہ تو مین سو سو بہانے سے

دلدار کے لیے تو یہہ دل دار پر چڑہا
ایسا یہہ رنگ ہی تری بستان پر چڑہا
کوٹھے پہ بیٹھا اور کبھی دیوار پر چڑہا

صنعت کی ہی وہ شکل کہ صیاد مرغ کی
دیکھی بدام کر کے گرفتار پر چڑہا

شب فراق مین دل بہہ اضطرار رہا
نہ ایکدم کسی پہلو اسے قرار رہا

وہ شب کو غیر کے دلبر جو ہمکنار رہا
عجب طرح سے یہہ دل ہر مین بیقرار رہا

وہ اور شکوہ تو جتنا تہا در کنار رہا
یہہ ستم کہ تو غیر دینے ہم کنار رہا

چمن مین یار فقط چشم دیکھنے کا ترے
مدام نرگس شہلا کو انتظار رہا

رہا ہے بحر مین جسطرح ہر دمون سے ہم
یہہ اپنا لخت جگر یون بچشم زار رہا

وہان جان ہوی مانی کو کہینچے تصویر
نہ زلف کہینچ سکی اوسکی سر اپنا بار رہا

ترستا رہا دید کا کرنا در بدر پہرنا
تمہارے غم مین یہی ہمکو کاروبار رہا

ندیکہا اوسنے اوٹہا انکہہ سے ہزار طرح
اشارہ کر رہا ایکتا رہا پکار رہا

بجا ہے پند و نصیحت تو آپکی لیکن
گلیمین اوسکی تمہارا اگر گذار رہا

تو آج کل ہی ہین سن لو کی ناصح مشفق
نہ آپکی بہی گریبان مین ایک تار رہا

مدام عشق مین اوس خوش نگاہ کی صنعت
یہہ طفل اشک اپنے گلے کا ہار رہا

کچہہ تو بتاؤ کہ یہان سر کیا ہوا
اگلے کہر ہم کدہر گئے وہ پیار کیا ہوا

آتش سے رشک کی مین جلا اور شعلہ رو
غمزے کا تیر کے گرم یہہ بازار کیا ہوا

مین بار یاب سب تری محفلین میان
آیا غلام بہی اگر ایکبار کیا ہوا

روتا ہے زار زار دل زار کے لیے
دل دیتا یہہ تجکو اب آزار کیا ہوا

دل سے ہزار طرحکا انکار ہی اوسے
کرتا ہی گرچہ منہ سے وہ اقرار کیا ہوا

بیمار چشم سے جو کہڑی ہی عصا لیے
ایسا یہہ تجکو نرگس بیمار کیا ہوا

دستار بہی چہوڑ ہی گیا بیا مین تو شیخ
یہہ اوسکے دیکہکر تجہے دستار کیا ہوا

سب کو نصیحت آپ فضیحت ہوئی سو کو
ہوگا تو خوب سا ہی ابہی خوار کیا ہوا

صنعت کرا منتا ہی جو ہر دم مری طرح

عاشق کسیکا تو بھی کہین یار کیا ہوا

زاہد حرم مین طالب غلمان و حور تہا
واللہ سب یہہ اوسکی سمجہہ کا قصور تہا

دہان غیر کے مکان مین نشہ مین وہ چور تہا
یہان بر مین اپنے شیشۂ دل چور چور تہا

مسجد مین بتکدہ مین حرم مین حریم مین
دیکہا جو غور سے تو اوسیکا ظہور تہا

تیر نگہ کی سہم سے غش آگیا اوسے
رستم تہا دل اگرچہ بہادر تہا سور تہا

ق

تجہ کہا کہ ہاتہہ تو دیکہو ہمین آپکا
کیسا تجاہل تمکو میان ایسے دور تہا

مین اوسکے ہی لبرا اپنا سا منہ لیکے رہ گیا
بولے کہ نبض کا تجہے کسدن شعور تہا

صنعت یہہ ہی غضب ہے تو طالب ہے دید کا
وہان لنترانی سنکے جلا کوہ طور تہا

اپنا عاشق نہ مجہے وہ بت پرفن سمجہا
عجز و الحاح کو وہ قاتل کا مدعی سمجہا

یہہ خدا جانے کیا وہ بت پرفن سمجہا
دوستی کرتے ہی جانی مجہے دشمن سمجہا

کوچۂ یار کو بلبل نے تو گلشن سمجہا
شیخ کعبہ اوسے اور دیر برہمن سمجہا

جسکو دیکہا وہ گلا کاٹ کی خود آیا
مین تیری چشم فسونساز کو رہزن سمجہا

تن عریان یہ جو کل مین نے کہلای جلکر
بدگمان اوسکو ہی پہلا کاری بکلی بیکن سمجہا

کچہہ بن آئی نہ مجہی مین نگیا اوسکے پاس
دوستی بکر بہی جو مین یانو سے چتون سمجہا

سلک دندان ہسی پان نے چکایا مجکو
گرد الماس کے مین نیلم و کندن سمجہا

آہ سے تیر سوی چرخ جو چلتے دیکہو
ہر ستارہ کو ہر ایک شخص نے روزن سمجہا

چونکتا ہے کوئی ٹہوکر کی ادا کا کشتہ
صور کے شور کو کہنگرو کی چہنا چہن سمجہا

سنگ در آجائی جدہر مین بہا دہر جاتا ہون
مین تو جبتک اوسے او روہ مجہی آہن سمجہا

ایسے جلاد سی کیون دل لگایا صنعت
اپنے دلکو تو ذرا جان کے دشمن سمجہا

شب فراق مین دل پر یہہ اضطرار رہا
نہ ایکدم کسی پہلو اسے قرار رہا

وہ شب کو غیر کے دلبر جو ہمکنار رہا
عجب طرح سی یہہ دل بین بیقرار رہا

وہ اور شکوہ تو جتنا تھا درکنار رہا
یہہ تہیہ ستم کہ تو غیر وسنے ہم کنار رہا

چمن مین یار فقط چشم دیکھنے کا ترے
مدام نرگس شہلا کو انتظار رہا

بہی ہے بحر مین جسطرح ہر دم موج سرشک
یہہ اپنا لخت جگر یون بچشم زار رہا

وہان جان ہوئی مانی کو کھینچ تصویر
نہ زلف کھینچ سکی اوسکی سر اپنا مار رہا

ترپنا رونا بکا کرنا در بدر پہرنا
تمہارے غم مین یہی ہمکو کاروبار رہا

ندیکھا اوسنے اوٹھا آنکھ مین ہزار طرح
اشارہ کر رہا ابکتا رہا پکار رہا

بجا ہے پند و نصیحت تو آپکی لیکن
گلے مین اوسکی تمہارا اگر گذار رہا

تو آج کل ہی مین سن لوگی ناصحا مشفق
نہ آپکی بہی گریبان مین ایک تار رہا

مدام عشق مین اوس خوش نگاہ کی صنعت
یہہ طفل اشک بسن بنے گلی کا ہار رہا

کچھہ تو بتاؤ کہ یہہ اسرار کیا ہوا
اسکے کرم کدہر گئے وہ پیار کیا ہوا

آتش سے رشک کی مین جلا اور شعلہ رو
خونی کا تیری گرم یہہ بازار کیا ہوا

مین بار یاب سب تری محفل مین ہی میان
آیا غلام بہی اگر ایکبار کیا ہوا

روتا ہے زار زار دل زار کے لیے
دل دیتا یہہ تجکو اب آزار کیا ہوا

دل سے ہزار طرحکا انکار ہی اوسے
کرتا ہی گرچہ منہ سے وہ اقرار کیا ہوا

بیمار چشم سے جو کہڑی ہی عصا لیے
ایسا یہہ تجکو نرگس بیمار کیا ہوا

دستار بہی چھوڑ دی گرہیا مین تو شیخ
پہلے اوسکے دیکھکر تجھے دستار کیا ہوا

سب کو نصیحت آپ فضیحت ہوئی میان
ہوگا تو خوب سا ہی ابہی خوار کیا ہوا

صنعت کرا منتا ہی جو ہر دم مری طرح

عاشق کسیکا تو بھی کہین یار کیا ہوا

زاہد حرم مین طالب غلمان و حور تہا
وہان غیر کے مکان مین نشہ مین جو چور تہا
مسجد مین بتکدہ مین حرم مین حریم مین
تیر نگہ کے سہم سے غش آگیا اوسے
شیخ کہا کہ ہاتھ تو دیکھو نجین آپکا
مین اوسکی گھڑی لیں اپنا سا منہ لیکے رہگیا

ق

واللہ سب یہہ اوسکی سمجھ کا قصور تہا
یہان ہر مین اپنے شیشۂ دل چور چور تہا
دیکھا جو غور سے تو اوسیکا ظہور تہا
رستم تہا دل اگرچہ بہادر تہا سور تہا
کیسا تجاہل تمکو میان ایسے دور تہا
بولے کہ نبض کا تجھے کسدن شعور تہا

صنعت یہہ ہی غضب کہ تو طالب ہے دید کا
وہان لن ترانی سنکے جلا کوہ طور تہا

اپنا عاشق نہ مجھے وہ بت پرفن سمجھا
یہہ خدا جانے کیا وہ بت پرفن سمجھا
کوچۂ یار کو بلبل نے تو گلشن سمجھا
جسکو دیکھا وہ گلا کاٹ کی خود آیا
تن عریان یہ جو کل مین نے کہلای جلکر
کچھ بن آئی نہ مجھی مین نگیا اسکے پاس
سلک دندان مسی یار نے چمکایا مجکو
آہ کے تیر سوی چرخ جو چلتے دیکھی
چونکتا ہے کوئی ٹھوکر کی ادا کا کشتہ
سنگ جان جائے جدہر مین جہان دہر جاتا ہون

عجز و الحاح کو وہ قاتل کا پر فن سمجھا
دوستی کرتے ہی جانی مجھے دشمن سمجھا
شیخ کعبہ اوسے اور دیر برہمن سمجھا
مین تیری چشم فسون ساز کو رہزن سمجھا
بدگمان اوسکو بھی بہلکار بلکی جہلکن سمجھا
دوستو بگڑی جو مین پا نے چتون سمجھا
گرد الماس کے مین نیلم و کندن سمجھا
ہر ستارہ کو ہر ایک شخص نے روزن سمجھا
صور کے شور کو گھنگرو کی جھنا جھن سمجھا
مین تو چمک اوسکا اور وہ مجھے آہن سمجھا

ایسے جلاد سے کیون دلکو لگایا صنعت
اپنے دلکو تو ذرا جان کے دشمن سمجھا

فرقت میں تیرے خون بدن سے نکل گیا
اور دم بھی ساتھ آہ کی تن سے نکل گیا

کل سطرف وہ اس چمن سے نکلگیا
دیکھے سے اوسکو جی جو اس تن سے نکل گیا

جو چاہیے سو کیجیے مرتے ہیں آپ پر
بے ساختہ یہ حرف دہن سے نکل گیا

عالم کو تیری دیکھ کے عالم ہی ہے لوٹ
اتنا وہ شوخ ساختہ پن سے نکل گیا

گر میں نے آگے دل سے قدم عشق میں رکھا
پھر وہ بھی اتنا حسن دمن سے نکل گیا

مسکن دلوں کا جو ہے یہ جعد پر شکن
مارا پڑا جو اوسکے شکن سے نکل گیا

کل دیکھ تیرے حسن کا عالم خفیف ہو
گل چاک پیرہن وہ چمن سے نکل گیا

صنعت کو جیسے یاد تمہاری ہی یا علی
تب سے وہ رنج و درد و محن سے نکل گیا

یہ ایسا مردموں حائل ہے دریا چشم گریاں کا
کہ اب شنوا نہیں ملتا ہے تیر نگاں سیہ مژگاں کا

ہمیں تو خلد سے بہتر ہے یار و دید جاناں کا
وصول شے سے خواہاں ہو کوئی انسے عملہ کا

جو عالم آپکا ہے وہ دو عالم میں نہو ویگا
نہ حوروں کا نہ غلمان کا اور نہ پریوں انسانوں کا

بھلا ایسی سے دل کیونکر بچے جسکا یہ عالم ہو
تبسم قہر چشم آفت غمزہ خونی و خود بانکا

طریق عشق میں رکھنا قدم مردانہ اے صنعت
کہ تو روز ازل سے مدح خواں ہے شاہ مرداں کا

عشق نے دلکو قاش قاش کیا
چشم تر نے یہ راز فاش کیا

مسجد و دیر و تار و زنار میں یار
تو ہی نکلا جہاں تلاش کیا

عشق گلرو میں ہمنے اے ہمدم
چشم تر کو گلاب پاش کیا

کٹ گئے سب رقیب جب مجھسے
طلب اوسنے جب قلم تراش کیا

دو تک آ دیکھ میں نے اے ظالم
تیرے کوچہ میں بود و باش کیا

کیوں نہ شعرا ونکا خوب ہو صنعت

جنکو ہی حق نے خوش معاش کیا

آنا ہے تو ابھی کچھہ بھی نجانا اوسکا
تیر تو ٹھہر گیا ہمدم ہوں جانا اوسکا

بھولتا مجھکو نہیں پیار سے آنا اوسکا
جھٹ بگڑ کر وہیں جھوٹ کا بنانا اوسکا

دوست تو عشق میں اوس ماہ کے ہیں کیونکہ ہیں
مجھکو منظور ہے گرچہ کہ نہیں بر آنا اوسکا

سنتے ہی روح نکلجائیگی قالب سے مرے
حرف رخصت نہ کوئی مجھکو سنانا اوسکا

یاد میں آپکی جس نے ہی بھلایا سب کچھ
مصحفی سوچ تو ہے دل سے بھلانا اوسکا

اوس گھڑی گذرے ہیں کیا کیا سر پہ خیال
جب کوئی کہتا ہے کیا خوب ہے گانا اوسکا

ظلم ہو جب کرے کوئی کسی پر ہمدم
یاد اوس دم مجھے آتا ہے ستانا اوسکا

گوشۂ چشم سے وہ تیر نگہ پھینکے ہے
دل کے قربان کہ ہوتا ہے نشانہ اوسکا

حقیں صنعت تری واللہ یہی بہتر ہے
دل سے اکدم بھی نہ تو نام بھولانا اوسکا

صاحب کو دیکھنے کا اب ہے خیال دلکا
دیکھو تو یہ ارادہ کیا ہے محال دلکا

بیمار ہے عبث ہی ہمسے ہر دم سوال دلکا
مجکو ہوا ہے آپ ہی رکھنا وبال دلکا

کرنے سی غرض میری معلوم الیقین ہو گا
جبتک نہ دیکھیے گا آنکھوں سے حال دلکا

یہہ آرزو ہے کٹ جائے ایک رات ملکے باہم
ارمان یہہ کبھی تو دیجیے نکال دلکا

رکھیے اسے بخوبی یا پھیر مجکو دیجیے
کر دیجیے اکدن تو کچھہ انفصال دلکا

سب خال سے لگے ہیں دیکھی سی خال دلکا
آباد شہر کوئی ہے خال خال دلکا

بگڑی ہے جب سے صنعت اوس دم سے ہر گھڑی
یہہ عذر ہے محبت اور یہہ کمال دلکا

تجھسے گیا وہ مت بھی پر منہ پھیر لیا
میری آہوں سے بھی تاثیر نے منہ پھیر لیا

دم آخر بھی تو نخچیر کو حسرت ہی رہی
یعنے اوس صاحب تکبیر نے منہ پھیر لیا

بار کشتی تھا وہ اوتھی کی قسمت اولٹی — اوس نے مارا مجھے پیر تم نے منہ پھیر لیا
کہڑے مژہ کے جانب تیر ہل بے تاثیر — خسرو سے شیرین کی تصویر نے منہ پھیر لیا
آپکے چہرہ پر نور سے شرما کے ادہر — پھر سے صاحب تنویر نے منہ پھیر لیا
اوسکو دیدو نہ پھرا یار کہ میری خاطر — ایک جہان سے تر سے دلگیر نے منہ پھیر لیا

ہے بجا سے مجھے امید شفاعت صنعت
مرے افعال سے یہان پیر نے منہ پھیر لیا

دو چند حسن ہو جس سے شتابی پیچی لا — اب آفتاب کے ساغر مین ساقیا مے لا
مین اوس پہ کیا دیوانہ ہون ابی برادر — کہ دیکھکر جسے مجنون ہوگئے لیلا
مجھے یہہ سوچ ہی کیونکر اوسی چہون پیرزن — کہ دیکھنے ہی سے لبس حبیبکا رنگ ہو میلا
بھرا ہے علم مین لیکن عمل نہین کرتا — نکمونکے شیخ کو کہیے کتاب کا تھیلا
کبھی نہ میری طرف اوس نے التفات کیا — تمام عمر سے کرتا رہا مین واویلا
مین پاؤن پڑتا ہون دست جنون خدا کو مان — ہمارے چاک گریبان کا پاؤن مت پھیلا

رہو اجر آپکا میلان غیر سے صاحب
اسی سبب سے ہے صنعت کا تم سے دل میلا

قول ہے ایمرع دل یہہ عشق کی اوستاد کا — دل کسی صورت سے آزردہ نہ ہو صیاد کا
کھاتے قدرت نے بہت جان اوسے دو کر — ورنہ چہرہ پر تو ہے معمول یک ہی صاد کا
سخت جلنے پر مین اسکی کسقدر نادم ہوا — رہگیا گردن نہین خنجر ٹوٹ کر جلاد کا
سنکے وہ اس تذکرہ کو ہو مبادا مشتعل — ہے طریق عشق مین بیجا گلا بیداد کا
ذبح کرنے مین اوسکو دیر تک دیکھا کیا — کند تہا خنجر بڑا احسان یہہ ہے جلاد کا
بن گیا تھا پھر سراپا مین تو نکھ عشق مین — کند گردن پر مری خنجر ہوا فولاد کا
زلف کا مجبور ہون جیسے نہین قیس فرہاد — عمر بھر ہرگز نہین مین منتظر میعاد کا

نہیں

جان کسی کی ہین نے اور ہی نام اوسکا کوہکن ہمنشین مشکل ہے میرا کام یا فرہاد کا

یار جانی دشمن جان ہو گیا سنکر اوسی یہہ اثر اچہا ہوا صنعت تری فریاد کا

جیب اپنا سا بہی دو چار گریبانمین نہ تہا پر جنون آیا تو ایک تار گریبانمین نہ تہا

تہا گلوگیر حقیقت مین وہ خون عاشق تکمہ لعل تری یار گریبان مین نہ تہا

از ازل تا ابد دست جنون تہین پا بدو کونسی روز یہہ بیمار گریبان مین نہ تہا

روز و شب شام و سحر دست جنونکی دولت ہاتہہ اپنا کبہی بیکار گریبانمین نہ تہا

کیونکہ مہمان سی وحشت سین نہ ٹلتا دم تار بہی نام کو زنہار گریبان مین نہ تہا

خون عاشق تہا وہ شفافی گردنکی سبب رنگ پان تیرے نمودار گریبانمین نہ تہا

دیکہکر دست و گریبان تجہے اغیار سے آنسوؤنکا مری کب ہار گریبانمین نہ تہا

دشت وحشت کا کچہہ احوال نہ پوچہہ مجنون کونسا خار نمودار گریبانمین نہ تہا

تن عریان کو مین کاہے سے چہپاتا ناصح حال دامان مین تہا تار گریبانمین نہ تہا

یہان تلک دہجیان پارہ ہوئین اوڑ اوڑ کی تار کا بہی کہین آثار گریبانمین نہ تہا

اسقدر دعوی مستی مین جو تو تہا صنعت نقشہ لا تجہے اظہار گریبانمین نہ تہا

بیڑیان اوسکو نہ تو اوس سے بے پیر پنہا اپنے دیوانہ کو یہہ زلف کی زنجیر پنہا

یہی جی چاہے ہے دل جیلنی کو ایک عالمکا جہیلے اون ہاتہون نہ تہکے کوئی تصویر پنہا

اپنے عاشقکو پنہا طوق لواب یا زنجیر جو پنہاتا ہے پنہا لیک تو توقیر پنہا

پہلے تو کاٹ تو لے سر کو مرے اے قاتل جب گلی اپنے سگے تو غیر کو زنجیر پنہا

مار ڈالا ہے تری زلف نے جسکو کافر اپنے ہاتہون سے کفن اوسکو تو بی سر پنہا

اوسکی نزدیک تو یہہ بہی نہین کچہہ دور اگر ہار اوس ہاتہہ سے دیوے مجہے تقدیر پنہا

پورا پورا اوسے جہلونکا یہہ عالم صنعت

دی جرعۂ جلسے کہ کوئی بستر پہنا

ہے وصل کی شب مین تری جانیکا دھڑکا
سدھ بدھ ہے نہ سرکی نہ مجھے ہوش ہے دھڑکا

ہے ایکتو وہ شعلۂ جانسوز ترا حسن
اب دامن مژگان کو بھلا اور نہ بھڑکا

ترس آیا نہ تمہارے مجھے اے بت ترسا
ترسا مین تری دید کو اور وصل کے دھڑکا

اے ابر بہاری تجھے رحمت مین کہون جب
جو وصل کی شب بار لگا دیوی تو چھڑکا

آیا نہ تو وعدہ پہ تو حالت تھی یہہ اپنی
دوڑا مین ادہر یار جدہر بات ہی کھڑکا

صبر و دل و دین ہوش و قرار اوسنے تجھے کیا
ہٹ کا تو وہ استاد ہے اوس بانکی پہ اڑکا

باکی وہ ادا زلف کی بل بے تری کافر
پیچ در پیچ یہ ہون قربان دیوانہ ہون اوسکا

صنعت تری صنعت کو تو اب جانگے ہم
لایا تو اوسے دام مین ہر چند وہ بھڑکا

ہے مجھے ارمان بہی تا لب گور کیا
آگ کی چھاتی سے کبھی اوسنے نہ مسرور کیا

عشق سے اپنی جو مشہور ہوا عالم مین
اوسی بے پیر نے دیوانہ مجھے مشہور کیا

پھر نظارہ یہہ بند کیو کیا اسنے یارو
چشم تو دی تھی وے اشک نے ناسور کیا

قرب کا اپنے مجھے اور رقیبہ بتلا
یہہ ستم تونے نیا اوس بت مغرور کیا

پہنچے حالت کو مری دیکھنے تو کر ترا
پاس آیا جو مرے تونے اوسے دور کیا

آتش عشق سے تری واسطے جلنے کے ترا
سینہ بریان کیا دل خوشۂ انگور کیا

پر عداوت ہے مرے ساتھ یہہ کیسا ظالم
آگے غیرونکے اوسے تونے منظور کیا

خوبی بخت سے ہم یار کے گھر تک پہنچے
جبکہ دربان نے دروازہ کو معمور کیا

اگر کوئی سمجھتا ہے تری چشم کا بیمار بھلا
گو کہ صنعت نے علاج اوسکا بمقدور کیا

مجھکو تو شکوہ نہین ہے یار تمہارا
پر کہتے ہین سب کیسا ہے دلدار تمہارا

ڈر چلا ہون اوس دم جو کوئی کہتا ہے مجھے
اب تو مشہور ہے یار نمودار تمہارا

سب اپنی تو دیکھ گئے بھول بیارے
ایسا یہہ بنا کس سے ہوا پیار تمہارا

گر یہہ سچ نہ کہیے نہیں تقصیر کچھ اپنی
ہے یہہ بھی لگایا ہوا آزار تمہارا

مانع ہین نہیں غیر کا پر سارے جہان مین
مشہور ہے بندہ جو گرفتار تمہارا

گھبراتا ہون مین شرم سے ہرجای بنی کا
کرتا ہے کوئی عیب جو اظہار تمہارا

لڑکونکی تو مشہور ہے ہٹ سا ہین دین کیا
تھا ایک تو آگے ہی مین بیمار تمہارا

یہہ طفل سرشک ہو گیا ہی ہار گلے کا
دیکھا جو کہین موتیون کا ہار تمہارا

صنعت کو کسی بات پہ آزردہ نکرنا
غم کہانیکے لائق ہے یہہ غمخوار تمہارا

یہہ غنچہ قدون نے حسن نکالا کف پا کا
نقش کیونکہ تھو دیکھنے والا کف پا کا

سب خار خسک خونکو دریا مین حضور
چھالون سے ترا نام اوچھالا کف پا کا

مین نے تو یہہ چاہا کہ ملون خوب سے آنکھین
ایک بوسہ ہی دیکر مجھے ٹالا کف پا کا

ارمان ہی جی مین رہا اوس نے کسی شب
سایہ بھی کبھی مجھ پہ نہ ڈالا کف پا کا

ق
کیا اونکے نزاکت کا بیان کیجیے ہمدم
انداز یہہ ہے سب سے نرالا کف پا کا

کمخواب کا ہو فرش تو آوے اوسے کمخواب
چبھتا ہی جو ہو فرش دوشالہ کف پا کا

ہر بار ہی دہ جمشید جہان تلوونکی صنعت
بیٹھا ہی ہے با جام پیالا کف پا کا

آپ غیر ملتے ہین اب تو نے مجھے رسوا کیا
کس جگہ کس وقت کسکے روبرو کیسا کیا

دیکھ تو مین نے بھی تیری غم مین ترک کیا کیا
سن کے گھبرایا دوانے تو نے ہیجا کیا

مین تجھے چاہا کیا تو غیر کو چاہا کیا
ہائے ظالم عمر بھر تو نے جو کچھ چاہا کیا

کیجیے کیا خوبی قسمت کی جو اک عمر بھر
مین تو تجکو دوست تو دشمن مجھے سمجھا کیا

واہ اے قسمت نہ اوسنی پھر نظر دیکھا مجھے
سامنے اوسکی کھڑا رہا کیا تڑپا کیا

چھپ کے ملنے مجھسے پھر گھٹوائی میری جذبات
آپکے ملنے کا یہن سے گر کہین چرچا کیا

غائبانہ بھی وہ دم بھر نہ ہوئی ای صنعت آ
ایسا اوسیر تونے کیا جادو کیا ٹونا کیا

نالہ سینہ سے کب نہین آتا
یار آتا ہے جب نہین آتا

جان تو لی ہے پھر بھی تمکو
دل کے لینے کا ڈھب نہین آتا

جان جاتی ہے واسطے جسکے
وہ یہان ہے غضب نہین آتا

دم تو کب کا نکل گیا ہوتا
ضعف سے تا بلب نہین آتا

اور جو چاہیے سو کہہ لیجیے
پھر نہ کہیے کہ اب نہین آتا

ناتوان ہون یہ تیری کوچہ مین
کچھ رقیبون سے دب نہین آتا

او صنعت تو یاد ہے لیکن
اوسکے ملنے کا ڈھب نہین آتا

میرے تو پاس یارو نہ سیم تھا نہ زر تھا
پھر کیون نہ دور رہتا مجھسے وہ سیم بر تھا

آرام اسمین کیجے آہو نکلی اکثر تون سے
اب ہی ہوا محل یہہ آگے کبھی جگر تھا

قاصد سے وہ یہہ بولے آتا جو تو ادھر تھا
تجھکو بھی اپنے جیکا یا آبرو کا ڈر تھا

ق
اللہ ری آبداری اوس خلقی کے تیغ تیز
آنسو جو کل بہاتا سو لے بہا گہر تھا

بلبل کو ذبح کرکے گو باغبان ہوا خوش
ہر عضو مین پر اوسکے یہہ عشق کا اثر تھا

عاشق کی تیرے غم مین حالت ہے یہ ستمگر
چارو طرف سے اوسکے ایک شور الحذر تھا

آنسے تو ایک ہی وہ اوڑتی ہی گل کی خاطر
گلشن مین آج اوسکا اوڑتا ہر ایک پر تھا

دل بھر ستے اسلیے اے دلبر نہین ہے یہ
تا یہہ کہو نکو ہی صنعت بھی مفتخر تھا

آئینہ تجھکو نہ اسے رشک چمن دکھلایا
دل عشاق کو یہہ سبز چمن دکھلایا

کوہ فرہاد کو اور قیس کو بن دکھلایا
تو نے اس شکل سے منہ غنچہ دہن دکھلایا

ابر نیسان بہی ہوا شرم سے پانی پانی
اپنا جب چشم گہربار نے فن دکھلایا

ساتھ لگ لی نہ کہین اسکی تو نے عیار
گہر بیٹہا را مجہے عہد شکن دکھلایا

تن اغیار چہنا رشک کی تیر و نسی و نین
اوس نے جلوہ نسبے جو تن تیغ بدن دکھلایا

سر موزلف سے تمہ سے نہوا لاکہون یار
سنبل و مار سیہ مشک ختن دکھلایا

آگئی لہر جو رونے کی تو آنکہون نے مرے
طرفۃ العین مین دریا کے چمن دکھلایا

بدگمانی اسے کہتے ہین کسی شخص نے یہ
اوسکے بیمار کا جب اوسکو کفن دکھلایا

ہنسکے بولے مجہے نادان سمجہکر یہانا
اپنی عیاری کا یہہ آپ نے فن دکھلایا

بات صنعت سے بن آئی کوئی تمثیل کی تب
ایسا کس نے اوسے بے ساختہ پن دکھلایا

آیا وہ نہ یہان قاصد کل وعدہ دلبر تہا
بستر پہ مین بیکل تہا اور دہیان سحر تہا

ناصح نہ سمجہنا تو مجہکو کبہی تر دامن
تصویر تخط میری گو ہاتہہ مین ساغر تہا

برسات مین دیکہتے ہی بارش جو گلابی تہی
تہی چشم ایک چشمہ بر مین دل مضطر تہا

وہ بانگ کو سنتے ہی مین فرح ہوا اوس دم
کیسا قلق اسد لیر الله و اکبر تہا

قاصد جو کہے تو ہے قید گران اسیر
بیکل تری خاطر وہ کل شوخ ستمگر تہا

ملنے کا خیال اوسکو ہوتا جو بہلا تجہے
تو خوابین آجاتا وہان کسکا او...

صنعت نہ بسر آیا تو ابروئے قاتل سے
یون کہنے کو گو تیغین سو طرح کا جوہر تہا

ایک مدت مین میسر کیا تہہ وہ گل رات لگا
قیس کہتا ہے کہ اب جہکو نہ تو ملا لگا

تاکہ ہوتا مین قدمبوس کسی حیلے سے
پاؤن بہی اوسکا میرے ہاتہہ سے یہان لگا

خوف رہتا ہے دریا مکا ایک عالم کو — ایسی ہو روکے نہ اے چشم تو برسات لگا
ساتھ رہتا ہون تو کہتا ہے وہ جھنجلا کر — سایہ سان کسلیے پھرتا ہے تو دنرات لگا

اور جو جاتا نہین صنعت تو کہی ہے وہ شوخ
کہ تیرا اب کہین دل ور کسی ہات لگا

ہے غم سے تیرے شیشہ دل چور کسی کا — یہ عرض کری اونسے جو مقدور کسیکا
جو دیکھنے آتی کہ ہوتا ہو سر دور کسی کا — وہان جاکے کہہ کیا کوئی مذکور کسیکا
اے لخت جگر تجھسے تیری دادرسی پر — ہے لخت جگر صورت منظور کسیکا
عشاق کا باقی نہ رہے تخم جہان مین — مردہ ہے دلا ہے بہی منظور کسیکا
ق
ایک شخص نے محفل مین کیا اونکو جو [illegible] — تڑپے ہے پڑا نزع مین رنجور کسیکا
تو چلین [illegible] ہو کے لگی کہنے کہ گھر — یہان بار دگر ہیو نہ مذکور کسیکا

صنعت وہ [illegible] — عاشق تو جہانمین ہے تو مشہور کسیکا

وہ جلوہ گر ہے ہر ایک جا کہان نہین ملتا — جہانمین کونسی جا ہے جہان نہین ملتا
ہر ایک سمت مین سن سن جرس کی آواز — بہٹکتا پہرتا ہون پر کاروان نہین ملتا
ق
کہا مین تیرے لیے خلق سے جدا ہون یار — غضب ہے تیرے بہی تو دوستان نہین ملتا
تو پہر مین اپنا سا منہ لیکے رہ گیا ہمدم — کہا جب اوس نے کہ مین تم سے ہان نہین ملتا
میری کہانی سنائی جو اوس ستمگر کو — کہا اب ایسا کوئی قصہ خوان نہین ملتا
ہر ایک شب وہ قمر کی طرح سے پہرتا ہے — کبہی پر اوسکے قدم کا نشان نہین ملتا
یہ ناتوان ہون غم نازنین مین ہے [illegible] مرا — اجل کو بستر غم پر نشان نہین ملتا
خط آ گئے یہ بہی وہ اسقدر ہے بدگمان — جواب صاف بہی قاصد کو وہان نہین ملتا

جو غور کیجیے تو صنعت مین صانع ہے موجود
ہے جیسے نکہت گل پر عیان نہین ملتا

ردیف الباء

دل کافر کو جو عشق صنم جیندر رہا
پند امور و بار الم جیندر رہا

دم آخر بھی وہ دمساز نہ آیا اور دم
چشم مین منتظر یار دم جیندر رہا

جی کی جی ہی مین رہی حسرت نہ رہا اور الم
ہائے نہ سدم در جانان قدم جیندر رہا

تیغ کاکل سے تری اور خم ابرو سے مدام
مین گرفتار کو یا پیچ و خم جیندر رہا

سیر ہستی تو بہت ہو چکی اب ای صنعت
چاہیے راہ نئے ملک عدم جیندر رہا

ہر ایک کو مین نے آپ ہی اپنا کیا رقیب
وہان جسکو لیگیا وہ میرا ہو گیا رقیب

بس دیکھتی ہی آنکھ و دشمن میرا ہوا
کیا دوست کیا یگانہ و بیگانہ کیا رقیب

کی عرض مین نے غیر سے ملتا نہین ہے خوب
رسوا کرے گا آپکو یہ ہے برا رقیب

بولے کہ وہ بھی یو نہین ہے ہم کو نہین کیا
چہرہ پہ تو کسیکے نہین ہے لکھا رقیب

اپنے تو دوست دونون مین لیکن ہے آج بیچ
آپ اوسکے مین رقیب وہ ہے آپکا رقیب

لاچار ہو کے ہمنے سکھایا اوسے عتاب
یعنی ہر ایک لگ نہ چلے اس سے تا رقیب

پھر تلے وہ صاف ہمسے ہی کرنے لگے عتاب
پھر اوسکو ہی کہ سامنے موجود تھا رقیب

نادم سا ہو کے مین نے ادھر ہائے رو دیا
کچھ تو ہنسے وہ آپ اودھر کچھ ہنسا رقیب

کہو دیتے ہے غیر کو سو گھر ہی جا دین
اوسدم مثل یہ کہنے لگا برملا رقیب

صنعت یہ سچ ہے ہوتا ہی جب مہربان دوست
دشمن بھی دوست ہوتے ہین اور آشنا رقیب

قسمت مین اوسکے دیکھو دکھلائی کیا نصیب
ہو وصل یار و صال ہو جو ہو سو یا نصیب

عیش و طرب نشاط ہو قسمت مین غیر کے
درد و الم فلک نے ہمارے کیا نصیب

تمنے جہا نین کہین دیکھا ہے اسقدر
بخت سیاہ طالع بد اور برا نصیب

پھر سنکے اوس نے مانگی تقدیر سے مدد
پھر اپنے والیونپہ جو کچھ آگیا نصیب

لایا ہے کھینچکر اوسی رشتہ سی عشق کے — صد آفرین ہی عشق تجھے مرحبا نصیب
بیٹھا جو بزم مین یار تو مین نے یہی کہا — اب ہون فدا ای یار کہ تجھپر فدا نصیب
یہہ بات سنکے وہ لگے کہنے کہ بندگی — آگے بہی تو یہی تہا اجی آپکا نصیب
پہر کیون نہ اتبلک مجہے لایا وہ اسجگہ — ایسا ہی گرچہ آپکا پر زور تہا نصیب
مین ترس کہا کی آپ ادہر کو جو آگیا — فرماتے ہین اب آپ کہ لایا میرا نصیب
احسان کا تو اب یہہ زمانہ نہین عجب — آنا تمہارے گہر نکرے پہر خدا نصیب

مین نے کہا کہ آپ کی ہے بندہ پروری
تشریف یہان جو لای یہہ صنعت کا نصیب

کرنا تمہین اس بندہ کا آزاد نہین خوب — کیجیے گا ایسی آپ بہی بیداد نہین خوب
دیکہہ اوس قد موزون کو کشیدہ ہی ابہی — اتنا یہہ اکڑنا تیرا شمشاد نہین خوب
وہ سنکے نہ ٹہرا کہ کہین تجہکو یہہ ڈر ہے — اتنا بہی قلق ای دل ناشاد نہین خوب
ایکروز کہا مین نے کہ مر جائیگا کوئی — ایسا ستم ای ظلم کے استاد نہین خوب
تو سن کے وہ کس ناز سے کہنے لگا کیا خوب — تو کون جو کہتا ہے کہ بیداد نہین خوب

ایکروز وہ تنہا مین کہنے لگا صنعت
ہر روز کا یہہ نالہ و فریاد نہین خوب

آپ اندنون جو ہم سے ہین بیزار کیا سبب — اسکا ہمین بتاؤ تو ہے یار کیا سبب
ہے دلمین اوس کے کیون تجہے دلدار کیا سبب — ہوتے نہین خلیق طرحدار کیا سبب
مین نیم جان ہون اسلئے ای یار بیقرار — پورا کیا نہ آپ نے اقرار کیا سبب
غیرون سے واثق آپکے قول و قرار ہین — ہوتا ہے ایک ہم سے یہہ انکار کیا سبب
آنکہین دکہائین اپنی اوسکو چمن مین کیا — حیران جو ہی یہہ نرگس بیمار کیا سبب
کیا جرم کیا گناہ کچہ ارشاد تو کرو — اگلا سا وہ کرم ہی نہ وہ پیار کیا سبب

صنعت کی ہوئین جلد مرادین دلی حصول
ہے دیر اسمین حیدر کرار کی سبب

دلبرایان جہان گرچہ نمودار ہین سب
آپکے سہو پر و پر صرف یہ بیکار ہین سب

لیلی و ہیر و دمن گو کہ طرحدار ہین سب
جسکے ہم عشق مین ہین اجی اوسکی یہہ سرشار ہین سب

مرض الموت ہے وہ عشق جسے کہتے ہین
وقت وصل تپ خفقان اور یہہ آزار ہین سب

جتنے معشوق جہان مین ہین مگر آپ سوا
بے تامل یہہ کہونگا کہ وفادار ہین سب

قوس آبرو ہے ہنسی برق سی اوسکی گہٹا
میرے رونیکی یہہ اے مردموں آثار ہین سب

باغ مین جادو رو فوارہ و شبنم اور نہر
گلبدن حال مرا دیکہکے بیزار ہین سب

کسطرح چلنی ہے یہہ دل خانہ زنبور کیا
مردمون تیر مژہ اوسکے تو خمدار ہین سب

عرض کرنا تو یہ گستاخی ہے تقصیر معاف
آپکے جتنے ہین اقرار وہ انکار ہین سب

تراہل العقل یہہ بندہ تو اکیلا ہی نہین
غور کر دیکہو تو اس عشق مین لاچار ہین سب

کوہکن بلبل و پروانہ و مجنون صنعت
عشق مین اوس مہ کے تو ہم عمر و گرفتار ہین سب

مردمون روئے ہم ایسا ہی غمخوار ہین اب
جو نہین نام کو ہم دیدۂ خونبار ہین اب

شیخ جسطرح سے برہمن ہین جتنے مسیحا
یون چہدا تیر مژہ اپنی دل زار مین اب

ہر بلا آپکا کسطرح سے شکوا کیجے
سو جتنے لاکہون مین اسکے حسین اظہار مین اب

جبکہ تہی آپکے غصہ مین لطافت آگے
اوسکے گستہ بہی نہین باقی مین ہم بیمار ہین اب

چہٹ گئی جنکے لئی اپنے بیگانے سے
اونکی ہم چہوٹے پیاسے تو نہین دیدار ہین اب

گرچہ حاضر ہین غلامی مین ہزارون صاحب
پر یہہ بندہ بہی ہے آپکی سرکار مین اب

اپنی تاریخ کیا صنعت نے اوسکی صنعت کو
یہی چہپا ہی ہر ایک کو جو بازار مین اب

آوینگے آج آپ کہ کل صبح و شام کب
ہو منتظر یہہ آپکا صاحب غلام کب

بیمار عشق کو تری اپنے بیگانے سب
کہتے ہین یا الٰہی یہہ ہوگا تمام کب

آزاد و کی بہی ہوتی ہے اگر زبان جان
پر ہون نہ زندگی تو ہو محبوس دام کب

دینا نہین وہ دیکی کو دشنام بہی کبھی
لینے کو آوے وہ ہے کسیکا سلام کب

ہر پل جو اپنی چشم کا سیلاب ہی بہی
تو ہر دم ہون ٹہہر سکیے دیوار و بام کب

افزون آج آہ و نالہ و افغان نہو اگر
ملک جنون کا ہو سکے پہر انتظام کب

جب آشنا سے کہتا ہون صنعت مین حال دل
گہبرا کے وہ کہے ہے یہہ ہوگا تمام کب

ایسے ہین اعجاز فرما اوس گل رعنا کی لب
ہو گئے بیکار گویا حضرت عیسیٰ کی لب

بوسے نے جہنجہلا کر کہ یہہ کیا تجکو لیکا پڑ گیا
ہلکی تنتنے جو سنا اوسکی جب جہنجہلا کی لب

اشک سے لبریز ہے اپنا ہمیشہ چشم کا
دیکھتے ہی خشک ہوجاوین جیسے دریا کی لب

تنگ غنچہ کو کیا تنگی و ہنسی نے تری
اور آگے لب کے گل ہی ہوگیا بہلا کی لب

موتیونکو موتیا بند ہو گئے دندانکو دیکھ
لعل کو تو ذوالپر خون کیا دکہلا کی لب

رنگ ہے رنگ مسی صنعت کو تری اوفوہ
رشک نیلم کر دیے اوس انجمن آرا کی لب

جب چہپ گئی نظرون سے دل آزار کی صورت
پہر ہو گئی کچھ اور دل زار کی صورت

سب فی نکمہ ہی کہتے ہین اوس یار کی صورت
خالق نے یہہ ہاتھ اپنے سے تیار کی صورت

دیکھی جو تری چشم تو اے یار عصا لے
نرگس ہے کہڑی ضعف سے بیمار کی صورت

کس طرح نسیم غم کی بہلا شگفتہ ہون
خوش آپ ہون جب دیکھ لے اغیار کی صورت

کس رنگ کہلاتے ہین یہہ گل آپکے غم نے
آ دیکھ تو اوس سینہ افگار کی صورت

دل پھنس کیا [illegible]
جون دام مین ہو مرغ گرفتار کی صورت

سر دینے سوا اور نہ سوجھی اسے کچھ بات ۔ جسکو نظر آئی سر سے خونخوار کی صورت
اشک آ کے جو مژگان پہ پیدا ہوئی تیار ۔ دی دار پہ جیسے گنہگار کی صورت

درد و غم و اندوہ جو ہم بزم تھی صفوت
سب اوڑ گئی دیکھ اوس میرے غمخوار کی صورت

ابھی آئیگا ہے وہ قامت قیامت ۔ کہ کھینچے ہی جس سے ندامت قیامت
اوٹھو آپ یہاں سے تو رو رو کے یہ مین ۔ مچا دونگا حضرت سلامت قیامت
جو اوس قد سے آگے بڑھ جائے تو تمکو ۔ کریگا ہر اک بت ملامت قیامت
موئے خط نہ اوسکا اوٹھی حرف معنی ۔ دکھاتی ہے اپنی علامت قیامت

میرا مجھکو ہمسایہ کرتے کہ کیوں ہے
کہ رو رو کے صفوت اوٹھا مت قیامت

نظر آتی نہیں وہ شکل ہمکو اب کسی صورت ۔ مگر ہاں فضل سے اپنے دکھا دے رب کسی صورت
ہزاروں شکل کی بہروپ کرتا ہو نہیں اچھا ۔ مگر تا بن جائے اوسکے ڈھنگ کا ہے کب کسی صورت
ہواؤں جاں بلب میں اس تمنا میں کہ ہو [illegible] ۔ گذر جائے لب اوس شوخ کی [illegible] کسی صورت
بہت تکلیف ہوتی ہے جو لخت دل نکلتے ہیں ۔ کماں ابرو کوئی تدبیر کیجیے اب کسی صورت
دل اٹکا ہی نہیں کہ سکتا ہے ساں کسطرح میں ۔ وہیں آرام ہو نکلے جو سکتا ہے سب کسی صورت

طفیل پنجتن یا کرم کیجیے یہ صفوت کی
بر آوے یا علی کونین کی مطلب کسی صورت

اگر کرے وہ صنم اپنے گھر خدا کی رات ۔ تو کسطرح سے نہو جمع وہاں خدائی رات
خیال میں جو بسیرا اسکی بسر آئی رات ۔ تو خواب صبح تلک بھی مجھ کو نہ آئی رات
فلک نے وصل سے گو سو طرح اوٹھائی رات ۔ پر اوس نے کھول کے زلفیں وہیں بنائی رات
کبھی نہ ساتھ سحر تو نے بت جگائی رات ۔ کہ ہم نے مانگی تھی جسکے لیے خدائی رات

شب وصال ہی کا نام ہی شب معراج — خدا کے فضل سے باری وہ ہمنے پائی رات

مین اپنے دل مین تو باتین بہت بنا ہی تہین — پر اوسکے آگی نہ ایک بات بہی بن آئی رات

کسی سے آنکھ لڑائی جو اوس نے محفل مین — ہماری اوسکے بہی تا صبح تک لڑائی رات

نہین ہین چہرہ پہ زلفین مگر یہ سے آئی — کہ ہوتی دن کی یہہ دنون طرف سے آئی ہے رات

تہی ایک روز شب زلف وہ مین اس باعث — گہٹایا وصل کا دن ہجر کی بڑہائی رات

جو آیا گہر مین مری وہ ماہتاب یہان یکبار — تو موہنہ پہ غیرونکے چہٹنے لگی ہوائی رات

اس انتظار کو کہتے ہین ہی اشد ملعونت — تمہارے آنیکی قاصد نے جو سنائی رات

نہ آئے تم تو اسی انتظار مین حسرت — تڑپ تڑپ کے یہہ کوئی مر گیا بن آئی رات

وصل کی آپکے نہ پائی رات — مانگی جسکے لیے خدائی رات

جام مینا و باغ چاندنی رات — بن تیرے کچھ نہ یار بہائی رات

تیری آمد مین دمبدم سب سے — یہی پوچھے تہا کتنی آئی رات

ہجر مین تیرے اوبت سنگین — نظر آئی مجھے خدائی رات

اٹ گیا مین وہڑی وہڑی کرکے — کیسی تم نے دہڑی جگائی رات

تم نہ آئے جو اپنے وعدہ پر — بیقراری ہوی سوائی رات

ہو گیا سن مین سنتے ہی حسرت — اوس نے جانیکی جو سنائی رات

کہتے ہین کہ ہوتی شب ہجران ہی قیامت — پر ہے یہہ غلط ہجر سے آسان ہے قیامت

انکار ہی کر دیجیے ہونی ہے سو ہو جائیگا — ہر روز کی یہہ آپکی ہان ہان ہے قیامت

تہا نوح کا طوفان بہی قیامت کا نمونہ — یہہ عین میرا دیدۂ گریان ہے قیامت

ہی بام پہ تو یا کہ سوا نیزہ پہ خورشید — ہمکو تو یہہ ای مہر درخشان ہے قیامت

شمشاد و الف سرو سہی نکلا تو کیا کر
قامت کو تری دیکھ پشیمان ہی قیامت

ہے قد کا ترے شور جو عالم میں ظاہر
صنعت یہ اپنے واسطے پنہان ہی قیامت

ہر ایک بات مجھی پر جو تم نے ڈالی رات
کدھر تھا آپ کا کہنے مزاج عالی رات

مدام زلف کی سودے سے ہم پریشان ہیں
ٹلی نہ سر سے ہمارے کبھی یہ کالی رات

ہمارے تن پہ یہ گل عشق نے کھلائے ہیں رات
کہ ایک ہو گئی جلگہ نہ رکھی نہ خالی رات

ہے زلف و رخ سے تری اختیار میں دن رات
کبھی تو دن کو بڑھایا کبھی گھٹائی رات

ہوا جو سرو چراغان نئی طرح سے میں
تو آیا پھر تماشا وہ لاوبالی رات

ہوا وہ آئینہ رو جب مرے مقابل آ
تو عکس سے ہمیں آئی نظر نرالی رات

لگا انار سا چھٹنے یہ دیکھ کر صنعت
جو ہم نے آہ شرربار ایک نکالی رات

ملو ہو غیر سے تم ہم پہ یہ قلق ہی سخت
کہو کہ کس سے کہیں بات یہ ادق ہے سخت

کھنچا تھا دار پہ منصور حق کو کہہ کے
غرض جہان میں کہنا یہ شغل حق ہی سخت

رقیب ساتھ تمہارے ہوا و ہم نہ ہوں
فلک پہ ہو زمین کا نبت طبق ہی سخت

کہا میں سنگدلی اے صنم نہیں لازم
کہا ازل سے ہی صنعت مری حلق ہی سخت

دیجئے تصویر کو کیا اس کی بدن سے نسبت
لب بناوٹ کو ہوئے ساختہ ہیں سے نسبت

وہ تو ایک قطرۂ نیسان ہے یہ ہے تخت جگر
مرو موں اشک کو کیا دریدہ نسی نسبت

کیوں نہ مغموم ہوں ہستی میں عدم سے آکر
کہیں پردیس کو ہوتی ہے وطن سے نسبت

حسن ایک روز ہی ترا حسن مدام
ہے غلط تجکو اگر دیکھے دولھن سے نسبت

کس و ناکس کو سمجھتا ہے رقیب اے صنعت

دی سزا ایک کو تو عشق کی زن نسبت

قتل ناحق کیا تو نے جسے تلوار گسیٹ
لاش تو اوس کی نہ تو ظالم سر بازار گسیٹ

مین نے مژگان سے جو سہلائے کف پا اوسکی
بوسے کا مونھ نہین تھا مجھکو سر گلزار گسیٹ

عرش پر اپنا ہو پایہ نہین امکین تو شک
سے پلنگ پہ جو مجھے فرش سے وہ یار گسیٹ

ہے سند مجھکو یہی بہر شفاعت یارو
خط اگر ہاتھ سے دے اپنے وہ دلدار گسیٹ

اوسکے کوچے مین نہین آتے ہیں یا صنعت
بیقراری اوسے لیجاتی ہے ہر بار گسیٹ

رہ کون مین وہ چمکیت کی یا رب کہ ہر کی چوٹ
بالک کی رہ گئی تو وہ چھوڑی کمر کی چوٹ

مارا جواب بانکپن ظالم نے اب اوسے
ہوتا ہون دیکھکر مین خجل مہر کی چوٹ

جاتا نہین ہے درد کبھی اوسکا زینہار
لگتی ہے بات کی جو بشر کو بشر کی چوٹ

ہے صدمہ فراق سے مجروح جسقدر
کسکو بھلا دکھائے اپنے جگر کی چوٹ

چھیڑا جو جیب مین نے تو ایک ہاتھ جبر کا
اوس نے لگایا کی پھر ہے جو سر کی چوٹ

نادان پتھرون سے جو ہر تو غم نہین
دانا کی ہاتھ سے لگے کنکر کی چوٹ

یہ بیمار کا سبب ہوگا لوگو ساتھ ہی
لگتی نہین ہے جو سخن سیم کی چوٹ

اغیار بست فطرت بیدین کی پابہی
ہر وقت لگتی رہتی ہے مجھے ہے در کی چوٹ

صنعت کیا ہے سینہ کو اب اپنی سپر
یعنی کہ خالی جائے نہ اوس فتنہ گر کی چوٹ

خطا و جرم و گنہ مہربان کیا باعث
خفا ہو تم سے جو ای بدگمان کیا باعث

ادا و ناز و کرشمہ وہ آن لطف کرم
کہون مین دل کی پیسا وہ لگا جان کو کیا باعث

کہین کا قصد نہین آپکا تو پہر کیسے
سنگارے پان و مسی عطر دان کیا باعث

کوئی بھی یاد تمہین سحر و دم فسون ہے کیا
ہری ہے آپ بیمار اجہان کیا باعث

نہیں ہے قصد اگر تمکو میری شب خون کا
چھپائی تمنے مسی مل کے پان کیا باعث

تمہاری ابرو و مژگان پہ ہی ہے ایک تیر و کمان
لیے پھرو ہو یہ تیر و کمان کیا باعث

کسی کی چشم کا بیمار ہو گیا شاید
کراہتا ہی جو صنعت ہر آن کیا باعث

عیسیٰ سی بھی نہو وی جس آزار کا علاج
پھر کیونکہ کر سکے تری بیمار کا علاج

لون نام عشق بار دگر میں کہیں تو بلکہ
وہ کیجیے جو ہو وی گنہگار کا علاج

اغیار ہیں مریض طبیب اونکے آپ ہیں
آیا موافق اونکو ہی سرکار کا علاج

آزردہ چھوڑ دیگی نہیں یہاں نہ جب تلک
بندہ کریگا اونہیں سی دو چار کا علاج

میں آپ تیری چشم کا بیمار ہوں بہلا
بیمار کیونکہ کر سکے بیمار کا علاج

درد فراق سے وہ ہلاکت کی ہی قریب
اب جا کے کیجیے صنعت غمخوار کا علاج

کچھ ان دنوں کشیدہ ہی سرکار کا مزاج
چھپتا نہیں چھپائی سی کچھ پیار کا مزاج

ہو جے خفا نہ دیکھنے سی چشم کی طرف
ہو ہے ضرور یہ ہی سمجھنا پیار کا مزاج

دیکھو نہ طرف اوسکی نہ سنتا اپنی بات ہی
جاتا ہی آسمان پہ اغیار کا مزاج

ہم سنے تو سر جھکا دیا واللہ دیکھکر
مائل بقتل ہو رہی خمدار کا مزاج

طرح قارون کی تو نا دولت اوٹھا گنج کا غم
ہوا حاصل بہی تو پھر کیا تمہی گنج کا رنج

شش جہت میں بھی تو جنگ تو خمسۂ لا وقات
نہیں کم ہونیکا ز بہر شش پنج کا رنج

دہ سوار او نہ تو فیل نشین او نہ وزیر
اور نہ شہ ہو دیگا پھر کسیکو شطرنج کا رنج

مگر خسارہ جو سبزہ نمود اوسکی ہوا
پھینپنا ہمکو پڑا ابن لئی اپنے کا رنج

داد نا ہم دی اور اہل سخن کچھ نہ کہیں
بس اسی بات میں صنعت ہی سخن سنج کا رنج

جاری ہی خون چشم سے چشمۂ آب کیطرح
بیٹھے ہین مردمان چشم خانہ خراب کیطرح

خفتہ ہے بخت ابتو جب جاگی تو کیا کہین ہین
وصل کی شب گذر گئی ہمکو اتو خواب کیطرح

ہمنے سکھایا تھا عتاب غیر کی سب طرح اوسے
سودہ ہم ہی پہ صاف کی اوسنے عتاب کیطرح

غیر کے ساتھ گر میان کہ کچھ کرو ہم سی کشی
کیون نہ جگر جلے اپنا کبھی کباب کیطرح

فکر معاش یا معاد کبھی تو کیا کرین بھلا
ہم چھا نہین زیست ہی اپنی حباب کیطرح

ہو دے اگرچہ بستر ابھی شہسوار حسین
تیو مون قدم مین وسیدم تیری رکاب کیطرح

بھیجا جو کا تکمہ ہمکو ... سلام
اوس نے نکالی صنعت اسا ... جواب کیطرح

ہلتی نہین ہوا سے شجل چمن کی شاخ
لرزان ہی اوسکی سامنے سرو چمن کی شاخ

ہر طرف ہاتھ کاٹ سے رکھی ہی اوسکی ...
سلگ چنار شکل کی تبھی نارونکی شاخ

... سے ... [illegible]
دیکھی نہو تو دیکھ لے سیب ذقن کی شاخ

دنبالہ اوسکے چشم سے کہینچی ہی ... اعتبار
یعنی ... ہو ... کا ... ہرن کی شاخ

... کہکشان ... ستارہ ہون ...
صنعت ... کی شاخ

دیکھی ہے چشم یار سپید و سیاہ و سرخ
... سپید و سیاہ و سرخ

دندان مسی دہان سے الوان ...
... رنگ سفید و سیاہ و سرخ

شام شفق و سحر ... رنگین
... سپید و سیاہ و سرخ

... ہو ...
... گرچہ ... سفید و سیاہ سرخ

صنعت ... [illegible]
... سپید و سیاہ و سرخ

... [illegible]
... دل ... کہا سرخ

ہے عکس لعل لب سے ترے جام آب سرخ — ہے شوق سے نہیں ہے یہ پیتی شراب سرخ

خطرہ ہے تیرے صید کو فتراک میں بھی — ہو گی نہ میرے خون سے اوسکی رکاب سرخ

دیکھا جو تجھکو غیر نے محفل میں گلبدن — جاری ہوا اپنا اشک برنگ شہاب سرخ

گلگون قبا ہے آپ ہی گلفام لب میں لعل — کرتا ہوا اسلیے ہے وہ رنگ انتخاب سرخ

لگتی بھلی ہے صبح خورشید پر شفق — چہرہ پہ اوسکے یون ہے نمایان نقاب سرخ

تاثیر اوسکی لب کی ہے صنعت یہ دیکھیو
کرتا ہے سبز پان وہ کھا کر شہاب سرخ

ماہ رو تھا وہ اور پھر منہ ڈر سے تھا اوسپر سفید — کیا مقابل منہ ہوا دونوں باہم دیکھ کر سفید

جانی قال شیخ آہن پر ملمع سے گویا — غور سے دیکھو تو ہے تیرہ درون باہر سفید

پھیرتے ہیں اہل ہنر سے سر جھکے ہوئے — صفہانی سی بہت ہے تیغ کی جوہر سفید

تو تو وعدہ پر نہ آیا بیوفا اور ہو گئے — دیدۂ مشتاق تیری راہ تک تک کر سفید

بل بے تاثیر خیال حسن یار سیمتن — ہے سویدا بھی دل دلگیر کی اندر سفید

شمع بیروائی سے شرماتی نہیں ہے آب تک — باوجود اسبات کی ہے پاؤن سے تا سر سفید

شعبدہ ہے یا طلسم ای سیمتن یا عکس رخ — جو ترے تن پر طلا کا ہو گیا زیور سفید

کھل گیا اپنے لکھے کا حال ہمپر یہ قلم — دور سے آئی نظر جب شکل نامہ بر سفید

صبح کہہ بیخوف تمہیں خوف نہیں ہے داغ سیاہ — تلے پتلیاں ہیں تہ تہمیر اور ہے خنجر سفید

لگ گیا ٹیکا سیاہی کا قمر پر شک سے — اوسنے دیکھا جب ترا الماس کا جوہر سفید

اس تری ڈاڑھی سفید اور رو سیاہ ای شیخ — ہے عجب یہ بھی کہ نکلی زاغ کی ہے پر سفید

ہے سیہ باطن تو صنعت اب بھی کامل ہے مگر
یعنی سر جو جا بجا ہے گیسو سے اکثر سفید

جدا ایک ایک اسکا ہوا گر ایک بند — نہ ہوگی دیکھنے سے چشم تر بند

نہ کترا ہی باغبان بلبل کے پر بند
تو اپنے پاس سکے آنے سے ظالم
مگر بھی ہے میان ایسی تمہاری
وہین ایک پل مین اوس سے جا ملیگا
ابھی سن پائیگا صیاد میرا

جو کرتا ہے تو ظالم کر نظر بند
خدا کے واسطے کافر نہ کر بند
لیا کیون تم نے پیچھے کا کمر بند
تصور مین کرے جب چشم تر بند
ارے ناصح تو اپنی چیخ کر بند

نہ قیدی ہون پابستہ نہ محبوس ۞ مگر الفت کا ہون صنعت نظر بند

نہ کوئی یار ہے اپنا نہ ہمدرد
محن و رنج و تعب آرام و غم و درد
ہمیں دیکھون شکل جب تک آنکھ مین
رفیق و مونس و غمخوار اپنے
اگر نامہ لکھے وہ یار مجھکو
بغیر از نہ آئیگے ہر لحظہ ہر پل

سناؤن مین بیکسی مین کسکو ہم درد
بہم آ کر ہوئے اپنے نہ ہمدرد
کسی صورت نہین ہیہ کم درد
ہین ان روز و شب اکثر آلام درد
تو اوٹھ جا دل سے اپنی یکایک قلم درد
دل و جان پر ہی ہیہ کرتا ہے ستم درد

خبر لو جلد صنعت کی علی جی
ستاتا ہے اب اوسکو ہیہ ہم درد

جلا دیں شاید مرے صیاد کا اوستاد
کسطرح نہ کہیے تجھے صیاد کا اوستاد
ہر ایک ستمگار کا اوستاد فلک ہے
اگر میری محفل مین وہ کسطرح نکل جائے
صیاد کو بھی صید کیا کہہ کے بارا
تصویر تری نام خدا دیکھ کے اوستاد
سچ ہے مرو سہی طفل دبستان ترے قد

یا ہے مرا صیاد بھی جلاد کا اوستاد
اے شوخ تو ہے چرخ ستم ایجاد کا اوستاد
پر تو ہے من ظلم مین اوستاد کا اوستاد
بندہ ہے ہر ایک بات مین اوفتاد کا اوستاد
زلفون کا تری دام ہے صیاد کا اوستاد
حیران رہا مانی و بہزاد کا اوستاد
ایسے روان تو تو ہے شمشاد کا اوستاد

کسطرح حیران تجلی مین جو ہوون کہ میرا
دیدار کا تو یار ہی فرہاد کا اوستاد

صنعت کو بہی شاگرد کرای عشق کہ تو ہی
مجنون کا اتالیق ہی فرہاد کا اوستاد

تمنے غیرونکو کیا آخر وہان ای یار بند
یہان ہوئی فرحت سے مجہکو کہولنا دشوار بند

گل یہہ حالت باغبان کی ہاتہہ سے بلبل کی تہی
پر تو جو باندہ گئی آنکہین کہلی منقار بند

دیکہکر چہرا تیرا چیر گریبان سب نے گل
پہر ایک عالم یہ کہتا ہی تیرا دستار بند

ای عزیزا مین نہ شک کر ہی یقین مجہکو بہی
یوسف مصری ہوا اس لب سے دم گفتار بند

ہو مقابل آپکی جو حسن مین ہو کر دوچار
جی مین آتا ہی کہ کیجی اوسکی فصد چار بند

انتظار ایسا ہی کسکا جو بوقت نزع بہی
کر نہین سکتا ہی اپنی چشم یہہ بیمار بند

اور بہی لکہی غزل صنعت بدلکر قافیہ
ہاتہہ سے کاغذ کاتب تو ڈالیو ای یار بند

کسکے چشم سرمئی کی دہلین ہی اب چاہ بند
ہمدمون جو ہو گئی سینہ سے آتی آہ بند

اوسکے عاشق کا نہو کس راہ سے عالم میں ...
جسکا عالم دیکہکر ہوتی ہی ہمدم راہ بند

ہی گہلاوٹ زلف سے اوس خلق جو ...
ورنہ یہہ ابر سیہ کرتا ہی نور ماہ بند

ہے جو اس بیمار کو تیرا خیال انتظار
گاہ یہہ کہولی ہی آنکہین اور کریگی گاہ بند

از برای مصطفے زنہار صنعت کا کوئی
دین و دنیا مین نہووی کام یا اللہ بند

خط مونڈائی سے تو عارض ہوی تقویم سفید
پر ہوا اختر جو مصحف کی ہو تحریر سفید

یہہ تصور ہی کسی سیم بدن کا مجکو
ہی سویدا بہی درون دل دلگیر سفید

تو نہ آیا تو یہان ہو گئی تکتے تکتے راہ
دیدۂ منتظران باعث تاخیر سفید

یہ طلسمات ہی یا تاب رخ سیم بدن
عکس سے جسکے طلا کی ہوئی زنجیر سفید

یاد میں اوس دہن تنگ کی گل سیر ستان
لخت دل کرتے ہیں اس چشم سے تا سفید

صحبت تنگ ہے ہو تیرہ دروں شتول
مس کو جس طرح سے کرتی ہے اکسیر سفید

کشتہ چشم سیہ کے لیے ایجاد لقا
سر میں ہے کفن اور قبر کی تعمیر سپید

ق

ہای کسی تنگ میرا حال ہوا وسر تربت
جوش گریہ سے تو ہو جاتی ہے تحریر سپید

اور زبانی بھی جو کچھ لبی تو اوسکو آئے
خوف سے ہو رخ قاصد دم تقریر سپید

زلف کو نا جو کہتے ہیں سو اپنی [illegible]
کیوں نہیں دستے ہیں دل [illegible] سپید

ہاں مگر سانپ تو جاتا رہا پیٹے والا
کیفیتی ہے یہ نہیں زلف گرہ گیر سپید

یارو اغیار سے کیا کیجئے گلہ ای صنعت جب ہوگیا خون زمانہ کا ہے جون شیر سپید

ردیف الذال

تو ہے استاد فلک تیر و تپ تعویذ
کہکشاں تا نگ مہ و خور کے برابر تعویذ

اوس پہ ہیرا اوپہ تاثیر کسی نے بھی نکی
سورۂ جن بھی پڑھے اور لکھے اکثر تعویذ

برق کی کو تہ بین کچھ فرق سر موئی تا
اوس پہ رکھے بیٹھ جیسے چاب کی بھی مجمر تعویذ

گریاں غم سے اب اور بھی کرتا ہے [illegible]
کیا ہی نادم ہوا ہم جیکے بنا کر تعویذ

ہاتھ میرا بازو پر گر نہیں کمر پہ سر
اپنے ہر عضو پہ رکھتا ہے وہ دلبر تعویذ

تیرے جان اتنے ہوں جس شخص کے مثل [illegible]
او سیہ تاثیر کہیں تعبیر کو لی کیونکر تعویذ

تہلکے سے مر گئے سب علوی و سفلی [illegible]
نکلا او سیہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

درد سر کس لیے اتنا نہ گھسو صندل کو
باندھ دو اپنے گلے کا مرے سر پر تعویذ

دل بہر نگا کبھی اور بت سے میرا صنعت ہو الہی جو رہا ہیں عدو لکھ کے برابر تعویذ

ردیف النون

گرہ رونے میں جو لخت دل سے تاب ناخن ہے
وہ ہنسکر ڈال دیتے ہیں کیا خار ناخن ہے

ہلال عید کو بھی انگلیوں سے وہ بتاتے ہیں
کہ دیکھی ہے جنہوں نے تری آب و تاب ناخن ہے

میں تہا تا تن بدل ازل اب مہندی لگا او سنے
سمجھا یا قتل کا پہلو بھی اسباب ناخن ہے

عجب کیا ہے جو عابد [illegible] یا ہما اسکو سجدہ
نظر آتی ہے انکو صورت محراب ناخن ہے

جہاں پہ جاتے ... ناخن سے حیرت سے
کسی صورت نہیں ہے مختصر تا سیاہ ناخن پر

عجب ... نسبت ...
عجب ہے رنگ مہندی کا تری لالا ناخن پر

اگر ... ہاتھ ہو دلکو مری فرحت
مری عقدہ کشائی اوسکی ہے اچھا ناخن پر

سوائے حسن و خوبی ہے تری آب و تاب ایسی
تصدق جسپہ ہو حسن ستارہ ... ناخن پر

حنا کا اوسکی ہے پوری یہ رنگت سے یہ عالم ہے ✤ کہلی صنعت نگلی اور رنگ ... ناخن پر

جو دیکھی اوسنے تجلی حباب کے منہ پر
ہوائیاں سی چھٹیں ماہتاب کے منہ پر

پڑے نہیں تہے تری مقتول کے یہ آتش عشق
کہ چھالی پڑ گئی تیغ پر آب کے منہ پر

تمام عمر میں اوس سے سوال بوسہ کا
نہ لاسکا کبھی مارے حجاب کے منہ پر

کلف کو یاد کی تل سے تمہارے کیا نسبت
وہ چھائیاں جو ہیں ماہتاب کے منہ پر

یہ سنکے یار نے ڈالی کہ تجھپہ مرتا ہوں
کہی تو یہ کوئی اوس پر عتاب کے منہ پر

نہیں ہیں داغ یہ چیچک کے کیا تعجب ہے
چمک ستارہ نکلی ہے آفتاب کے منہ پر

بس اوسکو ملیں ہو معلوم اپنی لاف سنے
کہ ہے یہ ابر تو چشم پر آب کے منہ پر

کسیکی چشم نے عشق ہے نخیسہ دیکھو میری
بجا گلاب کے چھینٹے شراب کے منہ پر

ق

ہیں عاشق سارے حلقہ بگوش حیرت میں
جو دیکھا حلقۂ نتھہ کو جناب کے منہ پر

کہ یعنی ہالۂ مہ گرد مہ کے دیکھا ہے
یہ طرفہ ہالہ کہے ہے ماہتاب کے منہ پر

کسی پہ اندلون مرتے ہیں آپ اے صنعت
ادب سے کہہ نہیں سکتے جناب کے منہ پر

یہ چشم تر بہی ہے اور ہونٹھ خشک رنگ زرد
نشان تمام ہیں اب اضطراب کے منہ پر

ہوا ہے پیر تو کر ترک میلیں صنعت
نہیں یہ بہتی ہے اہل خضاب کے منہ

مجھسے دیوانیکو کیونکر نہ کہو دور سے دور
چشم بد دور ہے اتنا تو وہ پری حور سے دور

لب پہ بہی جان نہ بان بند کہو ... آنکھیں
اسکے گڑی پر نہوا ہے تو رنجور سے دور

پر تو وہ تہا یہہ اوسکا کہ انا الحق بولا
پاس ہی غیر کی امر پاس وہ ہی ہوا اوسکا
رہ گئی بات جو محفل مین سلام اوسنے لیا
بعد مرنیکی بھی نفرت ہی رہی اوسی مجہسے
اضطرار اور قلق کو مری سمجھیگا وہی

ورنہ یہہ بات تو تھی طاقت منصور سے دور
ایک ہم تکتی رہین اٹھی ہوی مجبور سے دور
اپنے نزدیک تہا یہہ اوسنے سفر ور سے دور
مقبرہ مین ہی جو گذرا تو مری گور سے دور
جو ہوا ہو ولیکا اپنی کبھی منظور سے دور

ہم گنہگار ہونگا محشر مین چہوڑا نا صنعت
یہہ تو کچھ بات نہین اچہا یہ نور سے دور

ہے آہ آتشین میری اسی آن شتاب
کہ وہان چشم کو اسدم تو سمجھ رو
کہہ دو کہ سمجھے یار نکلا اتیو زبان
کیونکہ نہ دلبر ہی لگا اسپہ کہیت اوسکی بات
آوین خیال دو سکے ہین آپ ہی سبق خیال کسیا
تشبیہ کسی دو دن ہین پریشان ہون سلو

مانند شمع شعلہ ہے ہر دم زبان پر
ای لخت دل وہ شوخ ہی ابکا امتحان پر
حرف شکایت آئی جو میری زبان پر
شبنم غور کر تو دیکھو وہ آپ ہی کس آن پر
جس شخص کا دماغ کہ ہو آسمان پر
لہرائی جب ادا ہی زلف اوسکی کان پر

صنعت سنا دی ہمکو تو ایک دوسری غزل
غش ہم ہین دوستی یار تری اس بیان پر

چہالی پڑینگے سنکے تن دوستان پر
دشنا لہ وار سر سے ہین اوسکی چشم مین
ہین بنگی قصہ خوان جو گیا شکوہ اوسکی ہاں
سنتے ہی اپنی خوبی قسمت وہ سو گیا

ہم اس سے سوز دل نہین لاتی زبان پر
کہ سنکو قتل باندہی ہی خنجر اوسنے زبان پر
لایا جبھی اپنے کہانی زبان پر
ہے ہی نہ کوئی بات جو تیر اوسکی کان پر

صنعت بدل کے بحر سنا تیسری غزل
مرضی ہی دوستون کی تری امتحان پر

کمایا نہ تو نے رحم اوسکی آشیان پر | کیون تھا کہین بلائی بلبل کی باغبان ہے
اوسمین فقط گہر مین اور سمین لعل و گوہر | کیونکر ہنسی نہ ہوتا ابر گہر فشان پر
ملتا نہین جو ملیے چہٹتا نہین جو چہوڑین | کیا کیجیے کہ ہم تو مجبور ہین یہان پر
کچھ داستان ہماری اوسکو نہین سناتا | آتا ہی مجہکو غصہ اب اوسکی قصہ خوان پر

اوس در نہ تیرا صنعت بیجا مکان مکان ہے
رہ جائے گر وہ پیارے ایک شب ترے مکان پر

در بار مین نہین ہے تیری بار بار یار | کرتے ہین بہیر آتے نہین لاچار جابجا
دستار شیخ جی کہین اوسکی نظر پری | کرتے ہو یہ جو جبہ و دستار تار تار
وہ خانۂ خدا دل عشاق اوسکو ہین | غم نے تمہارے کردیا مسمار بار بار
ملتا نہین وہ مجھسے تو ناچار جابجا | کرتا ہون درد دلکو مین اظہار بار بار

صنعت کو غم نہین ہے کہ اوس گلبدن کی رات
شبنم بھی رو رہی تھی یہ گلزار زار زار

ڈہا دیے تو نے جو مسالو نکی گہر رو رو کر | کیا یہ طوفان کیا آب دیدۂ تر رو رو کر
حال دل لیسی کبہی اوس سے اگر رو رو کر | تو وہ کہتا ہی کہ بدنام نکر رو رو کر
طفل اشک اپنے کو ہم لخت جگر کیون نہ کہیں | ہم نے پیدا کیے یہ لعل و گہر رو رو کر
ایسے حرکات شب وصل مین کرتا ہے وہ شوخ | تا کہ ہو جائے مجھے صاف سحر رو رو کر
زلف و رخ اوسکا نظر آئے نہ ہمکو تو بہلا | کس طرح کاٹین نہ ہم شام و سحر رو رو کر

دیکھ رو تا مجھے ہنس ہنس کے وہ بولا صنعت
اب اسی شکل سے تو جائیگا مر رو رو کر

ستم ہے مجھپر وفا اور بیوفائی آپ پر | جیسے مجھپر بیخودی اور خود نمائی آپ پر
سخت دلگیر ہے عاشق اب کیونکہ باہم ہو ملاپ | مین تو آسکتا نہین اور ہے منائی آپ پر

یہ قدر حوصلہ تقدیر نے تقسیم کی
روز محشر کو اگر قائم رہی ہوش و حس
در بندہ کی سوا کوئی اٹھانیکا نہین
جو بہ قسمت ہے صاحب آپکا کیا ہی قصور

دل ہی بندہ پہ صاحب کے لئے بار ہی آپ پر
ہی ارادہ یار کھینچو نگا دہائی آپ پر
یونہی تو سب کہتی کو مرتے ہین خلق آپ پر
مجھکو مرتا دیکھ مرتے ہی خدائی آپ پر

کون ہی صنعت کا تم بن یا علی کونین مین
مجھسے عاصی کی مقرر ہی رہائی آپ پر

گو رات کیا آپنے آرام کہین اور
مجبور ہین یہان آئین کیا کیجی صاحب
ہی ایک تو وہ دمباز ہی طور ہی اسکا
یہان رشک کی آتش سے کباب اپنا ہوا دل
اب عرق خجالت مین ہون غرق ہین کیجیے
ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین کہنے

کس منہ سے مین اسباب کا لون نام کہین اور
لگتا ہی نہین یہہ دل ناکام کہین اور
ہی قصد کہین اور تو پیغام کہین اور
تم غیر کے ہاتھون سے پیو جام کہین اور
چھپ چھپ کے کرین آپ جو حمام کہین اور
خط ہاتھ سے اپنے کیے ارقام کہین اور

کہتا ہی وہ دمباز غزل اور بھی صنعت
پڑھ ہمکو سنا لیجیو انعام کہین اور

کسطرح سے ہم جائین دل آرام کہین اور
ہم رشک سے دن رات جھڑی کیون لگا دین
کہتے تو کہا حال دل اوسسے یہ جیسے
اسواسطے کرتا ہون مین اون سے نکلی پرستش
مین نے جو کہا عجز سے حال اپنا تو بولے
گردن سے زبان کھینچ لنتوائیو میری

تجھ بن نہین پاتا یہہ دل آرام کہین اور
تم کا لو جو برسات کی ایام کہین اور
ہو جائے نہ اسباب کا انجام کہین اور
ہو جائے خدا یا نہ بت رام کہین اور
یہہ مکر کی باتون کا بچھا دام کہین اور
کر جاؤ کا مین آپکے لون نام کہین اور

آئے ہی خفا ہی وہ گلا کیجیو نہ صنعت

محفل مین نہ دی بیٹھنی وہ دشنام کہین اور

تھا غرض اپنا یا نہ تھا مقدور — تجھ سے باہر ہوئی نہ تھا مقدور

یوسف مصری کو تیری آگے — ہو وی باللہ نہ بات کا مقدور

دل مین ہے کیجیے تیری پابوس — اتنا بھی تیر نہین میرا مقدور

نزور کا زر کا عجز تھا ہمکو — کون سی بات کا نہ تھا مقدور

پاس رسوائی نے تیری یار — اپنا یک لخت کھو دیا مقدور

اب بری آنکھ سے تمھین دیکھے
اتنا صنعت کا ہی بھلا مقدور

آشنا گرچہ تو بہت سب کا ہوا آخر کار — تجھ سوا پر نہ کوئی ڈھب کا ہوا آخر کار

دن تو جون تون کو کٹا دیکھیے کیا ہووے — پھر یہ اقرار ہی سب کا ہوا آخر کار

چاہ سے تیری نکالا تھا اوسے ای یوسف — غرق دل پھیر تری غبغب کا ہوا آخر کار

دیکھکر ماہ کو شب تو نے جو تیوری بدلے — تو وہ با دلین گیا دبکا ہوا آخر کار

آشنا جسکو سمجھ لے گیا محفل مین تجھے — پھر وہ اپنے ہی مطلب کا ہوا آخر کار

عشق تو چھوڑ دیا جو سے تیری ظالم — دیکھنے کا نہین پھر لپکا ہوا آخر کار

لعل مغرور تھا سرخی یہ سو کل محفلین — حکم لب کو تیری اغلب کا ہوا آخر کار

کفر دین عہد مین تیری نہ رہا ای کافر — بس رواج ایک ہی مذہب کا ہوا آخر کار

ناز و انداز و ادا قطع نظر ان سے بھی — دل گرفتار تیری جیب کا ہوا آخر کار

تجھ الیلا تو نہین لوہے تیرا صنعت
حال یہ دیکھ اوسی سب کا ہوا آخر کار

تھا یوسف کنعان بھی بہت گرچہ حسین [illegible] — عاشق تھا دل وجان سے اوسی پیرہ نشین [illegible]

قربان نہون کسطرح مین اوس نازنین پہ — دیکھی سے جسے حور کے جل جائین [illegible]

عالم سفلی کی نظر گر اوس ماہ جبین پر
یہہ حسن کا عالم ہی کہ ہی ماہ جبین پر

دل آوسی کہتا ہی کہ یہہ بھی نہ بدبین
جون جون کہ نہ دیکہتے ہین گلا گھونٹ

ایکبار تو ہان منہ سی تو کر اوسی باتین
ٹہر پڑی ہی سو بلکے اس تیوری نہین پر

شب بہر کا خادم ہی دل جان سی صنعت
کہدوائیو صنعت تو یہی نقش نگین پر

آئی تھی جس جا سے ہم کیا کیا نخواری کھینچکر
لیچلے پہر اوس جگہہ بیقراری کھینچکر

کیون نہ فربہ ہوا وسی معلوم مجنون کی شبیہ
جسکو تم تصویر دکھلا دو ہماری کھینچکر

کہینچنی کا کل تہا اوسے تو سہر ہوا آپکی
مانی کیا نادم ہوا صورت تمہاری کھینچکر

ہم جبرا سکتے کسیکا کیسی اگر یہہ یلی
لائی ہی یہہ یہان ہمین بی اختیاری کھینچکر

یہہ بہی حسرت رہ گئی ہی میان غلام
دیکہو تلوار کی تم آبداری کھینچکر

جیتی جی اپنی ہی یہہ حالت دوستو
دشمن جانی کہو یا تلوار ماری کھینچکر

جلوہ فرماہون ہی شعلہ آہ کا بالا ہی دو
جسطرح ہاتھی پہ رکھتے ہین عماری کھینچکر

چٹکی لی جب اوس کٹاری دار جامہ غنچہ
رشک سی ہم کیون نہ مر جاوین کٹاری کھینچکر

دو ہو صنعت کا غم صدقہ نبی کی یا علی
آنکہ جو سر پر پڑا ہے غم یہ بہاری کھینچکر

اوسی ڈھونڈھتی جا کی کوئی کہان تو فقیر شیر ہی نہ عمر
جو مکان ہی اوسکا ہو لا مکان تو فقیر شیر ہی نہ عمر

وہ خور کو اوسکی تلاش ہی تو فکر دین معاش ہی
جو ذرا اقرار او نہین میان تو فقیر شیر ہی

وہ عیان ہی ہر ایک جا ہی سی نہان ہی سبکی نظر مین
کوئی پا پہرا اوسکا کہان نشان تو فقیر شیر ہی

وہ نشہ کہ جسطرح ہمین ہی بسا ہوگی تجہہ کلین
یہ چہپا ہی معنی و لفظ سان تو فقیر شیر ہی

نہ سبک کی سیر مین نہ ہمین تو شیخ کعبہ
وہ سمایہ سبکی ہی مثل جان نہ تو فقیر شیر ہی

تیری زلف سان سیہ
اور ہما کے طرح سی آشیان تو فقیر شیر ہی

یہ فقط سمجھ کا قصور ہے کہیں ہم تو کہ وہ دور ہے
وہ رہے ہی صفت میں نہاں تو قریب ہے شہ رگ سے بھی

(ردیف طائے ہندی)

تنکا نہ مرے سامنے تم ہو کے خفا توڑ
دل کعبہ ہے کافر نہ اسے بہر خدا توڑ

کرتے ہی نظر نکات یہ اپنی جو ہو درست
فرمایئے کچھ آپکا کیا میں نے لیا توڑ

جاری ہے مری چشم کا چشمہ جو شب و روز
دریائے غم ہجر کا سمجھا اسے نا توڑ

طوفاں کی طرح غرق ہوا میں اگر عالم
پل چشم کا پل اشک نے شاید کہ دیا توڑ

یہ تیز ہے تیر نگہ یار کہ اوسکا
کیا توڑ ہے کیا توڑ ہے کیا توڑ ہی کیا توڑ

ممکن نہیں وہ ماہ ملے مہر سے تجھکو
تارے اگر افلاک سے تو لائے دلا توڑ

اک روز جو میں جوڑ کے ہاتھ اوس سے بھی ہوں
اب غیر سے تو رشتۂ الفت کو ذرا توڑ

اسباب اوس نے جیسے ہی توڑا اوسی لگا
ربط اوس سے کیا اور بھی یہ اوسکا لیا توڑ

ہے آبرو ہی عشق اسی میں تری صفت
اب آنسوؤں کا تار نہ تو بہر خدا توڑ

اوس گل کے جو دامن کو دیا میں نے جھاڑ
اک ہاتھ صفائی کا بس اوس نے سبھی پایا جھاڑ

ہوا اسمیں لاکہ غبار دل جاناں
چلکر سر محفل تو رقیبونکو دلا جھاڑ

صد شکر کہ سرکار کی کی اوسنے صفائی
یہ بھی تری گردش نے دلا خوب لتا جھاڑ

کر سرو چراغاں مجھے وہ گلبدن بھی ہے
محفل میں کہ جلتا ہے یہ کیا خوب بنا جھاڑ

جس دوست نے میری اوسے دیکھا ہوا دشمن
یوں ہی ہے رقیب اپنا زمانہ یہ لگا جھاڑ

کیا شاعری کی ہے یہ مصرعے نے ورق پر
کل اوسکو لکھا اور قدح عاشق کو لکھا جھاڑ

شب اہلیہ شیخ یہ خلوت میں کہی تھی
تنکے سے تو ڈاڑھی کو ذری اپنی بلا جھاڑ

ایسا نہو شاید مجھے کاٹ کوئی بچھو
پھر تو کہیں وا اسکو کوئی بہر خدا جھاڑ

صفت کو جو جاتے ہوئے دیکھا تو وہ بولی

تو گو بنسی لے جاتی ہے دو پیان سے تو کیا جھاڑ

کیا غضب ہے کہ سمجھتا ہے دو عنبا کو یار — اور کہتا ہے سدا عاشق غمخوار کو خوار
کیا بھرا ما [illegible] جور و ستم کا [illegible] — جو بھلا اپنی ہی دی طالب دیدار کو دار
تیغ ابرو کی طرف گر کرے اب وہ قاتل — پھینک دون بھون پہ وہین مغرقی تلوار کو دار
تار کا جو جیسے بھلا لگیا جب اوس نے — اپنی گردن سے وہین پھینک دیا ہار کو مار
ہجر مین کیون نہ طوفان نہ لگی کی [illegible] — مردمون پیل کی بہی اس دیدۂ خونبار کو بار
شعلہ رو دیکھ کے دستار وہ گلنار ترے — شیخ تسبیح کو اور کہدے زنار کو تار
چادر رو نہ نہین باغ مین جا رہی ہو جو — رشک گل تو نے کیا رشک سے گلزار کو زار

داغ دل دیکھ لے صنعت کی ہے گر شوق چمن
باغ مین جا کے تو نرگس بیمار کو مار

ابرو تیغ و کمان ہر ہلال چار — یا حق بدل ہین اپنے یہ بلکہ ہلال چار
بالی جڑاو نہین لٹکتی [illegible] — حلقہ بگوش ہین ترے دلبر ہلال چار
دو دو ہلال تیرے علی بند مین [illegible] — کیا ہین ہمسر تعجبی تری زیور ہلال چار
کیا تاب لائین تاب جو تیری جبین کو دیکھ — ہے ایک ہلال چرخ پہ ہون گر ہلال چار
جو تھی فلک پہ دیکھ کے خورشید اب بجا ہی — لو مت اوڑا ہے پتنگ لگا کر ہلال چار
قوس و ہلال و قد عشاق کہکشان — ہین غم سے تیرے خم یہ ستمگر ہلال چار
وہ ابرو لبون کی تیری کس سے مدام — مے کا بھرا دکھاتی ہے ساغر ہلال چار
رکھا ہے اک ہلال یہ کیا چرخ چنبری — جالی کی رکھتا ہے تیرا چنبر ہلال چار
جو ترکی یہ نہین ہے ہلالی تری کلاہ — لیتے بلائین ہین تری ملکر ہلال چار
جھومر مین آ دو سکی دو دو لٹکتے ہین جو ہلال — ہین یہ ہلال عید کے ہمسر ہلال چار
ہمشکل دو ہلال کڑے ہین یہ بلا کے — پا پاؤن آ پڑے ہین ترے کافر ہلال چار

قندیل آسمان کا چلے کیونکہ اب چراغ
پابوس سنپ کو تیری ای شہسوار حسن
کفش ستارہ دار جو تو پہن کر چلے
پھر کیوں نہ آسمان سی زمین جا چمکنے لگے

قندیل کی جو بیٹا سکی ہوون اندر ہلال جا
چھوٹیں اوسکے ہاتھ سے ہونا اختر ہلال جا
پیدا ہوون وہ قدم سے صفوت ہلال جا
او سپر ہلال ایکا ہو اسپر ہلال جا

صفوت نے کلیات ہلالی کی سیر کی
باندھی نہیں ہیں اونسی کہیں پر ہلال جا

قاصد ابہر خدا لا یار جانیکی خبر
دیکھتی ہی پہنس گیا دل زلف کے شکنجا این
جو گیا پہہ کر نہ آیا ہے عجب کچھ سیر وہان
کیجے صیاد کی کیا ہیمانی تکا بیان
آپکو لیلی وہ سمجھے اور گویا مجنون مجھے
اب گلا کرنے سی کیا حاصل جو ہونا ہو سو ہو
حضرت موسی نکرتے دید کا ہرگز سوال
کہہ سکے گا کل یہہ اوسکو یار کر سیر رکھے

اور سنا اوسکو بہی پر جستہ جانیکی خبر
اب مجھے تھی اس بلا ہی ناگہانی کی خبر
کچھ نہیں معلوم ملک جاودانی کی خبر
نے خبر دانیکی لیتا ہے بنانیکی خبر
اب پری نے سنکی میری ناتوانیکی خبر
تہی تجھے آگاہی اوسکے ظلم رانی کی خبر
اونکو ہوتی گر جواب لن ترانیکی خبر
ہند تک پہونچی ہے اب شہزادہ مانی کی خبر

کس بہروسے پر ہے سامان ہی اپنا بی خبر
کیا نہیں صفوت تجھے اس زندگانی کی خبر

مین تو ہون یارا سی غم سے اب گو ہنوز
دیکھتی ہی مین قاصد کی زبان کہتی آئی
اوسکے لبو رہی آزار ہی بحر القاتل
مہربانیکی بہی حالت مین جفا کا اوسکی
تم جو تھے غیر کے گھر جو رات مین اوسن

اور کہیں خاطر اغیار سے منظور ہنوز
کہ میرا منہ یہ نہ لایا تہا وہ مذکور ہنوز
یہہ ہوا ہے نہیں بیمار ہے تیرا رنجور ہنوز
وہی انداز ہی اور ہے وہی دستور ہنوز
ہے اوسی غم سے مرا شیشہ دل چور ہنوز

پاس اغیار سے ہر ایک قرینہ سے تمہین
حال دل کہنا تو کیا اوس سے ملانا نگہین
لخت دل یون ہی مری نوک مژہ پر ہی مدام
اودھر ی پاس سے تم بہاگ گئے ہو دور ہنوز
اپنا اتنا بہی تو ہمدم نہین مقدور ہنوز
کہ گویا دار پہ موجود ہے منصور ہنوز

اپنا صنعت نئی اوسی جیسی کیا عالم مین
یہی چرچا ہی یہی غل ہی یہی شور ہنوز

ردیف سین

بیٹھے ہین اپنے اپنے تیرے بیمار کے پاس
مجہکو کچہہ پاس ادب بہی نہین تیرا ایسا ہم
شکل منصور کے دل دار سے مت ڈر ہرگز
یہین ہو جائیگی پوشاک تمہاری افشان
صحبت بد کا یہ جسکا ہی نہین جاین قرار
اپنی فطرت نہین ہی وہ دوست ہی دشمن سے سوا
بیقراری سے نہین چین بقول جرات
تو بہی چل بیٹھ ذرا اپنے گرفتار کے پاس
دیکہتا آپکو ہون جب کے مین اغیار کے پاس
بیٹہنا گر تجہے منظور ہے دلدار کے پاس
مر دون بیٹھو نہ اس دیدۂ خونبار کے پاس
تبتلک آپ نجا لین کہین دو چار کے پار
بیٹہا اٹہتا ہو ہر وقت جو اوس یار کے پاس
غم سنانیکو جو بیٹہون کسی غمخوار کے پاس

یہی صنعت کی دعا ہی کہ طفیل شبیر
پہونچ جاوین کہین حیدر کرار کے پاس

خضر سے یہ آج ہے رہ رہ کے ہی بار افسوس
گذر گیا مین اس زمان مین لیکن آہ
سپید خاکسار ہوا گرد راہ شیر بہی
جو غیر آپکے قربان ہون مرے ہوتے
[illegible] یہی مصحفی ہے الصیاد
[illegible] ہو غیر سے تم بیکنا جو سب مجہے
لہو نیہ آہ قلق دلمین چشم پر طوفان
رہی نگہ مری تم ایک شب ہزار افسوس
کیا نہ آپنے میری طرف گذار افسوس
مٹا نہ آپکے دل سے کبھی غبار افسوس
کرے نہ کیونکہ بہلا اب یہ جان فگار افسوس
اسیر دام ہو بلبل سے لئے بہار افسوس
ہزار حیف و صد ارمان بیشمار افسوس
عجب طرح کا تڑپتا تہا در کنار افسوس

یہان تلک بھی نہین چاہیئے ہے سنگدلی
کیا نہ حال صنعت کی تونے یار افسوس

گیا ہی انتظار اوسکے مین یان آرام سو کوس
نزاکت سی جسے کہتا ہی ایک پاؤن کا سو کوس

اگر مشعل سے لیکر ڈھونڈیگا گلفام سو کوس
نہین ملنے کا مجھسا عاشق بدنام سو کوس

اگر ایک آن صاحب بندہ خانہ مین کبھی آئے
تو اوڑ جاوین میرے دل سے غم و آلام سو کوس

بزنگ آسیا ہین گو جگہ سے ہل نہین سکتا
پھر آتی ہے مجھے یہ گردش ایام سو کوس

سوای خال و زلف و یار کے بستا ہے مرغ دل
رکھو دانہ بچھا دو اور کوئی دام سو کوس

اگر ہو جھوٹھ صاحب ہاتھ بندہ کی قلم کیجے
گئے ہین آپکے تو نامہ و پیغام سو کوس

ق
پڑین پتھر ترے لب جا ہنسے ہر گوکن نادان
ہوا اب تک نہین ایسا کسی سے کام سو کوس

اسی منہ سے تو اپنی آپکو کہتا تھا عاشق ہی
کمر کر آپ شیرین کو کیا بدنام سو کوس

بہا آوین اوس سے کیونکر کام دل کیا لکھے صنعت
ہماری نام سے بھاگی ہے وہ خود کام سو کوس

بسا لگی خون پا کہ میری چشم تر آتش
پانی مین لگاتے ہین یہ لخت جگر آتش

دیپک کا اثر رکھتی ہے یہ آہ شرر بار
لگ اوٹھتی ہے سننے سے جیسے کہ شجر آتش

اپنی یہ شرر ریز فقط آہ نہین ہے
مین تب سے غم عشق مین ہون سر بسر آتش

سوزش ہے بنا عشق کی ہین گرم سمندر
ہے زیست مری آگ ہی رہنے کو گھر آتش

گو مثل چنار اپنا بدن سبز ہی صنعت
باطن مین جو دیکھو تو مرا ہی جگر آتش

گلشن ہجر ہے یہان تک ہی بد بین آتش
شمع سان اپنی زبان بھی ہے دہن مین آتش

سنکے پڑ جائینگے ہمدم ترے تن پر چھالے
اسقدر اپنے ہی ہر ایک سخن مین آتش

شعلہ رو تیرے شرارے کے سبب بعد از مرگ
ہے یقین یہ کہ لگی اپنے کفن مین آتش

شمع رو دیکھکے صورت تری پروانہ نمط
کیون نہ لگ جاے ہر ایک گل کو چمن مین آتش

ہے توحید یہہ فدا روز ازل سے صنعت
کیونکہ وہ رخ کی لگے گی تری تن مین آتش

اس اشک و نالہ سے ہی مرا دل کہی آب و کہی آتش
کہ جیسے ہو ہے گلال کے گل کہی آب و کہی آتش

کچھ اسکو سمجھو اور ایدن جو آوین باران
یہہ رحمت اوسکی ہے ہمیشہ نازل کہی آب و کہی بارش

نجات طوفان سے نوح کو دی وہ نار نمرود سے خلیل کو
کہ ہے آسمان و سبکی مشکل کہی آب و کہی آتش

یہی محبت کا یعنی ہے جل بجھ جو سر خرو ہو
بسان شمشیر شوخ قاتل کہی آب و کہی آتش

بھلا وہ تیسا نچہ پر جوش مدام لوچی جو آتش
تو کیونکہ ہم بھی نہ ہووین مایل کہی آب و کہی آتش

ادہر ہی ہمنے یہہ سرد مہری اوہر قلق سے گرمیان
نکیونکہ اس غم سے ہووین داخل کہی آب و کہی آتش

بہاے آنسو جلاے نالہ پر اپنی حالت ہے جون مسافر
نابرو گرہ باگرمی کہ ہے منزل کہی آب و کہی آتش

ہے سرد و گرم جہان چشیدہ جو اپنے صنعت کو اشک و نالہ
بسان حمام ہے وہ شاغل گہی آب و گہی آتش

اکدم بھی نہین ایکی مان یاد فراموش
اور آپ نہین غیر کو نسی داد اپنی یاد فراموش

کچھ بات کسیکی نہین یاد آپکو ہے ہی
شاید کہ یہہ ہے آپکی ایجاد فراموش

یہہ یاد رہے یار مین بوسے ہی ند و نگا
جب مجھسے بدیگا وہ پری زاد فراموش

صورت کو تری دیکھکے ہو جاتے ہین واللہ
اپنے تئین خود مانی و بہزاد فراموش

دلبر کے لئے تڑپتی ہے دل یون کہ تہ دام
گر صید کو ہو جاے ہے صیاد فراموش

تعلیم کری یاد تبان ہمکو خدا نے
کی آپکے حق مین مگر امداد فراموش

لوسے ہے وہ دل لینے یہہ بھی یاد مقرر
اور کرتا ہے دینگا لیان ارشاد فراموش

یا شاہ نجف عرض ہے صنعت کی یہہ
ہو جاے نہ خاطر سے یہہ آزاد فراموش

ردیف الصاد

مجھسے پیارے الفت سے کر مت اخلاص
ہو تو اسطرح جیسے ہو آپسمیں ہمسے اخلاص

ہمکو ہے جور سے ایذا سے ستم سے اخلاص
اور ہمیں درد سے اندوہ سے غم سے اخلاص

ہیں وہ نادان بخدا جو تجھے کہتے ہیں
دیر سے کعبہ سے اور بت سے صنم سے اخلاص

جان دی اور ہوئے مجنون جہانمیں مشہور
تھا جنھیں ہیر سے لیلی سے پری سے اخلاص

ہے قصور انکی یہ مفید کا دلمیں جنھیں
حور و غلمان سے جنت سے ارم سے اخلاص

جا ہی ہستی سے جو ہنستا ہوا تو کہہ ہر دم
درد سے رنج سے خواری سے الم سے اخلاص

اپنی ہستی تجھے منظور ہے گر اے صنعت
دم سے تو اپنے ہے رکھ پاک عدم سے اخلاص

سواے بغض نہیں نام کو جہان اخلاص
غضب ہے اوسپہ ہی رکھتا ہے ایک جہان اخلاص

مجھے ہے صورت اخلاص جس سے وہ ظالم
کرے ہے قتل محبت کا پھر کہاں اخلاص

نہ مارے میں کر دن رشک حور اوسکی قصور
کرے جو تجھسے ذرا بھی فرشتگان اخلاص

پڑے او سے قتل جو موا دیکھکر تری صورت
یہ بعد مرگ تو کر اوسے بدگمان اخلاص

بکر تو قتل یہ بانہ ہو مری میاں جب تم
کہوں میں ہے مرے اور اوسکے درمیان اخلاص

میں جان رشک سے ای جانجان کیونکر دون
رکھی جو تجھسے ہے ہر ایک انس و جان اخلاص

اب ایسے شخص سے کیونکر کوئی بسر آوے
نہان تو بغض رکھے اور کرے عیان اخلاص

لیے رقیبونکو ہمراہ میری گہر آئے
عجب طرح کا کیا آپنے میاں اخلاص

جہانمیں کوئی دشمن سے بھی نہیں کرتا
کیا جو آپنے صنعت سے مہربان اخلاص

ردیف الطا

کرنے جو آپ ہمسے لگے جھٹ سے اختلاط
ہے جھوٹ موٹ سب یہ بناوٹ سے اختلاط

فرمائیے تو آج ہی منظور کیا تمھیں
کرتے ہو تم جو ایسی گھلاوٹ سے اختلاط

بے اختیار میرے ملائیں جو انکی لیں
بولکے آپکے چہرہ سے لگاوٹ سے اختلاط

دم مین کسیطرح سے نہ آوے کسیکے جو
کرتے ہین ہم بھی ایسی ہی نٹ کھٹ سے اختلاط

پوچھا مزاج اونکا جو صنعت نے تو کہا
بہاتا نہین ہمین یہہ لگاوٹ سے اختلاط

مانیو مت کبھی یہہ بات ہے اے حور غلط
تیرا عاشق تجھے سب کرتی ہین مشہور غلط

لن ترانی تھی یہہ موسی کی طرح ایکبار
جلوۂ یار تہا وہ روشنی طور غلط

وار پر رکھہ دیا لیکر او سے کج فہمون نے
حق تو کہتا تھا وہ کیا کہتا تھا منصور غلط

عرض حال بنا کیا مین نے تو بولو صنعت
سامنے اپنے کیا کر نہ یہہ مذکور غلط

اگر کرتے نہ صاحب مجھسے کم ربط
تو کرتا کیون بہلا بندہ سے غم ربط

لکھا تھا اپنی قسمت کا جو تم نے
کیا موقوف مجھسے یک قلم ربط

مین اپنے دل سے کتنا ہی بڑہاؤن
گھٹاتا ہے وہ مجھسے دم بدم ربط

نکلنے پر ترے مجھکو کل آئی
نہ پوچھا غیر سے صنعت بہم ربط

دل تو کہی ہے مجھسے کہ چل یار کیطرف
اور شرم کھینچتی ہے مجھے عار کیطرف

دیکھا جو مین نے ابروے خمدار کیطرف
دیکھے تہا بار بار وہ تلوار کی طرف

حیران چمن مین لیکے عصا کو وہ رہگئے
دیکھا جو تو نے نرگس بیمار کیطرف

دیکھے جو اپنا نگہہ میرے رشک سے چمن کو تو
پھر عندلیب جھانکی نہ گلزار کیطرف

گلگٹ ہی جگہ صدف کا نہ گیونکہ نہیں سو
دیکھے جو میری چشم گہربار کی طرف

صنعت یہہ آرزو ہے کہ مجلس مین جام کو
پھیلاؤن ہاتھ جیسے رکدار کی طرف

غم مین تمہارے ہی ہے یہہ دل زار کیطرف
ہے عین دل ہی چشم سے خونبار کیطرف

محراب و تیغ و قوس و کمان و ہلال عید — سب ایکطرف ہین ابروی خمدار ایکطرف
اغیار بار یاب ہین محفل مین آپکی — ہم ہین کہ سب سے بیٹھے ہین لاچار ایکطرف
غمزہ و آن و عشوہ و کرشمہ ادا و ناز — دل کیا بچے جو ہوین یہ دو چار ایکطرف
ق
کہینچے ہر ایک اپنی طرف زلف چشم و رخ — دندان و دہان و کاکل بلدار ایکطرف
انکین مجھے ہر ایک کی خاطر عزیز ہے — مین کسطرح سے ہو رہون ای یار ایکطرف

صنعت ہین جستجوئے پیا سیت کا مستعد
ایک سو علی ہی احمد مختار ایکطرف

پوشیدہ ہی لو مگر ای یار صاف صاف — لوگون مین در نہ ہو ویگا اظہار صاف صاف
اقرار سے لو سر ہی ہلایا کبھی نہ واہ — ہان آپکی زبان پہ ہی انکار صاف صاف
مینے کہا کہ آپ بگڑتے ہین کس لیے — سنکر سنا ہی بیٹھے وہ دو چار صاف صاف
آئینہ وار کیون نہ ہو حسرت مجھے بھلا — آوین جو یاد اوسکے وہ رخسار صاف صاف
ملئے کبھی تو یا کہو کچھ کہا کے مر مین — اسکا جواب دیجئے اکبار صاف صاف
مرتا ہون غم مین اور ہی ڈالو تو زیست ہے — کہتا ہون تجھسے ہو کے مین لاچار صاف صاف

صنعت کو اپنے بس مین کیا اوسکو بس ہی ہی
کہتا ہر ایک تہا سر بازار صاف صاف

فقط تڑپ مین نہ شاگرد ہی ہماری برق — مدام سیکھتی ہی دل سے بیقراری برق
ہماری آہ و دہوان دہار کی یہ شوکت ہے — نقیب رعد سے فوج ابر او سواری برق
نہ آیا ڈہنگ تجھے اوسکی اچپلاہٹ کا — تڑپ تڑپ کی بہت تو نی جان ماری برق
جلا چمک کی نہ ہر وقت اور ٹوک مجھے — ہر ایک بوند سے بوندی کی ہی کٹاری برق
ہماری آہ شرر بار سے ڈری ہے رعد — چمک دکہائے سے کیا ہمکو تو بیچاری برق

جہڑی لگائی نہ پلیون پہ ہم آتے دن صنعت

وہ اوڑہتی ہی گویا ابر اور کناری برق تھا

عشق و الفت نہین ایسے ہین تقدیر کے طوق
کسطرح نکلے یہہ اب ہاتہہ سے تدبیر کے طوق

مرگیا دیکھکے مین ہار کسی گلرو کا
لکہیو مانی تو گلی مین مری تصویر کے طوق

سرو آزاد کتا اوسکو گرفتار کہین
ہمنشین اسلیے ہے قمری دلگیر کے طوق

سرسری اوسکو سمجھنا یہہ حیرت کی جہلی
اوسنے پہنا ہے گلے مین ہین عجب سحر کے طوق

ماراہی زلف سے تو چشم کا حلقہ و کہلا
حلقہ مین بہتر ہی صنعت صاحب زنجیر کے طوق

حور و پری ملائک غلمان جن و انس تک
ہی شیفتہ اوسیکا سب ہی جہان جہانتک

غمنے تمہارے حالت کی ہے مری یہانتک
حیرت سے مجھکو ہر ایک رہتا ہے مہربانتک

ہوش و قرار و طاقت تاب و خرد توان تک
رخصت طلب ہین مجھسے فرقت مین بلکہ جانتک

اس عشق لامکان کا ہر ایک مکان مکان ہی
لوح و قلم سے لیکر اور عرش و لامکانتک

شبخون اوسنے مارا لوٹا دہڑی و ہڑی کو
آراستگی کی نوبت پہونچی ہسی وہان تک

کیا قہر ہے کہ پیاسے یون تیرے لب بہرین ہم
آئے ہین ہمتو ساقی یہان تجھکو یہانتک

حسن گر انکا تیری خورشید ہو یہہ بانک
تو لی اگر فلک آور بین جامی کہ کہکشان تک

صنعت اگر وہ بوسہ دے جان و دلکے بدلے
مت چوکیو یہہ سودا اگر گذرے جو یہانتک

لگے خدا کرے اسد لگی انتظار کو آگ
لگا ہی جبسے کہ اس میری چشم زار کو آگ

وہ منتظر رہو جو کرے گر میان رقیبوں سے
تو کسطرح نہ لگے جان بیقرار کو آگ

چھٹا نہ مجھسے تو گرمی مین جلکی یون بولے
لگا وہ ایسے مین چھوٹے تری بہار کو آگ

اگرچہ تازنہ تہی اوس شجر مین پیترا
حنائی دیکہ کے پنجے لگے چنار کو آگ

وہ ماہ رو جو نہو سیر گلین ساتھہ تیرے
تو سمجھے یہہ دل بربان گل و بہار کو آگ

سجاوٹ ہی وہ دہوان دہار شمع روشن کی
کہ جس سے آنا اوٹہی صنعت سے خاکسار کوا

آجاؤ کبھی تو نامہ پیام کب تک
اس بیقرار دلکو لون تہام تہام کر کب تک

میری طرف ہو صبح تشریف لائیگا
ہو منتظر تمہارا صاحب غلام کر کب تک

یہہ آرزو ہے اگر تم ہی کبھی تو بولو
مین آپ اپنی دلسے ہون ہمکلام کب تک

میری طرف سی قاصد کہنا یہہ تو زبانی
جیتا رہون تمہارا لیکے نام کب تک

صنعت یہی ہے رونا گر آپکا تو لیجے
اس شہر کے بہین گے دیوار و بام کب تک

سہرا ہے جیتا کولی دہان سی نامہ آ کب تک
نہ راہ اوسکی تو ایہہ کہ چشم تر اب تک

نہ ہمنے عشق بت سرو قد مین پہل پایا
یہہ سچ ہے سر و مین آیا نہین ثمر اب تک

یہہ مہر و مہ ترے پاسنگ حسن ہون نہی
بنا کی تو نے فلک کہکشان کی کمر اب تک

نظر لگے نہ تری مجھکو ہے یہہ خوف
نہ اوسکو دیدہ حسرت سے بد نظر اب تک

تمہاری راہ ہی تکتا کہ گذر لیا جی سے
کیا نہ آپنے صنعت کی گہر گذر اب تک

دکہائی شکل تو نے لیا سر دیوار گرد تک
رہا ششدر سا جو مین صورت دیوار گرد تک

نہ میرا نام روشن محفل عشاق مین ہوگا
لسان شمع گو میری کٹی تسویا گردن تک

رہائی کسطرح ہوگی مری ہمدم کہ او قاتل
نزاکت ہی سی لا سکتا نہین دیوار گردن تک

ابہی اغیار آتا پاس جاناکی نہ چہوڑینگے
لئی تو جب تمکا نکوہی یار مین دو جا گہر تک

گلو ہے یارہ دنا رگ ہی جو ہنگام عز خوردن
تعجب ہے رہو دیوانہ و ہشیار گردن تک

یہہ گل کہانے یہہ عین اغیار ناز ان لیکن
کرو گر امتحان حاضر مین ہم دل اگر ہو

اگر اغیار نال و زر یہہ مین مغرور ہیں صنعت

طریق عشق مین دینی کو مین سیتا گرد تمام

ہون یار نازکی سی جیسے یاسمن کے پھول
کمسن نہ تنگ سونگھے اور پہلا وہ چمن کے پھول

دیتا ہے بیگنہ مجھے دشنام دیکھنا
جہڑتے ہین کیا ہی منہ سی یہ تجھ دہن کے پھول

کشتہ ہون گلبدن کا وصیت ہی یہ مری
غسال رکہیو تو میری اندر کفن کے پھول

کہو دی تہی نہ جان بہی کہو دی ترے لئے
شیرین ہین ہای تج ادہی کوہکن کے پہول

یہ نازکی کہ یہا نتہ ہی غش کہا کی گر پڑا
گلیا نہین لگا جون ہی اوسن گلبدن کی پھول

جل جل کے ہم نے آتش ہجران سی گلبدن
گل کہا کی یہ کہلائی ہین اپنی بدن کی پہول

ہر آن اوسکے فضل کا رہتے امیدوار
صنعت عروس دہر یہ ہستی شیخ بنکے پھول

کہل سہیے پہلی کہلتے ہین بجل چمن کے پھول
اور یہان کہلی ہین پہل سی بت تیغ زنی کے پہول

غش آگیا ہے دیکھ کے ایسا گلعذار کو
ساقی جو آوی بیچ مین میری دہن کے پھول

بوسہ کبہی نہ یوں وہ گلہ دو تو سمجہیے
خوشبو کسیکو دیتے نہین ہین جلن کے پھول

تاثیر ہے عجب تری وحشی یہ گلبدن
لگتی ہین سنگ جو تمہین دیوانہ پن کے پھول

گل پہلجہڑی کی آگ سی کہلتے ہین و تو
پانی سی اوشگفتہ ہون سارے چمن کے پھول

صنعت یہ طرفہ تر ہی عجم گلعذار مین
لخت جگر نکلتے ہین آنکہو سی بنکے پھول

جبکہ منبرہ لو اٹھا یا ہون سر کاری پھول
کسطرح جاوی نہ یکبار گی اس جا سی پہول

در د گلہ وسے جو روتا ہون وا کیے ہین
بجا ہی لخت جگر اس دیدہ خونبار سی پہول

کرکے زخمی مجھے کہتا ہی وہ قاتل عشق
دیکھو کتے ہین کیا جسمئے نکلوا سی پہول

نقطہ نہین طرفہ سے یہ گلکبہ جبین کا مجھ
زرتیہ معمول نہ نکلے ہی سدا خار سی پہول

ہوگئے جیبہ رقیبو نکے جگر مین وہ بہت
اوس نے مارا جو مری زخم دیوار سی پہول

جب وہ نکلی وہ گلگشت مین ہمراہ تری
پہر بہلا کیون نہ لگین آنکہ مین یہہ خار سے ہوں

جا پڑی اوسکی نگاہ مین نہ کسی حیلہ سے
یا الٰہی وہ کہین بدلے مرے ہار سے ہوں

عشق مین بے ادبی دیہہ کمال ہی بلبل
دیکہو مت چہو نہ جیو ہر گز کہین منقار سے ہو

دلمین یہہ بات بہلا کیون نہ لگی خار مرے
گلبدن ہاتہ کو جو تم یا کہین اعضا سے ہو

ہمنے تعویذ کیا بازو پہ اپنے باندہا
گر پڑا تہا جو وہ گل آپکی دستار سے ہو

دوستو جامہ مین پہولا نہ سمایا صنعت
اوسنے مارا جو مری ناک کو ایک پیار سے ہوں

یا چشم اوسکی سی ہوتا تو جو متوالا ہی دل
دیکہہ مت ویسلہ اوسطرف لو تو متوالا ہی دل

وہ چہٹا تہا جان و مال و دین و ایمان سے
منتظر نسیم مین نے اوسکو دیکہا اب جلا ہی دل

ہو حساب دوستان و دل اگر وہ بوسہ دے
اس طرح تیر نہ مین نے اوسکو دیکہا لاہی دل

جسکے درد و غم سی ہر شب نالہ مین ہی
اوسن کشمیر سے تجکو پڑا پالا ہی دل

جا بجا رسوا و ذلیل و خوار کرتا ہی مجہے
یہہ بغلین مین نے دشمن و دوستو پالا ہی دل

اوپنچ پیچ اوسنے کہی ہمکو جو غیر زلف
سنکے اس غم سی ہمارا اب تہ و بالا ہی دل

کسی کہان دلبر ہین صنعت کی جو دلبر وسکے
جسکو تم سمجہو ہو صاحب و تو ایک چہالا ہی دل

ملنے کا اوسکی اے دل مت کر خیال مشکل
جسکا نہ خواب مین ہی تجہسے وصال مشکل

دل پہنس گیا ہی اپنا ایسی جگہہ جسکا
دشوار دیکہنا ہے ملنا کمال مشکل

تیر مژہ کا اوسکی دل ہو گیا نشانہ
ہی دور سے بہی جسکے اب دیکہہ بہال مشکل

سمجہے تہے اوسکو آسان لیکن جو غور کی
سارے جہان میں ہی چاہت کی چال مشکل

وہ ہی پری نہ کہی ہی مجہہ سے کی عادت
اسد دل ہو گیا ہی اب انفصال مشکل

ہو وصل کی تمنا دشوار کیون نہ اوسے
کرنا ہو جسکے آگی اب عرض حال مشکل

جو دیکھتے ہی ظالم ہو تو نہین کچھ کہتی ہی
بوسہ کا کیون نہ دو سی ہوی سوال مشکل

اب دیکھیے ہو ملنا کب تم سے تو وہ بولے
مت منہ سی تم نکالو اپنے یہ قال مشکل

مشکلکشا کا خادم ہی جان و دل سی صنعت
ہو وے گی وہ اسے آسان جو ہو کمال مشکل

کس طرح سے پہنے وہ گہر انار کی ہیکل
پہاری لگی گولی پہ جسے انار کی ہیکل

ہیکل مجھے کیون کرتے ہو گر آج کا وعدہ
تھا وقت تو سدا آپکی اقرار کی ہیکل

کل محتسب آیا تھا جو میخانہ مین اوسکے
سندور لیے بنا دی وہین دستار کی ہیکل

وہ چاہتے ہی جسکو وہ مرے تابع ہی ہمدم
انگور ون مرے ہاتھ مین اور یار کی ہیکل

ہین سلک گہر اشک جگر اب ہین یاقوت
پہنے چشم نے تیری لیے تیار کی ہیکل

ناچار ہی سی ہم دیکھتے ہین آپکی آنکھین
یعنی کہ [illegible] دل بیمار کی ہیکل

وہ آج بھی وعدہ پہ کیا کرتا ہی کل کل
صنعت ابھی نوبت نہ ہے اقرار کی ہیکل

کیا کہین کس بہول گلرو آیا تھی سینہ بہول
ہمنشین اوس رشک گل نے کس طرح بہو بہول

مر گیا ہون دیکھتے ہی سینچ شب گلرو کی تمام
تم مری چلہ مین سینا حضرت ادریس بہول

گل ہو تلوے سے مقابل تیری اے رشک چمن
تیس ہے تیر اکف پا اور ہے اوسمین بہول

ہین جو وہ بارہ[12] امام دو جہان مین دوسرا
جعفری کی تند راونکی چاہیے چوبیس[24] بہول

اونگلیونپر ہے حنا بار گران اوسکی صبا
اوسکی خاطر سرخ گل مہندی کے اب تو بس بہول

انکو تم مت سمجھو سیپارۂ قران مگر
حضرت مرسل کے [illegible] اوسکی تفسیر بہول

ہے تو امید جنان لا تقنطو کی علم سے
ہمکو اغوا کرسکے ہرگز نہ تو زاے ابلیس بہول

تھا اشارہ اوسمین یعنی ہے یہ ترجمہ سپارہ[36]
بھیج صنعت کو جو اوس گلرو کے تیئس بہول

ردیف میم

کیونکہ اوسکے ہجر مین جیتی بچین گے غم سے ہم — دم خفا ہمسے ہوا ہی اور خفا ہین دم سے ہم
گر پناوین شربت درد مگر رہے بجا — غم مین اوس گلرو کے لب سے دیدۂ پرنم سے ہم
ہمکو او دمساز دم دیکر پہر مت اوٹہا — ہین برابر کو حسین ظالم ایک تیری دم سے ہم
کوٹتے تہی جیسی چہاتی شیشک سے خلقت تمام — جب سے ای محرم ہوئی محرم تیری محرم سے ہم

ہو گئے تہ رسا بولی صنعت یہہ بہی صنعت یاد
کود جب دیوار اونکی پاس پہونچے دم سے ہم

کبہی جو رو ئین بیٹہین ہنسہ کر سہم ہم تم — تو کیا ہین ابر سے بجلی سی یار کم ہم تم
گلو نیہ سرو یہ قمری پہ بلبلون پیر یار — کبہی تو باغ مین جاکر کرین ستم ہم تم
رکہا دمون ہی یہی دمساز تو نے سارے عمر — نہ بیٹھیں پہیر کبہی تنہا تو ایک دم ہم تم
پہرین نہ کسطرح دفن جو ہمنشین ملکر — ستم کو اونسکے کرین کچہہ بہی گر رقم ہم تم

شفیع حشر مین صنعت جو احمد مختار
تو کس لیے کرین عقبا کا بار غم ہم تم

رسوا ہوئے دلوا سے تو ہوئے زار ہوئے ہم — کیا کیا نہ تیری عشق مین ای یار ہوئے ہم
اب آپکی خاطر پہ اگر بار ہوئے ہم — تو سخت سبک لوگون مین ای یار ہوئے ہم
کہا کہا کی تو غم آپکا تیار ہوئے ہم — تس پر بہی جفا کار کی غمخوار ہوئے ہم
طاقت دل و دین و خرد و صبر و قرار آہ — سب کہو کی تیری ہجر مین نادار ہوئے ہم
یہانتک تو تن زار یہ کل کہائی ہین ہم سے — غم مین تیری جو صورت گلزار ہوئے ہم
گاہی بہی ہمین روبرو ہونیکا نہین حکم — دل دیکی تمہین ایسے گنہگار ہوئے ہم
صد شکر کہ اس چشم پہ گل اوسکے کہلائے — اب دیدۂ اغیار مین گو خار ہوئے ہم
اک بوسہ بہی تمنے ندیا حسنکا صدقہ — قربان اگر آپ پہ سو بار ہوئے ہم

ایک عمر مین وہ مہر سے بولی تو یہہ بولے

صنعت ہین تیری شکل سے بیزار ہوئے ہم

وہ یہہ کہتے ہین نہین آتے ہین ہم — جان بن آئی بھی ہوئے جاتے ہین ہم
حشر مین شاید نہ دست آویز ہو — اسلیے ہاتہو پہ گل کہاتے ہین ہم
یار آتا ہے کوئی دم مین یہان — دل کو یہہ دم دیکے بہلاتے ہین ہم
کہیے کس منہ سے کہ ہرجائی ہے وہ — ہاے یہہ بھی کہتے شرماتے ہین ہم
مار کر اپنے چھری ای دوستو — اپنے جوہر اوسکو دکہلاتے ہین ہم
کچھ نہ پوچھو اپنی بہوک اور پیاس کو — خون دل پیتے ہین غم کہاتے ہین ہم
لب پہ جان کو آگئی ہے ہجر مین — لب پہ شکوا یار کا لاتے ہین ہم
رشتۂ الفت کی یہہ تاثیر ہے — وہ ہمارے اونکے کہلاتے ہین ہم

آنکھ صنعت جب گہڑی ناصح لگی
ہاے وہ ساعت نہین پاتے ہین ہم

ردیف نون

وہ زلفون کو سلجہا کے کیا باندہتی ہین — مرے دلکو اوسمین گویا باندہتے ہین
ادا شاعری کو نہین اسمین ہوتی — ولیکن ہم اوسکی ادا باندہتے ہین
نہین غیر تیری ہوا خواہ لیکن — وہ لوگو نمین اپنی ہوا باندہتے ہین
تڑپتا ہو نمین نیم جان جنکی خاطر — وہ میرے لیے پیچھا باندہتے ہین
کہان مشک تاتار اور زلف اوسکی — سب اوسکو زراہ خطا باندہتے ہین
جو دیکھو تو عیب اونکا کہلتا ہے آخر — جو مضمون شاعر نیا باندہتے ہین
عجب منصفی شاعرونکی ہے یہہ تو — ق — نیاز اپنا اوسکی جفا باندہتے ہین
وہ مطعون ہو کر بھی ملتا ہے اونسے — یہہ تشبیہ اوسے بیوفا باندہتے ہین

وہین سانپ لہراتے ہین دلپہ صنعت
تصور جب اوس زلف کا باندہتے ہین

سبق ہے خوف اوسکو روبرو کہہ آنے وزرا
اکیلا ہو نہ [illegible]

کہ نا ہو نہ فرعونی کہ جب ہمت تمہاری ہین
کہو کہ تم جوان ہوتی ہو [illegible]

دکھاتے ہو باف بیگانہ ہین ہمارا غضب ہے دشمن ہین
ہوا حاصل ہے [illegible]

بھلا معلوم ہو ہمین وہ ہمکو سمجہاتی ہے
شب ہین کہو گھر ہین نہین کوئی لگا ہین

نہ آئین بندہ خانہ ہین قرار [illegible]
تو پہر کیونکر قرار آجاے ہمکو بیقراری ہین

غم و اندوہ و رنج و درد و سوز و نالہ و افغان
یہ ان روز و شب ہین ہین غمخواری [illegible]

شب مہتاب لگتی ہو شب دیجور [illegible]
کرین ہم روکی وہ گیتی ہے ہمکو بیقراری ہین

کہان لعل گہر کی تار ہین ہوتی ہے [illegible]
نکلتے ہین ہمیں یہ اشک جیسے آبیاری ہین

علی مشکل کشا ہین ہر جگہ یہ یاد رکہہ صنعت
مصیبت ہین الم ہین رنج ہین سختی ہین خواری ہین

کیفیت کیا ہی ہے بیباک تیری آنکھون مین
بولی نظر آتا ہی کیون خاک تیری آنکھون مین

سرخ ڈورے نہین بے باک تیری آنکھون مین
ہو نشان شنجرف تاک تیری آنکھون مین

دیکہکر اشک مسلسل کو وہ جہنجہلا کر بولے
بیٹھی ہے آنسوؤن کی ڈاک تیری آنکھون مین

زلف کی کالی کو تو دیکہ تو وہ چونکا اٹہی
سحر ہے یا کہ ہے تریاک تیری آنکھون مین

کہہ دیا مجھسے مکدر ہو اوسے تو نے ظالم
خاک ہے گردش افلاک تیری آنکھون مین

تو نے دیکھا جسے وہ قتل ہوا اے قاتل
ہر شب تیغ ہے سفاک تیری آنکھون مین

تو نے صانع کو جو صنعت مین نہ دیکھا صنعت
پھر یہ بینائی ہے کیا خاک تیری آنکھون مین

ہے رسم جہان کی یہ ستارہ بدلتے ہین
پیر آئے دل ہم تم [illegible] ہین

دل کون بدلتا ہے اے یار کسی سے یہان
پیر تمکو سمجھکر ہم دل بدلتے ہین

بیشک ہے حسینون دشمن یہ لغا کا ہے
ہم اسلیے اس دل کو [illegible] بدلتے ہین

عاشق سے لئے ابرو سرکار کی کیا کام ہے
جو تیغ سیان ہر دم تلوار باندھتی ہیں

ہم چھین ہی دلکو اب اور جگہہ ہیں تجھے
یعنی کہ کمان اپنا ہتیار باندھتے ہیں

منہ ڈھانپ کر جاتے ہیں کہ چھین ہے یہ ظالم
اور ڈرتے رقیبوں کو رفتار باندھتی ہیں

فرمائیے بندہ کو کسطرح قرار آوے
صاحب تو آج ہر دم اقرار باندھتی ہیں

واللہ کہ جامہ میں پھولا نہ سماؤ نہیں
جو مجھسے کہی وہ کل ہم باندھتی ہیں

رسوا انکے سے مر دھون گر چشم تر ہمیں
عاشق نہ اوسکا جانتا کوئی بشر ہمیں

لا تقنطو کی علم سے اپنی ہے زندگی
ظاہر تو فضل رب نہیں آتا نظر ہمیں

لوگونکی بدگمانی سے کیا کہیے اندنون
مشکل ہوا ہے اوسکی گلیین گذر ہمیں

شاید کہ ساتھ گریہ کی آنکھوں سے بہہ گیا
ملتا نہیں جو بر میں نشان جگر ہمیں

اکدم تو چین لینے دے پہلو میں دلکو تو
ای بیقراری اتنا بھی رسوا نکر ہمیں

پہونچا ہے تجھہ تلک جو وہ احوال سچ ہے
ملتا نہیں ہے کوئی بھی پیغامبر ہمیں

کہتے ہیں دوست مجھکو تو اکثر دو ہاں تجھے
بدنامی سے ہے اب تیری خوف و خطر ہمیں

میں نے کہا بجانے سے وہ شوخ رہ گیا ہے
وہاں پاس ہے وہ تمکو یہاں ہے یہ ڈر ہمیں

مصحفی ہمیں تو ساقی کوثر ملا ہے
روز حساب سے ہے بھلا کیا حذر ہمیں

سہتے ہیں سیکڑوں اوسکی ہمیں ذلتیں اٹھانا
ہم شکایت آپکی کیونکر کریں جا بیجا ہیں

ہم نے جسکے واسطے چھوڑا اپنے گھر بار ہیں
چھوٹتے پاتے نہیں اب اوسکی ہم زنار ہیں

بیقراری کو بہا ہے کسطرح آوے قرار
سیکڑوں انکار ہوں جب اسکی اقرار ہیں

ہے وہ مشک ختن ... اسکا ...
زلف کی دستو لبھی نہیں تار تار ہیں

گھر میں جو کچھ جا ہے کہہ لیجیے ...
ہیں تمہارے مبتلا اب کوچہ و بازار ہیں

ہم نشین کچھ نہ پوچھ مت گذری جو کچھ دل پہ ...
کل جو تھا مشغول عیش گو وہ آج مستغنا ہیں

ایک عالم نے دیا دل یار کو دیکھ اسکا یار / ہے یہہ کچھ سحر و فسون اوسکے جڑاؤ ہار مین
کسطرح ہو زیست کی امید مجھکو دوستو / جبکہ عیادت بہی کرے آکے نہ وہ آزار مین
ہو عنایت جام کوثر واسطے شبیر کے / عرض کر صنعت جناب حیدر کرار مین

اس زمین مین اور بہی صنعت سنا ایسی غزل
جس سے ظاہر ہو تری صنعت اک اشعار مین

ذکر تہا تیری سراپا کا عجب گلزار مین / سرو مین غنچہ مین گل مین نرگس بیمار مین
جس مکانمین جا ہی رہے وہان ایمہان / جائین دل مین نگہ مین دیدۂ خونبار مین
اوسکی سب حرکات سے اک بات پائی جاتی ہے / باتمین غصہ مین نگاہین تیغ مین پیار مین
ہمکو ایسے شیخ و برہمن کچھ نہین ہے امتیاز / خانقہ مین دیر مین تسبیح مین زنار مین
آپکی دولت مین حاصل ہے رسائی ہوئی / دشت مین بستی مین گھر مین کوچہ و بازار مین
گلشن کونین مین ہے بو اوسی گل کی بسی / سرو مین شمشاد مین غنچہ مین گلبن خار مین

دیدۂ انصاف سے دیکھو تو اے صنعت وہی
جلوہ گر ہے باد مین پانی مین گلمین نار مین

نہین ہے مونہ عرق نے گلاب شیشے مین / پری چہپے ہے یہہ بہر حجاب شیشے مین
مژہ پہ لخت دل اور چشم مین بہرا آنسو / یہہ طرفہ تر ہے شراب و کباب شیشے مین
مدام شیشے محل مین رہے ہے دختر رز / سمجہہ نہ رند بھرے ہے شراب شیشے مین
یہہ ہے نمونہ پست و بلند گردش چرخ / نہ سمجہو ایک کا تم انقلاب شیشے مین
ہزارون خانہ خراب اسنے کر دئیے بدنام / ہے کیفیت یہی خانہ خراب شیشے مین
سمجہہ نہ پنبہ مینا یہہ دختر رز نے / ہے اپنی چہرہ پہ ڈالی نقاب شیشے مین
نہو فروغ ستارونکو آگے سورج کے / یہہ ہے کرامت رندان جناب شیشے مین
کرے جو رہتے ہین تہوڑی سی اونکا لیس حضور / ستارے قطرہ ہو ہے آفتاب شیشے مین

عرق ہے زلف کو اوسکی عرق عرق ہو کر ہے بید مشک کو اب پیچ و تاب شیشی مین

نہ اوسکو دلمین تصور ہے ساتہہ لا صنعت
یہ بہتی رہیگی کب ایسی خراب شیشی مین

وہ چشم دیدہ ہون ہر پل ہر قطرہ خون کہ نظر کرتا ہون مین اسکی تشتی یہ گویا بلبلین انگہین کہتا ہون
اسی باعث یہ گل ای گلبدن ہاتھہ میں کہا ہے کرونگا حشر کو دعوی یہ سب آوین کہتا ہون
کیا مجنون سے دیوانہ ہین اپنے فقیق محبت مین اپنا غلبہ احزان یہ حشت خیز کہتا ہون
سب جلے تقریر سے سیری سنی جو سوز غم میرا یہ آتش عشق کی مین اپنے دلمین تیر کہتا ہون
گدا خسرو ہین یکسان عشقمین فرہاد کہتا تہا مین گو نجار ہون یہ معنے پرویز کہتا ہون

کہین کیونکر نہ مجہکو شہسوار عشق اے صنعت
سمند عقل یہ مین عشق کی مہمیز کہتا ہون

وہ جو کرتے تہے ہماری دوستداری راتدن اب خفا ہین سنکے اپنی آہ و زاری راتدن
سیر دریا روز و شب جی تم کرو غیرونکے ساتہہ کیون نہو دریا مری آنکہون سے جاری راتدن
بہیجنے جوڑا وہ سنجاف تمامی آپ کا دیکہکر ہے دلمین اپنے سخت عاری راتدن
کل پڑی کب مجہکو ہمدم اوسکی جب سے ہو نہار بہولی بہولی شکل باتین پیاری پیاری راتدن
ہے تری آنکہین دکہانا گردش لیل و نہار جو کوئی دیکہے اوسے ہو اشکباری راتدن
نیلم و الماس جب سے آپنے پہنا و بان یہان ہی حالت جان کنی کی ہمیشہ طاری راتدن

اوسی صنعت غزل پڑہو جسمین صنعت ہو تیری
گرچہ یہ یکجا کئے تو نے سخاوری راتدن

دیکہتا ہون جو رخ و کاکل تمہاری راتدن اسلئے دلبر ہے میری بیقراری راتدن
اوڑہی یا جامہ یہ اوسکی غیر لیتے ہین چٹکیان کیون نہ اس دلبر لگے غم کی کٹاری راتدن
بیقراری رات کو ہوتی ہے پر بیمار کو آپکے بیمار پر گذری ہے بہاری راتدن

ہے یہہ موافق تمامی آپکی باتونمین یا
آج ہر سیتے یکجا کیے ہین تمنے اوسکی آمدن
ایکدن مین نے کہا اوس سے کہ اے خورشید رو
آج تو کر ہے مجھے بیمار یہ ہماری رات دن
سنکے وہ آئی وہ گھر مین تو پھر اونکی طفیل
ہو گیے ہمکو تو اے ہمدم وہ ساری رات دن

کون ہے کونین مین صنعت ترا حید ہوا
کھینچ اوسکی در پہ چلکر رنج و خواری رات دن

ہے یہی خوف کہ آجاے نہ طوفان کہین
کیونکہ یکجا نہین یہہ دیدۂ گریان کہین
شمع تو جلتی ہے آئینہ حیران کہین
اوسکی شاید کہ نظر پڑ گئی ہے ہان کہین
ہمنشین میر یطرح ہو نہ پشیمان کہین
دیکھیو سمجھیو مت عشق کو آسان کہین
آہ و فریاد و فغان گریہ و زاری اونکو
ہو گیا ہے وہ خفا اے دل نادان کہین
ایسی اپنی سبھی حالت مین تھے مشتی ہین ہر گے
سنکے آسیا تکو تھے آپ جو مہمان کہین
جان بیچین کہین دیدۂ گریان یکسو
دل بے تاب کہین سینۂ بریان کہین
مین کہا اوسنے بری ہوتے ہین تمکو بخت رقیب
اونکی باتو پہ نہ دہریگا اجی کان کہین
یہہ سنائی ہین کسی شخص نے کچھہ باتین
اونکی حقیقین میر سے آپسے انجان کہین

پھر تو صنعت کا کہین ٹھور ٹھکانا ہی نہین
اونکی کھینچے کو اگر تمنے لیا مان کہین

اے دوستو جیتا ہی جانی وہ میرا دشمن
دشمن کو بھی ایسا تو ہووے نخدا دشمن
مین جسکے لیے دشمن ہون اپنی بیگانہ کا
وہ میرے لیے ہر دم کرتا ہی نیا دشمن
کچھہ یہہ تیری الفت کی تاثیر ہی اے پیارے
ہے اپنا تو بیگانا اور دوست ہوا دشمن
ہندو و مسلمان سے گبر و نصارا تک
اپنا تو نہین کوئی اسد لکی سوا دشمن
کیا اوسکا گلا کیجے ہی اپنی ہی نادانی
چاہت نے کیا اوسکو کچھہ وہ تو نتھا دشمن
مین نے جو کہا دور از انصاف ہے وہ پیارے
مین دوست ترا جیسے اور تو ہو میرا دشمن

سن اسکو وہ جو ہم ہو بولا کہ تا بجد می — یہاں دوست تو کسکا ہی اور کون تیرا دشمن
اب غرض یہ صفوت کی خدمت مین تمہاری ہی
ہر ایک سیر ارم ہو یا شہر غدار دشمن

بسا ہی جب سی کہ ایجان جان تو دل مین — جگہہ نہین کہ ہی کوی آرزو دل مین
بہری بخوف کی ہی یون ابہی آرزو دلمین — کہ جیسی ہوتا ہی درد بخف کی مو دل مین
تلاش مسجد و دیر و حرم مین کی ناحق — جو غور کی تو ملا یار اپنی تو دل مین
عزیزو خال سوید ا یہ سمجہیو اسکو — یہہ سوز ہجر سے ہی سوختہ لہو دلمین
اسیر زلف یہ اوسکے جو ہی پریشانی — وہ کافر اوسکو سمجہتا ہی مو بمو دلمین
مین اپنی آپ مین پایا وہ صانع ای صفوت
تمام عمر سے تہی جسکی جستجو دلمین

ایکدم تو کیجیے آرام یار آغوش مین — دل مرا کہینچے گا کب تک انتظار آغوش مین
اجپلاہٹ کا جو تیری دہیان بندہا ہی اگر — شعلہ سو ہی برق سان دل بیقرار آغوش مین
یون بہری ہین اشک اپنی چشم مین عیسی ترے — جون صدف رکہتی ہی در شاہوار آغوش مین
ہجر مین دن رات ایک پل بہی نہین ہوا تمہارا شکیب — چشم بہی رکہتی ہے ایک ابر بہار آغوش مین
اسقدر ایذا اوٹہاتا مین نہ اوسی گلبدن — جای دل ہوتا جو اپنی کاش خار آغوش مین
ڈر سے کے مار ہی دیکہہ بہی سکتے نہین ہمتو اور — دل یہہ کہتا ہی و بالی اختیار آغوش مین
دل کہا چاہی ہے اپنا حال تجہسے جانجان
آکی سن اوسکی زبانی ایکبار آغوش مین

وله

بہری ہین کیا یہہ نقط تیری گالیان منہ مین — کچہہ اور بات کو گویا نہین زبان منہ مین
یقین ہے مثل غبارہ اوڑی تن لاغر — اگر ذرا بہی ٹہر کے آہ کا دہوان منہ مین
سوال بوسہ پہ تیوری چڑہا کی جبکہ سے — وہ جانے کیا مجہے کہتا ہی بدگمان منہ مین

۱۲۶۵

ارادہ کس کی ہی شبخون کا یہہ تو فرماؤ
ہزار نور تصدق ہین اوسکی لذت پر
عبادت اوسکی تو کر شرع مین بہی ایسکی جسکی
یہہ کس لئی یہہ عاشق کی زیست ہونی لگی

جو مستی ملکی چہپاتے ہو سر گلابی منہ مین
شب اختلاط مین دی اونے جیبہ زبان منہ مین
وظیفہ نام کا تیری بہی ہی نہان منہ مین
نہین ہزار دل مین پر ایک نہین ہی ہان منہ مین

تمہاری شعر مین اب تو نہین ہے کچہہ صنعت
وہ لکہتے جاتے ہو آتا جو ہی میان منہ مین

اپنی عاشق سی حیا ماہ جبین خوب نہین
اوسکی تو زلف جو کہینچی ہی تجہے ہی سودا
دیکہنا ہی نہو دیدار میسر جسکا
دور سے دیکہہ مجہی کہتا ہی وہ رشک پری
لاکہہ صورت سی کہے کوئی کہ یار آتا ہے
دلکی کیا جانئے کیا بات خوش آئی اوسکی
اوسیہ ہو جاہی مبادا کہین صدمہ وسکا
آہ کا تیر اودہر سی بہی چلیگا ورنہ
ہے مثل ناچ نچانی کہی آنگن ٹیڑہا

ہی شب وصل یہہ اخفا نہین خوب نہین
کار ہمیں یہہ ابہی ما لی جبین خوب نہین
ہمنشین عاشقی پردہ نشین خوب نہین
ایسی دیوانگی ہوتا ہی فرین خوب نہین
ہمکو اس زشتی طالع سی یقین خوب نہین
کہتے ہین سب کہ وہ ایسا تو حسین خوب نہین
دمبدم دل یہہ تیری آہ حزین خوب نہین
کج روی ہمسے یہہ ای چرخ برین خوب نہین
وہی کہتے ہین کہ اب کی زمین خوب نہین

یار و اغیار سی شکوہ بہی عبث ہی صنعت
رہی تو یون دلکا لگانا ہی کہین خوب نہین

سریعی آنکہی جو کچہہ فسون کری جنون
نگہ ستم ہے ادا قہر غمزہ آفت ہے
فسون [illegible] ہیا کہ ٹونا ہی
کسیکا ہی یہہ [illegible] کہ یار تجہے سنوار

کسیکی کب ہی یہہ ناز و ادا بہری چتون
بلا ہی کاٹ غضب چہپ ہی او بری چتون
اجی ہے آنکہ یا سحر سامری چتون
سو لیتی دل مرا کرتے ہی دلبری چتون

جگر پہ تیر لگا اوسکے دل سے ہو قربان | جو دیکھا ... اوسکی سر سے چتون
سنبھل سکے کوئی انسان یہہ جان گیا | دیوانی آنکھ ہو دیکھکر تیری چتون

بت آئی مجھسے نکلیہات اوسکھڑی صنعت
جو دیکھی بگڑی ہوئی اوسکی ایک تیوری چتون

مکملات نہیں پری بھی نہیں حور عین نہیں | دونوں جہان میں آپ سا کوئی حسین نہیں
رکھیو قدم سنبھلکے یہہ کوچہ ہی یار کا | گلشن نہیں ارم نہیں خلد بریں نہیں
حیران ہوں اشک پونچھو غنچہ کا تبسم ہون | دامن نہیں ہے جیب نہیں آستین نہیں
دیکھو نہیں تجھکو نخیر کے ہمراہ لیا کرو | نزدیک آسمان نہیں بیٹھی زمین نہیں
ممکن نہیں وہ آئیگا تجا صد یہہ گفتگو | باور نہیں یقین نہیں دلنشین نہیں
ناصح ہزار طرح کہے مجھکو عشق سے | ابرا نہیں ابا نہیں ہرگز نہیں نہیں

صنعت میں درد دل کہوں کس سے کہ اب نہیں
مونس نہیں رفیق نہیں ہمنشین نہیں

کیا عیش سے گذریں وہ تیرہ سات کی راتیں | اب ہجر سے ... یہہ آفات کی راتیں
معراج کی شب وصل کی شب ... قدر | بس ... کرامات کی راتیں
کچھ روز قیامت سے بڑی ہجر کی شب تھی | سو تین شب وصل سے او ... کی راتیں
شب ہجر کی تو ایک سی کاٹی نہیں کٹتی | جیسے خواب گئیں اوسکی ملاقات کی راتیں
بجلی کی چمک آہ ہوا شکوہ کی جھڑی ... | ... کی راتیں
... مقصد نہ بر آیا | خالی ... کی راتیں

کچھ قدر شب قدر کی ... صنعت
یاد آتی ہیں جب اوسکی ملاقات کی راتیں

جو سرو روان تجھکو کر یاد گلستان میں | جھٹ فاختہ کی میں سے ... گلستان میں

صیاد سے یہ بلبل کہتی تھی بصد حسرت | ق | کر ذبح مجھے لیکن جلاد گلستان مین
مت آشیان کر بلبل تو گل کی بھروسے پر | | اور پھول کی مت بیٹھو اور شاخ گلستان مین
صیاد کوئی دم مین آتا ہے ارے نادان | | چھوڑیگا نہ وہ تیری بنیاد گلستان مین

بن سرو روان تن پر ملی خاک ہے صنعت
جون فاختہ ہو بیٹھی آزاد گلستان مین

صیاد تو کر رحم کچھ اس صید پر نہین | | اور صید کو بھی ہاتھ کہلی بال و پر نہین
اب چند روز سے جو وہ آیا ادہر نہین | | شاید وہ ماہ حال سے میرے خبر نہین
ہجر اور وصال دونو نہین کٹ جاتی شب کبھی | | یارب یہ کیسی شب ہے کہ جسکی سحر نہین
شاید کہ ساتھ گریہ کی آنکھون سے بہ گیا | ق | ملتا کہین جو بر مین نشان جگر نہین
ایک دوست نے کہا مرے گستاخ ہو کے وان | | مرتا ہے کوئی تمکو خدا کا بھی ڈر نہین
بولے وہ یون رکھائی سے ہے کیا یہ گفتگو | ق | مطلق کسی کے نام سے تو ہم خبر نہین
ہو کر یہ تنگ اوسنے کہا مین نے ایکروز | | یکشب سے میرے مکان مین رہتے ہو گر نہین
سنتے ہی روح تن سے نکلجائیگی مری | | کی اپنی بار اپنے منہ سے اگر نہین

دل دیکے کرم کرتے ہین دلبر سے ہم لو
صنعت تو عشق بازی نہین کچھ منفعت

ہو بیمار کو درد و غم جو سب انس و جان مین | | غم و سے تر ہے ظالم اس یک جان مین
جو ملنے اوادھر ظالم ہمو کسی پہ | | ہم صدقہ لا کے جیسے اوسکی ...
دیدہ نشین کی چاہت ہے قہر کس سے ... | | وہ بین کہین سند بار ہو اب یا مکان مین
فرقت کا شمر وکی کیونکہ بیان ہو یارو | | سوز درد ہیرا اپنے چہالی زبان مین
سو سو بلائین نازل غم مین تمہارے ہجر | | صبر قرار و طاقت و تاب و توان مین
ہم راہ مین ملے جو ہمراہ غیر تھے وہ | | کیا کیا گمان ہمکو ہوئے ... گمان مین

سینہ بھی اور جگر بھی دل بھی ہے روئی کو	نازاں جو آپ ہی تیر و کمان پر ہیں
ہر آیت اوسکی شن پہ مشبہ بان جان ہیں	بلبل سکھے جو قفس میں اچھی باغبان [illegible]

دنیا میں کوئی صدقے ہووے کسی کے لیکن
قربان جب صفت حیدر کی شان ہیں

ہر ایک بشر تو یہان ایک دہن ہزار زبان	تیری ہے عہد میں ہان ایک دہن ہزار زبان
ہر ایک سانپ تو ہوتا ہے دو زبان لیکن	تیری ہے زلف میان ایک دہن ہزار زبان
ہمارے ہی اور گلبدن ہیں دیکھیے اب	ہے غنچہ سے یہان ایک دہن ہزار زبان
ہر ایک پل تیری تیر مژہ کا اب مدح	شانہ سے ہے لبان یک دہن ہزار زبان
ہزار نگہ ہے جگر داغ دل کا میرے گواہ	تک ہزارہ ہے یہان یک دہن ہزار زبان
سکھی شمع ہیں ہر پل لعن سیاست	ترہ سے چشم یہان یک دہن ہزار زبان
تو اوسکی شان میں فوارہ اب ہزار کہے	ہوا ہے وصف کہاں یک دہن ہزار زبان

ہزار داستان بلبل ہے شعر میں صفوت
بو صف لالہ رخان یک دہن ہزار زبان

اوس زلف و رخ کے غم سے میں حالات کیا کہون	رہتا ہون پیچ و تاب میں دن رات کیا کہون
تشریف تم جو لائے تو میں اوسکو [illegible]	یا مہربانی و عنایات کیا کہون
مجھکو بلایا غیر کے گھر جا کے آپ نے	اسکو ستم میں یا کہ مدارات کیا کہون
جاری ہے جو سحر چشم کا چشمہ تو اب بتاؤ	طوفان سیل یا اسے برسات کیا کہون
اپنا دلی جو اوسکے حوالے ہے مجھکو دیکھتو	بدلا عوض میں یا کہ مکافات کیا کہون
[illegible] اوسکی میں تشبیہ میں بھلا	کچھ اس طرح سے ابھی ہے وہ نکات کیا کہون
بھیجا ہے اوسنے جو سر قاصد تو میں اسے	تحفہ جواب خط کہون سوغات کیا کہون
[illegible] کا گھر سے عشق ہے ناصح میں آپ سے	اسکی مژہ کو قبلہ حاجات کیا کہون

وہان تو زبان کٹتی ہی ہلاتی ہی جب ہلا
شکوہ کیا اوسکی بے دردی بت کیا کہون

ملتا ہی جب مجھی تو دیا تا نہین جھڑکی
یہ دوستی ہی اوسکو مری ساتھ کیا کہون

گر جب کے شیرنی ہی وہ بوسہ مین اے رقیب
اوسکی حیا و مین تجھے بدذات کیا کہون

جاہل نگاہ ہی جو اسے سمجھی ہی فی المثل
ناصح مین تجھسے حرف و حکایات کیا کہون

— مصحفی سے حال دل کو جو پوچھا تو یون کہا
کٹتی ہی جسطرح سے اب اوقات کیا کہون

دی جواب خط اگر تا شام جو مانگی سو دون
نامہ بر اسکا مرا انعام جو مانگی سو دون

مال و زر اور جان و دل انعام اپنے یار کے
وہ تو کیا اوسکا اگر دشنام جو مانگی سو دون

اوسکی کوچہ مین چلو نہین اور ایشاط لو
لا کسی خم سے ہی اوسی پر بام جو مانگی سو دون

ابر ہی دریا ہی گلشن ہی اگر اسمین مین
ساقیا بھر بھر کے وہ پیالہ جام جو مانگی سو دون

صبر و طاقت جان و دل و دین و ایمان و شکیب
اب اشارہ سے مرا الکلام جو مانگی سو دون

یہان تلک ہی مجھکو اسکی بولنیکی آرزو
بات کو کیا ہی سر دشنام جو مانگی سو دون

— کل وہ کس انداز سے کہتے تھے ای مصحفی اگر
اس غزل کو تو کرے اتمام جو مانگی سو دون

شمع سان داغ دل ای شمع قمر جلتے ہین
کہ اودھر تیرے آنسو سے اودھر جلتے ہین

عشق بازو مین نہو نام ہمارا روشن
شمع سان ہجر مین ہم تا بسحر جلتے ہین

ہمنشین مجھکو یہ لازم ہی کہ جنگل مین بسون
آتش آہ سے ہمسایو نکے گھر جلتے ہین

نامہ شوق مین شورش یہ بھری ہی جسپر
تب ہو قاصد کو کبوتر کے بھی پر جلتے ہین

گرمی ربط سے اپنی تری گرد اغیار
غصہ سی کہتی نہین کچھ و لیکن مگر جلتے ہین

طپش عشق نے دریا مین لگائی ہی آگ
انتظار اوسکے مین جو زیر گہر جلتے ہین

ق
شعلہ رو گر مہان کرتا ہی جو ہمسے اب تو
رشک و حسرت سے رقیبونکی جگر جلتے ہین

ہانپس کے گھستی لگی یا ایوش سے میری تیری
تجھکو کیا غم ہے جلنے دے اگر جلتے ہیں

اپنی ہی آہ دھواں دھار وہ اب اے صنعت
کہ جو دم ماریں تو سب شجر جلتے ہیں

جور کی طرز وضع پہ بیداد کریں
اونکو پھبتی ہے سبھی جو کہ وہ ایجاد کریں

ایک کچھ ہم ہی نہیں وہ کہ تجھے یاد کریں
ہے ترا نام وہ پیارا کہ سب اوراد کریں

کھینچ سکتے ہیں تری شکل کا منہ تو دیکھو
لا الہ صورت عشق ہی مانی و بہزاد کریں

آج ہیں دونوں ہی سب کے ہونگے سو جو تو خوار
ہم کہیں تیری گرانی کی جو فریاد کریں

ایک عالم ہے رقیب اپنا بھلا تو ہی بتا
کس سے شکوا ترا ہم اے ستم ایجاد کریں

ہے مثل کیا ہی جھوٹا کوئی میٹھی کی لیے
آپ ہر وقت یہہ بندہ پہ جو بیداد کریں

یہی ہر بات پہ دشنام ہے دینا صاحب
یہہ نہ آیا کبھی بوسہ بھی تو امداد کریں

فکر ہر ایک کی ہمت کا ہے لائق مشہور
ہم تو دانہ ہیں ہم تمکو پہ بیداد کریں

گو ہیں وامق و تل قیس اگر ہوں صنعت
عشقبازیمیں تو صنعت تجھے استاد کریں

بے سبب لغزش نہیں سرو چمن کی شاخیں
تیری آمد سے ہے لرزہ میں گلستاں کی شاخیں

ہاتھ اوسکی نگاہ پر رکھتی ہی یہہ جھکا کے
ہے اوگا برگ چنار اب ناروں کی شاخیں

کیا ہی یہہ پھبتی ہے پیار سے سلک ندا تیرے
ہیں کھلی بتیس نخل دو یا یمن کی شاخیں

نار سے تھو سے پر رکھ اونگلی دو بولو دیکھو
گر تامل ہو تمہیں سیب ذقن کی شاخیں

بوسہ سیب زنخ کردی نہ وہ تو سمجھے
ہے الا میوہ مگر نخل چلن کی شاخیں

ناف نوین ہی نکلی یا مشک ہی نافہ کی بیچ
پا کے ہے بارہ ت اوس آہو ختن کی شاخیں

لفظ و لکلی دیکھ لو مرجان پہ تم میری ہا
دیکھتے ہو کیا نخل چمن کی شاخیں

نہر ہار زلف سے اپنے بنا لی ہے یہہ شکل
جس طرح نکالے تجھے ہرن ناگ پھن کی شاخیں

واسطے تعلیم کے سقل نہیں جہکتا کبھی — باب سے بھی خم نہیں ہوتا ہی سن کی شاخین
ظالمون کا ظلم بعد از مرگ بھی ہوتا ہی تیز — پہل چہوڑ کیا ہو بھی اکثر کر گئی ہی شاخین
دل لگا کر سرو قد سے کس لیے پہل پایا بہلا — بار آتا ہی نہین سرو چمن کی شاخین
ہی جو تیری چشم کا بیمار اسی تپ کہ غزال — ہو شفا گر سینچین جو اوسکا خون ہرن کی شاخین
ہیں کہ چہینے سنگیاں کہینچین تیرے بیمار کے — ال العو کی ہونا بھی ہرگز نہ چہیلی شاخین

عالم ہی میری ہین صنعت مین کہان مضمون کی
ناقص آتا ہے نظر تخل کہن کی شاخین

نیلی ڈوری تو سے تری چلیکہ جانان پائے نین — تیری سودای نے پہنی بیڑیان یہان پاؤن مین
اگ تلوون سی لگی اپنی شب قرار وصل — جب خبر پائی کہ ہی مہندی لگی وہان پاؤن مین
واہ ری تاثیر عشق نل کہ ایک دن بہری — دہجیان باندہی دمن سی شکستہ جوبن پاؤن مین
یہ کناری کی جہلک ہی یا بجوں ہی اوسکی پا — شعلۂ جوالہ ہی اوس مہ کی درخشان پاؤن مین
اوسکو چلنا دیکہکر بولا ہر ایک یا مہتاب ہو — مین یہ الماسی لڑی یا برق تابان پاؤن مین
آتی ہی آنے سے او جاتی ہی جانے سے ترے — جان وابستہ ہی میری تیری جانان پاؤن مین
ہل نہین سکتا جگہ سے سیل گریہ کی سبب — ہو گئی زنجیر گویا موج طوفان پاؤن مین
مہر و مہ بھی ڈھونڈتے پھرتے ہین تجکو رات دن — میری ہی لیکر نہین سرو خرامان پاؤن مین

مین نے تلوے کو تیری ملی آنکھین تو بولی کھینچ پاؤن
چبھتے ہین صنعت یہ تیری نوک مژگان پاؤن مین

ردیف واو

گرچہ وہ یار میرا مجھسے بغل گیر نہو — لیکن اتنا تو کہے منہ سے کہ دلگیر نہو
دمبدم اپنا اگر نالۂ شب گیر نہو — ہمدم اوسپہ تو پھر اپنی بھی تاثیر نہو
میری جانب سے تو قاصد یہ زبانی کہنا — حال وہ کیا لکھی جو قابل تحریر نہو
کیجے شکوہ تو وہ کہتا ہے عیار ایسے — تجھسے کم اسلیے ملتا ہون کہ تشہیر نہو

سینہ پھٹتا ہے تیری غم کا ہر ایک سودا زدہ
زلف کی پاؤن مین تمہن کی بھی زنجیر نہو

ہمنشین کیونکہ ہون اوس رہی جا نبر ہجر
قابل ضبط نہو لائق تقریر نہو

خرچ اغیار ہی مل مل کے تو تب لیجئے اوسکو
اور میان ہاتھہ مین جب آپکی شمشیر نہو

ہو وہی مقبول یہہ اس صنعت عاصی کی دعا
سختئے شرع مجھے حضرت شبیر نہو

رات کو آتے ہو تم گہر نہ ہمارے دنکو
ہے یہہ اندھیر نظر آتے ہین تارے دنکو

لیلۃ القدر شب وصل ہی ہووے قربان
عید ہو جائیگی رہجاؤ جو پیارے دنکو

بن تیری آہ کی لگتی ہین ہوائی تنہا
اور اوڑا کر یہ مین نالونکی غبارے دنکو

ق

عرش کی مین سمجہے یہہ اونچ کہ کبہی تو اپنی
شب کو ہو خوف تو آجاؤ بارے دنکو

سنکے فرمایا کہ صنعت نہین اتنا ہوتا
شب کو تاریکی سو اور دہوپ کی بارے دنکو

مہر سے اپنی جسطرح ستایا مجہکو
چرخ بے مہر نے ویسا ہی دکھایا مجہکو

جو کہ کانون سے بہی ہرگز نہ سنا تھا صیاد
آسمان نے ہی وہ آنکھون سے دکھایا مجہکو

مجھسے افسوس کبہی دل نہ ملایا تمنے
ہان مگر خاک مین تو خوب ملایا مجہکو

دوستو دہوپ مین ہم چلین سایہ مین قرار
کس جبین کا ہوا ایسا یہہ سایہ مجہکو

عرض حال اپنا کرون تا بہ چہرہ زلفونکی حضور
اوسنے اسواسطہ بالونمین لگایا مجہکو

اس زمین مین تو غزل اور بہی پڑہ اے صنعت
تیری گفتار کا انداز خوش آیا مجہکو

ایک تماشا تیری وحشت نے بنایا مجہکو
تو بہی اے یار نہ تو دیکھنے آیا مجہکو

جام مے اوسنے شب روز پلایا مجہکو
وہی ہر شے مین جہلکتا نظر آیا مجہکو

اپنی محفل سے اجی حرف غلط کی صورت
آپنے اپنی زبان سے بہی اوٹھایا مجہکو

جسقدر انکی رہتی ہے اچھی یاد مجھے — آپنے ویسا ہی خاطر سے بھلایا مجھکو
سالہا ماہ و ہفتہ غم میں بلاں برو کے — دربدر عشق کی وحشت نے پھرایا مجھکو
رام ہو وہ بت کافر کسی صورت میرا — سحر ایسا کوئی بتلا دے خدایا مجھکو

کیون نہ صنعت ملے محشر میں طفیل حیدر
جام کوثر کا بھی اور طوبیٰ کا سایہ مجھکو

دوستو میری تئیں اوسکی کھینچا تصویر دو — پھر کہین جلدی مصور کو بلا کے تحریر دو
تا یہہ ظاہر ہو کہ ہے سو وازدہ زلف اژدہا یہہ — دوستو پاؤں میں میرے اوسی زنجیر دو
ہے جو کشتہ زلف و لب کا آنکی اچھا نہو — گو او سے تریاق دو یا پان مین اکسیر دو
یاد حسب دم آئی ہے وہ جنبش ابرو مجھے — دل پہ لگ جاتے ہین ہر ایک تئیں شمشیر دو
یا تو ملیے ہی یا غیروں سے کیجئے اختلاط — آج چلکر اوسے کرتے ہیں یہی تقریر دو
دیکھ دل رسوا ہوئے اور جان بھی دیجئے — بس یہی جیسے ہوئی ہیں آنکی تقصیر دو
ہو گئے صنعت آپ ہی دل میں فراشہ یا کی یار — اس خطا کی جو کہ ہو بندہ کو تم تعزیر دو

ایکطرف کھینچے ہے عقل اور ایکطرف مجھکو جنون
عشق مین صنعت کی ہین یار دو گریبان گیر دو

غیر بولا آنکی ہمراہ یہہ ہو وہ نہ ہو — کیا غضب ہے اے مرے اللہ یہہ ہو وہ نہو
ابر ہے مے ہے چمن دلخواہ یہہ ہو وہ ہو — سنکے لوگوں نے کہا اے واہ یہہ ہو وہ نہو
ابر ہے باران ہے مے ہے باغ ہے ساقی نہیں — کیون بلاؤں نہ میں پھر کر آہ یہہ ہو وہ نہو
جانب اغیار جانان بھول کر جانا نہ تم — آبرو و شدنی تمہارے ہمراہ یہہ ہو وہ نہو
وصل کی شب دختر رز کی نہ مانع ہو جیے — آپ ہی فرمایئے کس راہ یہہ ہو وہ نہو
غیر مانع ہے اگر تو خواب میں آجائیو — تا کہ آئینے تیرے آگاہ یہہ ہو وہ نہو
مہربانی مجھپہ غصہ غیر پر کرکے کہا — درباں حاضر کنہ وسلے گیا یہہ ہو وہ نہو

وصل کی شب درمیاں شمشیر مت رکہنا کبہی
ہم سے تو ہرگز کبہی واللہ یہہ بیہودہ نہو

شب جو تو تہا بام پر جلوہ کناں سنجیدہ ہو
سب یہہ کہتے تہے کہ شاید ماہ یہہ بیہودہ نہو

عجز آدم نے کیا تہا او شیطان نے غرور
تب ہوا حکم خدا گمراہ یہہ بیہودہ نہو

دوستو کوئی بچا ہے اوس بت بے پیر کو
کہہ دو یہہ پہر خدا ہر ایک جوان و پیر کو

بس یہی رہتا ہے خطرہ اس تری تحریر کو
یعنی پہونچا ہو نہ صدمہ مجہسے اوسکی تیر کو

کہینچلائی آخرش یہاں اوس بت بے پیر کو
مانتے ہیں حضرت عشق آپکی تاثیر کو

یہہ عداوت مجہسے ہے کچہہ اوس بت بے پیر کو
جب مجہے دیکہے ہے تب پاتا نہیں شمشیر کو

سلسلہ مجنوں نسبی ہے اور ہوں اسیر زلف بہی
حرز جاں سمجہوں نہ کیونکر دوستو زنجیر کو

یہہ سعادت دیکہیے اب ہو میاں کسکی نصیب
دمبدم جو کہینچکے دیکہو ہو تم شمشیر کو

پند ناصح ہے بجا پر ہو جب اوسکی روبرو
یہہ رہے یاد آپ پہر وہاں بہول جا تقریر کو

کل وہ کس انداز سے صنعت بقول جرات آہ
آپکو دیکہے تہا گہہ اور گاہ مجہہ دلگیر کو

ہاتہہ لگتا ہے جو صنعت تہا گیا ہے کلو تراب
کیوں نہ پہر اوس سے یہیں صد قند کریں اکسیر کو

اسکے دینے میں ہیچ کیا ممکن جو کچہہ تکرار ہو
ہے یہی بہتر کہ یہہ دل داخل سرکار ہو

اوسکا صنعت کسطرح تجہکو بہلا دیدار ہو
جس لئے بدلے دیدہ کے منصور کو بہی دار ہو

سیر گلشن سے دل اوسکا کس روش غنچہ شگفتہ ہو
جسکا داغوں سے کلیجہ غیرت گلزار ہو

غیر کے جانان ابہی بہتر نہیں جا بابن ٹہہرو
عرض اپنی یہی ہے پہر آگے تم مختار ہو

دل لگی ہے تقصیر تم سب مردموں سے پوچہہ لو
کس لیے اے آنسوؤ پہر تو گلے کا ہار ہو

کیونکہ دل وحشی نے اے دوستو ایسے کو ہی
بستان ہو دلربا دلبر ہو اور دلدار ہو

دیکہیو مت رکہیو تم اوسکی زندگی ہے جیسے ہی شت
مردموں جو شخص وسکو چشم کا بیمار ہو

جام کوثر صنعت مسکین کو ہی آرزو
روز محشر گر عنایت حیدر کرار ہو

جب وہ گلرو میری ہمراہ سیر گلزار ہو
کیونکہ حالت کو میری دیکھ کے گلنار ہو

ہی وہ غم عشق کا جسکا کوی غمخوار نہو
دوستو یہ کسی دشمن کو بھی آزار نہو

یار سے ہو بل میں ہزاروں کی جگہ سے فی الفور
اوسکا گر تیر مژہ مردموں خمدار نہو

دین و دنیا میں کہیں اپنا ٹھکانا نہیں
حضرت عشق اگر آپکی سرکار نہ ہو

ہم تیری گھر کو چلے ہیں ولیکن ہی یہ شرط
ہمسے اور تم سے کسی بات کی تکرار نہ ہو

ہے رقیبوں کا مجھے خوف جو میں کہتا ہوں
اسقدر گھر کی سجاوٹ تو نمودار نہ ہو

آرزو ہی یہی صنعت کی اب ہے حاجت مند
دین و دنیا میں کوی حیدر کرار نہ ہو

بہتی ہی میری چشم سے ای یار کچھ کہو
طوفان چل رہا ہی ابر گہربار کچھ کہو

وہ ظلم ہی کری ہے خوشامد سے گیا اوسسے
محبوب یار و دلبر و دلدار کچھ کہو

مجھکو تو ننگ و عار نہیں عشق میں میاں
گھر میں تو کیا ہی بر سر بازار کچھ کہو

پیر دل میں سوچکر کہ یہ عاشق ہی زار کا
رسوا ذلیل و خوار گنہگار کچھ کہو

ق

اوسنے کہا میں قیمت دل تیس لونگا میں
تو بھی تو اب زبان سے دو چار کچھ کہو

کہنے لگی کہ یہ نہیں کوڑی کی کام کا
لیکن تم اپنے دل کے ہو مختار کچھ کہو

صنعت ہر ایک بزم میں کہتا ہی حال دل
تم بھی تو آ کے حال دل زار کچھ کہو

اب اوسکی عاشق بیکل کو ہمیں کسطرح کل ہو
کہ بس یوں آج ہو جسکی وریشہ لیوری حسرت کا کل ہو

بہ ابائی تو مانی اوس سے جلکر آج یہ کہدے
بھلا اقرار کیوں کرتے ہو وہ جسمیں کہ کل کل ہو

اری یوں نہ صدمہ لو جبہ سے گجر بکو سوچ تو
نزاکت سے جسے چنبیلی پہ رکھنا پڑے بیکل ہو

نگر در عوری تو اوسکے آج بلوا لینگا ابھی ہمدم	ق	مگر جا جو ہو اوسکی یا تیری ہاتہوں مین کچھ گل ہو
کنارے باغ کے وہ گل کیلا ہو کر یہ بولا		بہلا معلوم تو صاحب تمہاری ہمکو اٹکل ہو
کوئی ایسا درخت اسمین بتاؤ تاکہ جسمین		کہ جسمین نام کو لکڑی نہو اور صرف اک گل ہو

بنیا جون وقت صنعت کہ شش و پنج اپنا علی ہو
تیرا مقصد طفیل پنجتن سب آج یا کل ہو

زہر مار زلف سے جسکے کہ دی جان سبز ہو	چاہیے اوس شخص کے مرقد کا سامان سبز ہو
ہے سوا لیبہ تلاشی کی بمنود اوس شکل سے	کیا عجب ہے سر یہ گر شاخ غزالان سبز ہو
خون دل پیلے جسین یار زہر کہا کر مرزمین	اوس رخ گلگونپہ جب خط نمایان سبز ہو
سبز رنگ اپنا جو ڈالے پیر تو وہ تو بے یقین	جون زمرد کانٹین لعل بدخشان سبز ہو
لعل کی سبزی اگر وہ کان مین پہنچی نہو	عکس سے معلوم سبکو لعل رمان سبز ہو
قاصد اوس مصحف رو پیہ ہوا نہی خط لکھو	اندلون خط کی لئے قرطاس افشان سبز ہو
سرخروی اور سرسبزی اگر چاہی ہے تو	رہ دل پر خون اور برگ حنا سان سبز ہو
رشک خورد و سبزہ رنگ اپنا اگر ہو جی جاے	مو بمو ہر دانہ ریگ بیابان سبز ہو
قوت نامیہ ہے مضمون کو اوردہ بیرتری	گلشن اشعار کی جس سے جانان سبز ہو

طفل اشک اب تیرے صنعت کا کہ جسکا ماجرا
سنکے ممکن ہے نہ کشت خشک دہقان سبز ہو

کیا عجب ہے گر اوس کے اوپر ڈالی ڈالی تہ	تیر مژگان لیسے تو اوسکی گوٹتی ہے سل کی تہ
حضرت جان نے ہیں کیا ہو اوسکا نامہ آج	اپنے پیر والونکو لکر رکھتے تھے سیمی سل کی تہ
کیون نہو ہو ٹکا اشارہ دیکھیو شناور	پوچھتا ہے وہ سوال عاشق سائلی کی تہ
ہو گیا جبین پر جسین اور اوسکی نیند چین	پنجے پہ سنبل جس پر کہی باتین حاصل کی تہ
تیر مژگان کے تصور مین نہ تہی شفقت معا	نیش عقرب تہی جو کہولی تیر گہایل کی تہ

ہم دیوانوں کا تو کیا ہی ذکر اوسکی سامنے — دور سے اوڑتی ہے عقل تا صبح عاقل کی تہ

شعر فہمی تو سبھی کرتے ہین ای صنعت ولی
کون سمجھے ہی نکات شاعر کامل کی تہ

دل کا لوی کرے ہی کوئی یار کا گلہ — ہے مجھکو اپنے دیدۂ خونبار کا گلہ

کرنے لگی وہ مجھسے جو کل یار کا گلہ — بہوتا سمایا ہین نہ ہین بیمار کا گلہ

ٹہری یہہ بار یار کہ گلہ کیجے نہ وہ شوخ — دیکھو بہلا ایک آئینہ سو بار کا گلہ

کچھ بہی اثر کیا نہ تیرے دل مین شعلہ رو — کیا نکہ کرین نہ آہ شرربار کا گلہ

گردشین ہمکو کتنا ہے سب ہی مہر آسمان — کیجے نہ کیونکہ چرخ ستمگار کا گلہ

جن آئے کب ہین ای تیرہ دریہ اسکو یار
کرتے عبث ہو صنعت ناچار کا گلہ

اوٹھتی ہے ایسا میرے دل سے متصل شعلہ — کہ جسکو دیکھکے ہو برق کا خجل شعلہ

شرار آہ سے نکلین تو یہہ عجب کیا ہے — رہی ہین عشق انار آتشین یہہ دل شعلہ

وہ شعلہ آگ لگا ہی اور یہہ آتش عشق — جاری آہ سے ہو کیون نہ منفعل شعلہ

جلون نکیونکہ مین یار و میرے عناصر مین — ملا ہے روز ازل جا ہی آب گل شعلہ

سمجھیو اوسکو نہ بجلی ہمارے آہ کی ساتھ
بوقت گریہ ہے صنعت یہہ مشتعل شعلہ

پھر گئی آنکھ جس شخص پہ ناگاہ نگاہ — حق مین اوسکے ہے گویا برق وہ بیجاہ نگاہ

کام تم سے نہ کیا کرنے کے میری چار نگاہ — آفرین غمزہ و شاباش ادا واہ نگاہ

کبھی دل چھینے ہی غمزہ کبھی عشوا کا قز — اور کبھی ناز و ادا آنکھ لڑ گا نگاہ

دل بچے کسطرح وہ جو ان کی ہوتی ہین بہم — جبکہ اوس شوخ کی ہو ناز کی ہمراہ نگاہ

ملک دل کیون کہہ ہوا یاد بہلا ای صنعت

غم الم کی جو گھڑی او سیہ بہتہ تنخواہ لگاوہ

دوستی کرکے عبث دوستو ناداں کے ساتھ   دشمنی ہمنے کری اپنے دل و جان کے ساتھ
دل کسی کا نہ کسی ساتھ پھنسے ای یارو   اور خدا سابقہ ڈالے تو پھر انسانکے ساتھ
دوست ناداں سے بھلا ہوتا ہے دشمن دانا   کہ وہ ایذا بھی جو دیتا ہے تو عنوانکے ساتھ

ہے یہی عرض شب و روز علی جی تجھسے
کہ یہ صنعت جو اوٹھے یہاں سے تو ایمانکے ساتھ

دل لینے مین کوئی نہین دلبر سے زیادہ   اور دینے مین زنہار اس احقر سے زیادہ
ہو ور لطف رقیبوں کا جو دلبر سے زیادہ   تو اشک بھی نہ کیوں ابر سے بھی برسے زیادہ
کہنے کو ترے سامنے گونگی سے پڑے ہین   اور سستی مین ہو جای ہین ہم کرسے زیادہ
پہنے سے ترے زیب ہے زیور کو وگرنہ   حسن اور ڈلکا ہو جای ہے زیور سے زیادہ
بوسہ مجھے بھی دیتے ہین جو ہون لب سے عنایت   تو سمجھون کہ ہین قند مکرر سے زیادہ
سنتا ہے نہین ایک تو احوال وہ اپنا   اور کہہ بھی نہین سکتے ہین ہم ڈر سے زیادہ
وہ قطرۂ نیسان ہے یہ محنت جگر اپنا   آنسو کو نہ کیوں سمجھے گوہر سے زیادہ
فریاد کو محشر مین سند کچھ نہین درکار   گل کہانے سے ہاتھ اپنے مین محضر سے زیادہ

منہ دیکھکر میرا صافتہ بھی کہتے ہین صنعت
کچھ بیٹھے ہو تم آج مکدر سے زیادہ

دکہ ہے مشاطہ جو دست گلبدن مین آئینہ   صاف آتا ہے نظر اوس صاف تن مین آئینہ
اوسنے دیکھا پان و مسی کی پہبن مین آئینہ   جو گل سوسن کی روکش ہو چمن مین آئینہ
یہ مصفا ہے رخ جاناں کہ آتا ہے نظر   ماہ نخشب کیطرح چاہ ذقن مین آئینہ
سینہ صاف اور گات اوبہرا اوسکی اعضو سے نظر   ہے نصب گویا درخت نارون مین آئینہ
روشن اوسپر صاف ہو جاویگا دلکا پیچ و تاب   باندہ کر تو بھیجوا وسے تا صد رسن مین آئینہ

جب رقیب روسیہ اپنا لگا منہ دیکھنے
چاند کی شکل آ گیا گویا گہن میں آئینہ

اپنا عاشق آپ ہو جاوے نہ وہ ڈرتا ہوں میں
ہو کسی صورت نہ اوسکے انجمن میں آئینہ

انتشار روشن دل ہے او خانہ نشین نازک مزاج
قدر اسیر ہی نہیں رکھتا وطن میں آئینہ

چرخ چارم پر لگایا صانع قدرت نے ہے
یہ نئی صورت کا اس سقف کہن میں آئینہ

وصل کی شب شرم مجھ سے خیرہ وہ سے ظلم ہے
رکھتے ہیں پہلی ہی دن دولہا دولہن میں آئینہ

ہنر نامرد بھی آرایش ہے آئینہ کے ساتھ
اور بہادر تیغ کو سمجھے ہیں رن میں آئینہ

سامر اتنا ہی نظر آوے نہ مجھکو اسلئے
دیکھتا ہی میں نہیں دیوانہ پن میں آئینہ

عاشقوں کا خون اوسکی سر نہوتا حشر تک
جو سکندر رکھ کے لیجاتا کفن میں آئینہ

جلوہ گر فانوس میں وہ شمع کافوری ہے یا
ہے بدن اوس شعلہ رو کا پیرہن میں آئینہ

اس لطیفہ پر مجھے حیرت ہے یہ او شوخ نے
لیکے دل میرا دیا اوسکی ثمن میں آئینہ

عیب جو آئینہ ہے صنعت ہیں ہم تو عیب پوش
اپنے فن میں طاق ہیں ہم اپنے فن میں آئینہ

ردیف الباء

انتظار میں نہ کیوں شب ساری او سہن ہر بیجا ہے
جب رکھی روزہ یتیم اوڑھی وہ دن بیجا ہے

اسی باعث نہ زمانہ میرا ہو جاے رقیب
یارب اوس بت کا نہ اخلاق مجلس بیجا ہے

ایسے بدخو کو میرزا نہ کہیے ہر دم
اور اوسمیں نہ کہیں خاصیت حسن بیجا ہے

لوگ مانگیں امان شور قیامت ہوگا
صنعت اوس فتنہ رو کا ذرا حسن بیجا ہے

یوں زمانہ میں ہر ایک چیز ہے گھٹی بڑھتی
پر شب وصل ہماری نہیں محلی بیجا ہے

میری اور اوسکی جو بخشش ہو تو پھر گھٹنے کی
لاکھ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن بیجا ہے

سایہ میں نخل کے سبزہ نہیں ہوتا سرسبز
دی ہے تکلیف جو ہمسایہ کا سالن بیجا ہے

ولہ

ہے رکاوٹ جو آج ہمدم سے
دم رکا ہمسے اور ہم دم سے

آپ جو اسقدر ہیں برہم سے
کیا ہوا جرم سیم برہم سے

جب سے دیکھا ہے آپ کا عالم / ہمکو نفرت ہے ایک عالم سے
مردماں آج نوح کا طوفان / ہمنے دیکھا ہے چشم پرنم سے
اوسکے آنکی جو سناتا ہے / یہہ تو قاصد ہے کچھ ترے دم سے
ہمنے دیکھی ہیں آپکی آنکھیں / ہمکو کیا کام جام اور جم سے
بہ میں شاید جگر تمام ہوا / اشک جو مردماں رستے تھم سے
ق
جسنے زخمی کو دوستو اپنے / آج تک ابتداے آدم سے
منتوا پنے کبھی نہ پوچھا ہو / نہ جلایا ہو مفعل مرہم سے
ایک ہم کیا امید اوس سے رکھیں / کئی عاشق ہزار مر بھی گئے

ولہ

ہم جو لیں ہیں ربط دلبر ادہر ہمارے ادہر تمہارے / تو دشمن ہو ستاں بخالک جلاکر ادہر ہمارے ادہر تمہارے
مجھے جو لوگوں کی نصیحت او آنکھ ... ادہر تمہارے / ہوئی تماشا اوسکی دلبر ادہر ہمارے ادہر تمہارے
یہ آہ و نالہ فغان ادہر ... ادہر تمہارے / مقابل ہونگی یہ دونوں لشکر ادہر ہمارے ادہر تمہارے
کریگا کوئی نہ ہمیں رسوا ... ادہر تمہارے / تو ہمیں والم ... ادہر ہمارے ادہر تمہارے
لکھی تھی نامہ ... ادہر تمہارے / ہوئی ... ادہر ہمارے ادہر تمہارے
ہمنے جو دیکھا ... تمہارے آئینہ ... / رقیب حیران ہیگا ... ادہر ہمارے ادہر تمہارے
قسم ہے ہمکو تمہاری سر کی ... / لو ہمیں ڈالا ... فرق ... ادہر ہمارے ادہر تمہارے

ہمیں ہے صنعت ... / حصول ہونگی طفیل ... ادہر ہمارے ادہر تمہارے

ہمکو کیا فکر ہے ناصح مرے سمجھانے کی / اپنے ہیں واسطے کرتا ہوں بدی ... کی
ہے یہی انتو یہہ حالت ترے دیوانے کی / کہ خبر ہے ہی اپنے کی نہ بیگانہ کی
دیکھ کر روتا مجھے گل ہنسکے وہ بولا کہ آج / عشقیں ایسی نہ ٹھہری ہی کبھی ... کی
دوستو پھر خدا کو ہی تو تدبیر کرو / ... لیجانیکی

گو کہ بد عشق کو کہتے ہین لطافت ناصح
پر حقیقت مین اوسی مین تو ہون سمجہانیکو

کیا کہین دلکو کہ غیرت نہین کرتی ہے قبول
ورنہ وہ مشکل تہی ناصح ترے دکہلانیکو

ستادرہ غم سے قیامت کی تو صنعت واللہ
پنجتن کو ہے تیری فکر تو بخشانے کی

روز وحشت ہی ادہر سیر بیابان کیلئے
پاؤن پڑتی ہے ادہر زنجیر زندانکے لئے

سجدہ گاہ عاشقان تو ہی خم ابروی یار
مسجد و بتخانہ ہے گبر و مسلمان کیلئے

سرخرو اب عاشقونمین دیکہیں ہوتا ہی کون
تیغ ابرو قتل کو پہیرتے ہین وہ بانکے لئے

جال مین پہنستے ہین طائر دل فقط اکثر مدام
دام یہ زلفونکا ہی مخصوص انسانکے لئے

تل رخسارہ پہ اوسکے ہے کیا مثل کلف
چند لوسی مین ہے جب او من ماہتابانکے لئے

جو معشوقونکا جو عاشق اوٹہاتی ہین مدام
اونپہ کیا احسان ہی اپنے دل و جانکے لئے

ہون گرفتار بلا سودا زدہ خانہ بدوش
آگیا ہون مین ایک زلف پیچانکے لئے

دلبرونکی ظلم سے ہے عدم شکایت ہی عبث
ہے دل عاشق ازل سے یاس و حرمانکے لئے

جان و دل سے لو صنعت خوب ہی حصہ لیے
دل تو دلبر کے لئے اور جان جانانکے لئے

حیرت ہے کہ یہ تجہکو دوپٹا کسنے سکہایا ہے
آئینہ سے ملکر بہی جو تجہسے چہپایا ہے

اب عشق بہی تیرا اس زور پہ آیا ہے
کہتا مجہے دیوانہ ہر اپنا پرایا ہے

ہر شخص کی بہی دشمن کو کالونسے سنوا ہی
جو دوست مجہے تو نے آنکہونسے دکہایا ہے

مت پوچہہ جہت عاشق ہونیکی ارے ناصح
جافی ہے وہ ہی بہا ہی جسکو کوئی بہایا ہی

بیٹہے ہین تیرے در پر جون نقش کف پا ہم
کیونکر سے ہمنے تو اب ہاتہ اوٹہایا ہے

آفت ہے لگا لینا اوسکا تو دل ہم سے بہی
کیا آگ لگی ہین اوسنے کچہہ منہ جو لگایا ہے

در پہ جو تجہے دیکہا ہو بیٹ تجہین بولے

پهر تراهی جو تو صنعت یهان کسکا بهلا یا هی

قتل ہاتھو نسے تیرے ساری خدائی ہو چکی
مین سبهی جو رنگ محفل مین تیرے بهر جدا
ایک ہی بوسہ پہ تمتو ہو گئے پیارے خفا
مان تو پیر الٹا بهر خدا ای رشک ماه
خط نکلنے پہ لکهو خط مین اوسے مینے یہ بات

ختم تجهپر ظلم و جور و بیوفائی ہو چکی
جبتک اب ونکی تیغ آزمائی ہو چکی
بس ہوا معلوم تمسے دلربائی ہو چکی
ڈال لو منہ پہ نقاب اب خودنمائی ہو چکی
بهیجے اسکا جواب اب تو صفائی ہو چکی

اور بهی صنعت بدلکر قافیہ پڑه ایک غزل
یہ غزل پوری تمهاری اب تو بهائی ہو چکی

لے لیا دل اب تو اوس سے آشنائی ہو چکی
قیس و نل فرہاد و رانجها اپنی اپنی کر گئے
تم جو کہتے ہو کہ اب اپنی تمهاری ہو چکی
غم الم اندوه و رنج آه و زاری ہو چکی
تو بهی چلکر دیکهلے ظالم تیرے بیمار کی
دلکو بهی قربان کیجے ای تیرے قربان مین
وه نظر آیا نہ گاہے وای قسمت کیا کرین

ہو گیا سودا وه تجهپر جسکی سائی ہو چکی
اب ہمارا وقت ہے اور اونکی باری ہو چکی
تو یقین ہے زیست بهی شاید ہماری ہو چکے
اوس نے مل کیا کیا دلا تجهپر تمخواری ہو چکی
اب خموشی کی ہے حالت بیقراری ہو چکی
جان تو صدقہ تمهارے اب ہماری ہو چکی
ہمکو جسکی جستجو مین عمر ساری ہو چکی

ایکدن بعد از فغان خاموش تها مین ضعف سے
تو لگے کہنے کہ صنعت آه و زاری ہو چکی

مجهے یاد ہے میرزائی کسی کے
نہین تن پہ خط اور دل کے ہین ٹکڑے
خبر اوسکے جانیکی سنتے ہی مجهکو
کف پا کے آگے تیری شکل ہمکو

خوش آتی ہے کب دلربائی کسی کی
عجب ہے یہ تیغ آزمائی کسی کی
رہی سده نہ اپنی پرائی کسی کی
نہ بهائی کسی کی نہ بهائی کسی کی

یہی منصفی ہے سوا میرے ہرگز | نہین آیکی گھر منا ہی کسی کی

زمین سخت ہی آسمان دور صنعت
گوارا کسے ہی جدا ای کسیکی

وصل جانان مین تو موقوف آہ و زاری ہوگی | جب گیا وہ پہر مجھے بے اختیاری ہوگی
تو جو وعدہ پر نہ آیا منتظر تیری کی رات | گیا کہون اختر شماری دم شماری ہوگئی
آتی ہے سبزہ کی باغ حسن مین آئی خزان | تجھمین تاثیر خزان با دبہاری ہوگئے
ہو کنار خلق سے پہونچا کنار گور کے | میرے حقمین برق پیا اوسکی کناری ہوگئے
غیر کے خاطر ہوا ایکبار وہ خاطر گران | یہہ ہوئی حقت کہ مجھکو جان بہاری ہوگئی
آہ سی اپنے اوڑا پہرتا ہون مثل گرد کاہ | لاغری یہہ نازنین کی غم سے طاری ہوگئی
غم سے ایک آئینہ رو کی روی جو تم ہو دمون | موتیونکو اشک کی اور آبداری ہوگئی
اوسکے در پر کی تہی مین نے خاکساری اختیار | ہای وہ برباد میری خاکساری ہوگئی
آگیا دلبر تو دل کو آگیا صبر و قرار | اور بس جاتے ہی اوسکے بیقراری ہوگئے

کام دل کیونکر بہاو ہی کیا کرین صنعت یہان
منت و زاری مین آخر رات ساری ہوگئی

اگر تیری آنیکا اقرار ٹہرے | تو بس مین کوئی دم دل زار ٹہرے
اودہر دیکھیے تو یہی منصفی ہے | ہوے غیر عاشق ہم اغیار ٹہرے
نمود اپنی یہی ہے ایسے مین اگر وہ | ہمین قتل کرکے نمودار ٹہرے
شہ عشقکی یہہ عدالت عجب ہے | کہ دیکہہ دل اوسکو گنہگار ٹہرے
نہ اوٹہ سکے بالین سے ایکبار جان تو | کہ اور کوئی دم جان بیمار ٹہرے

غزل اس سے بہتر سنا او صنعت
پسند ہمکو اب تیری اشعار ٹہرے

نمونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھہرے | فقط غم ہی کہانیکی غم خوار ٹھہرے
کہین کیا نصیبونکی خوبی ہمین کو | طرح دیکہے اب تم طرحدار ٹھہرے
یہہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن | ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے
یہی چاہیے مرحبا تم ہمارے | مٹا کر نمود اب نمودار ٹھہرے
بدن پیر تو ہم کہا ہین گل یار لا کہون | یہہ تم کس روش رشک گلکندا ٹھہرے
ہیلین خون دل ہم غم اسکے ہین ہردم | وہ دمباز دم دیکے خونخوار ٹھہرے

سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولی
کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے

تعریف لکہی اوسکی یہہ طاقت ہے قلم کی | موسی سا بشر دیکہہ سکی جسکی نہ جہلکی
عالم پہ نگہہ آپکی رہتی ہے کرم کی | ہان مجہ پہ ہے سرکار کی عادت ہی ستم کی
آنکہو نمین بسی رہتی ہے صورت جو صنم کی | شادی کی نہ شادی ہے نہ کچہہ فکر ہی غم کی
یون جہلکی چہپا ہوئے جون ابر مین خورشید | کل ہمین جو ٹہمکے کہا اپنی دم جہلکی
غفار ہے وہ آپ ہی اور تم ہو شفیع ہین | دوزخ ہی کہان یہہ بھی ہی ظاہری کی دہمکی
نے کام ہے دینا سے نہ عقبی سی کچہہ اپنا | رہتے ہی خوشی ہمکو فقط آپکے دم کی

ہر بندہ کو وہ چاہی ہی سوا ہی زیادہ
صنعت تجہے کیا فکر ہی اب مالک عالم کی

جبکہ رخسار پہ وہ زلف فگن ہوتا ہے | سر مو فرق نہین چاند گہن ہوتا ہے
چشم تر کی سبب اور لخت جگر کی دولت | طرفۃ العین مین تیار چمن ہوتا ہے
نازنینونکی تعشق مین ہی یہہ ضعف کا زور | ہر قدم پر مجہے معلوم وطن ہوتا ہے
آن و انداز و ادا جور و کرشمہ او ناز | اوسکی ہر بات مین بے ساختہ پن ہوتا ہے
شاعر ونکی ہے خطا دیتے ہین نسبت جو مدام | ہمسر اوس زلف سی کب مشک ختن ہوتا ہے ۲۱

درد عاشق کبھی سکے لئے تلون اطبیب
شربت وصل ہی یا سیب ذقن ہوتا ہی

یہی کہتے ہین مہوس کہ ہی جوڑا ہیداغ
جب مری پہلو مین وہ سیم بدن ہوتا ہی

رات دن آنکھو لسنے پانی جو دیا ہی اسکو
پھر نئے سر سے ہرا داغ کہن ہوتا ہی

صنعت آسنے ہین کہان پر یہین مضمون نئے
بار کم لاتا ہے جب نخل کہن ہوتا ہے

اور جا ہیے سوا یخدا کیجے
پر کسی پر نہ مبتلا کیجے

لطف کیجے و یا جفا کیجے
لیک پھر خدا ملا کیجے

جان بہی اوسپہ گر فدا کیجے
تو بہی اپنا ہو وہ کیا کیجے

ہمپہ الطاف کیا جفا کیجے
پر نہ غیرون کو آشنا کیجے

وہ عیادت کو میری آتا ہے
دم آخر ذرا وفا کیجے

جبکہ دشمن وہ اپنا جانی ہو
دوستو کسکا پھر گلا کیجے

مین کہا مجھکو درد فرقت ہے
ق
مجھسے پھر خدا ملا کیجے

بہون چڑھا کر یہہ اوسنے فرمایا
آپ اپنی ذرا دوا کیجے

ایکدن مین نے اوسسے عرض یہہ کی
کبھی صنعت کا بھی کہا کیجے

آج دل کو مری طلب سی ہے
بات پر یہہ سوء ادب سی ہے

اسکا باعث مجھے نہین معلوم
رنجش یار بے سبب سی ہے

غیر کے ساتھہ جا بجان پہرنا
چال جانان یہہ کچھہ کڈھب سی ہے

تیرے غصہ کا کیا ٹھکانا ہے
مہربانی تیری غضب سی ہے

تیرے جور و ستم سے اے ظالم
جان بہی اپنی جان بلب سی ہے

کیون نہ چنگا ہو وہان دل بیمار
کوی جانان نگہ مطب سی ہے

پوچھے احوال وہ تیرا صنعت
اوس سے یہ بات تو عجب سی ہے

سنکے عزم سفر کو دلبر سے — کوچ کرتا ہے اب یہ دلبر سے
اوس نے غیرون سے جو لڑائی آنکھہ — اپنی آنکھون سے لخت دل برسے
ہے عجب نخل سرو قامت یار — لاکھون لٹکتے ہین جسمین دلبر سے
یون تو لاکھون ہین دلربا لیکن — کہین ملتے ہین اپنے دلبر سے
ابر رحمت تجھے کہون سو بار — جو شب وصل مین یہ دل برسے
دیکھین طوفان نوح آنکھون سے — ایسا باران اشک دل پر سے
برق تو بھی ذرا کڑک کی چمک — اور نہ باران معتدل برسے
ڈر سے شاید مجھے چمٹ جاوے — ق — ہے رکاوٹ ہمارے دل بر سے

نہین دل بر مین لے گئے کیا تم
پوچھہ صنعت یہ چلکے دلبر سے

دیدۂ تر مین نہین ہین یہ جگہ پیاری بہرے — ہین تلنگے کتنی انگریز مین ساری بہرے
شعلہ رو تیری شرارت سے بیان کیا کیجے — جا بجا دلبر مین مری رہتے ہین انگاری بہرے
زیست کی پہرتے ہین دن اہمنشین کہ کر کہ گا — کات وہ ابھری جٹہی ابرو چساری بہرے
خون نسے ہر دم بہر آوے کیون نہ اپنی چشم آہ — غیر کے خاطر جو ساغر مے کی تو پیاری بہرے

کل وہ فرمانے لگے صنعت سے ہمدم طنز سے
دم محبت کی مری ہان تو نے عیاری بہرے

موئی ہے چاہ مین بلبل چمن کے پہولونکی — چمن مین جا ہے مجلس ہوا ہے کی پہولونکی
جفا ہوئی ہے یہ گلہ وہی اپنی ثابت کی — وہ آکے بیٹھے تو پہر شکل سوجی پہولونکی
یہ قدر ہے تیرے وحشی کی تربت مین اگر — تصدق ہوتے ہین حالت ہے یہ پہولونکی

یہہ شور و زور بیا ہمین ہے جنون کا میرے
پناہ مانگتی ہین شکل ہر یہہ غولونکی

ہمارے اوسکے صفائی جو ہو گئی ہی تو اب
پیامبر ہری لکھتے ہین طرح دہولونکی

یہہ آرزو ہی کہ سوتا ہی جسپر وہ گلرو
میری ہو چادر مرقد وہ سیج پہولونکی

دکھائے آپکو ہمنے درخت کی پہل پہل
یقین کیجے نہیہ باتین نہین فضولونکی ق

کسی نے تیغ کے پہل کا درخت دیکھا ہی
کہین بہی ہوتی ہین کلیان سر کی بہولونکے

زبان پہ لاتے ہین مذکور اونکا اہل سخن
یہہ قدر تیز کی فرہا دسے نے ببولون کی

کلام اپنے پہ جو واہ واہ کرتے ہین
یہہ واہیات ہی اور وضع ہی فضولونکی

یہہ شعر گوئی اونہین کا کام ہی صنعت
ہی جنکو آمد املاک اور رتبولونکی

بچتا ہی نہین زلف کا کالا جسے ڈس جاے
وہ کیا جیئے ناسگ کی یہہ خالا جسے ڈس جاے

کاکل نہین ہی اژدہے کی خاصیت اسمین
کر جاے اوسے گویا نوالا جسے ڈس جاے

عالم کو تمنا ہی کہ چھلا تیرا اوس لے
مختار رہے ہر کا ٹنے والا جسے ڈس جاے

مارے ہوے کنڈلی جو ہی بالا تیرا کافر
دکھلا ہی اوسنے عالم بالا جسے ڈس جاے

نہ ملی ہی کیا اوس بت کشمیر کی تیرے
پڑ جاے اوسی صورت سے پالا جسے ڈس جاے

اوس چوٹی کو ہاتھ اپنا لگانا تو سنبھل کر
لیوے نہ وہ زنہار سنبھالا جسے ڈس جاے

ولہ

کسے کوئی کہ یار آتا ہے
دل کو کب اعتبار آتا ہے

روز شب کب قرار آتا ہے
ہان مگر جب کہ یار آتا ہے

اپنے سینہ سے دمبدم ہمدم
نالہ مثل آنار آتا ہے

جسکو پیغامبر کیا مین نے
وہان سے وہ دل فگار آتا ہی

تجھسے اتنک کوئی جلا یا بھی
ہان مگر تمکو مار آتا ہے

تونے کیا کچھ میری خطا تاری
اب جو کھینچے کنار آتا ہے

تو بھی بتلا دے یار صنعت کو
کیوں بھلا تجھ پہ پیار آتا ہے

یہ درد کا بھی کو ہم سر پہ منفعل لیتے
عوض ستان سے اگر وہ نکال دل لیتے

نہ گھر رقیب کا ہوتا اسمین اور نہ سوا ئے
جو رات خواب مین تم آگئی یار ریل لیتے

نہین ہے یاد فراموش کر دیے ایسی
کیئے تھے قول وہ کیا ہم سے تم نے دل لیتے

ملا نہ دوستو عنقا صفت مکان اسکا
وگرنہ ہم بھی مکان اوسکے متصل لیتے

یہ ہے مثل کہ بڑی بات اور منہ چھوٹا
مین نام عشق کا پہ تو تھا منفعل لیتے

جو ہوتا قیس برادر تو سب بیار جنون
اجارۂ عشق سے ہم اور وہ مشتمل لیتے

جو ایکبار بھی ملتا وہ گلبدن ہم سے
برنگ غنچہ تو ہم بھی جہا مین کھل لیتے

نہ ہنستا ہمپہ تو ناصح اگر بروز ازل
کہ جا بجا عشق سے تیری بھی آب و گل لیتے

تو اپنے دل کو بچا دلبرون سے ای صنعت
بروز حسن یہ پھرتے ہین سب کا دل لیتے

دین آپ رقیبونکو جو زنجیر گلے کی
پھر کیون نکرون اپنی مین تدبیر گلے کی

لاکھون لیے گلا کاٹا کی دی جان اوسیدم
مانی نے جو کھینچی تیری تصویر گلے کی

گھیرے اوسی رہتے ہین شب و روز یکافر
زلفونکو عجب یاد ہے تسخیر گلے کی

سیراب ہوتا دیکھکے اپنا دل بریان
دکھلا مجھے شکل ای بت بے پیر گلے کی

فرمائے گر عشق مین تاثیر نہین ہے
رانجھان کی یہ کیون ہار ہوئی ہیر گلے کی

ڈر نا نہ تو صنعت کبھی شمشیر عدو سی
کرتے ہین حمایت تیری شبیر گلے کی

مژہ کی ہمسری پیکان کری بیلان چڑھے
غضب ہی تیہ جو ابرو کی ہو کمان چڑھی

نہین نہین کے سوا اور کچھ نہین ہے بات
یہ کیسی ضد تجھے اسوقت میری جان چڑھی

او بجھتے باد سے ہی اوسکو ہو گیا سودا — یہہ کاکل آپکی اب سر پہ ہی نداں چڑہی
کیا نہ دل میں اثر اوسکے تونے آہ کبھی — یہہ کیا ہوا کہ تو بیٹھے سے آسمان چڑہی
مدام تاک میں ہون دخت رز کے چھوڑونگا — اگرچہ دادیہ اپنے تو آت پہ چڑہی
کسیکے آہ دہوان دہار دلسے نکلی ہے — یہہ آسمان گویا گرد کاروان چڑہی

کراہی جاتی ہے دل دیکہ کے اوسی صنعت
رکہی ہے تیوری وہ ہر وقت بہ کمان چڑہی

زلف کی پاس یہہ بالی نے نمود اری کی — طوق و زنجیر کی عشاق سے تیاری کی
اوس مسیحا نے عیادت جو مری کی آکر — ہے شفا مرگ خوشی ہے مجھے بیماری کی
گلبدن غم سے تیری ہجر کے ہمین نے جلکر — ہو وہی جسکو یہہ خزان تن پہ گل کاریکی
غم کہلایا اسی بندہ کو جو پایا غمخوار — کیا سزا تہی یہی صاحب مری غمخواری کے

مو شگافی سے تو کچھہ کم نہیں یہہ بہی صنعت
جسکو معلوم ہر ایک شعر کی ہو باریکی

تیری صورت کو نسی ہم نے نہیں ای نازنین مانی — مگر ہاں ایک نہیں سرکار کی کاہی نہیں مانے
ترا چہرہ جو میں دیکھا یکایک آگیا چہرے نگین — لگا بہزاد چین چین کرنے اور مانی ہے چین مانے
ہوا حیران ششدر دیکھہ کر چین جبین اوسکے — اگرچہ تہا نہایت ہی مصور اہل چین مانے
جون ہی چاہی کرے تحریر شکل اوسکی تو حیرت سے — لیکن اور کہیں کاغذ کہیں کلک شکستہ رنگ اور کہیں مانے
مگر وہ کسطرح کھینچے نظر ہر گز نہیں آتی — لگا وی لاکھہ عینک اور رکہی دوربین مانی
کہا ایک یار نے وہ شوخ اب تو آگیا بس میں — ق — کہا میں نے یہہ تیری بات تو اے ہمنشین مانے
ولیکن بات اوسنے وہ نہ مانی واسطے جسکے — ہزاروں منتیں لاکھوں نیازیں ہمنے تہیں مانے

نہ خال و رخ کھنچا اوس سے مشابہ خال و خال اوسکے
کہے تہا آپکو کس منہ صنعت نکتہ چین مانی

بڑہا کر دوستی تو نے جو ذی تقصیر کم کر دی
تو اکثر رنج ذراحت مہر تقدیر کم کر دی

لکہی ہے میری وہان شاید سر قاصد قلم ہو کے
اسی ڈر سے اب اوسکو بہیجنی تحریر کم کر دی

رسائی کیونکہ ہو اوس پاس بہت کمہی ہین
بہت سی ضعف نے اس آہ کی تاثیر کم کر دی

مقید زلف کا سمجہہ ناتوان کو جانکر اوس نے
کیا احسان کہ کر زلف کی زنجیر کم کر دی

بڑا ہے سنگدل الله اکبر ذبح کرنے مین
جو دیکہا مین نے جہٹ اوسنے وہین تکبیر کم کر دی

ہمین حسن و سے خاک در جانان میسر ہے
مہوس تب سے ہم نے خواہش اکسیر کم کر دی

کہے ہر بنکر مکان کو بہی اسی صورت سے پیدا ہے
بڑی مدت مین تہی تو نے بلا تاخیر کم کر دی

ان اپنی ابروی مژگانکو کافی جانکر اوسنے
بہت رکہنی کمان اور باندہنی شمشیر کم کر دی

تجہے شاعر بہی اور شیخ زبان سمجہا تہا صنعت
اب مگر جانکر عاشق تیری توقیر کم کر دی

کبہی بوسہ بہی دیگا تو گالیان ناحق سناتا ہے
میان میٹہے کے لالچ سے کوئی جہوٹا بہی کہاتا ہے

کہ ہیر کو تی کہلاکلو اکا گر جو کہاتا ہے
اسی صورت سے تیرے ساتہہ سو تو منہ چہپاتا ہے

دیا دل اور لیا بوسہ ساتیر دوستانہ دل
پہر اس مذکور کو پیارے کوئی منہ پر بہی لاتا ہے

مثل مشہور ہے اہل غرض مجنون ہوتا ہے
اسی سے قیس لیلی آج تک مجنون کہاتا ہے

کسی کا گہر جلے تا کوئی یہان پہ مشہور ہے
ہمنشین ہین لوگ جو تو شعلہ رو مجہکو جلاتا ہے

خموشی ہی جواب جاہلان حقیقین تری ناصح
عبث بیفائدہ بک بک تو میرا سر پہراتا ہے

شکر ہی کر کبہی گہر کی تو اور چہوڑیگا گر جلتا
جہیے تو چہوڑ ہمکو جہپ کے گہر غیرونکی جاتا ہے

ہوا عاشق دل اور لخت جگر بہ بیکی آتی مین ق
تو مجہکو یہہ مقولہ جب کسی کا یاد آتا ہے

چڑہی کشتی پہ جہگڑا لو ہین شاید یہی جاتی ہین
عدالت مین گواہی عشق یون جہگڑا چکاتا ہے

کہو بکری کی مان یاکی کہان تک خیر ہی صنعت
اگر بار گران تو عشق کا سر پر اوٹہاتا ہے

صبر و شکیب عقل و خرد یا تاب و توان و طاقت ہے
جانان تجہہ بن جانکا جانا مجہکو کمال رخصت ہے
مردمون یہہ ہی نور بصر اور وہ ایک لکہا قطرہ ہے
کہنی کو تو آج میری گہر تم ساتہہ لئی اغیار و نکو
اوجہی ہر یہہ یاد ہی بیماری آئی خیر ہی جاتی ہی
کیا یہہ غضب ہی وصلکی بسکہ اتہی دلکو تمنا ہے

خانہ تن سی اپنی ہمدم آج سبہونکی رخصت ہے
ضعف سے یہہ جا سکتے نہین ہر دلکو سخت ندامت ہے
اشک مسلسل نے سی کیا در عدم کو [illegible]
صدقے اس الطاف و کرم کی اور یہہ لطف و عنایت ہے
یہہ تو ہوا دل جان ہی اپنی زلف نہین الٹ و وحشت ہے
ہائی کرین کیا جسنے خوکو ناحق ہمسر [illegible]

آہ و بکا نہین ہی اپنی ہمدم اسکو تلخی کہتی ہین صنعت
عرش پہ کہتی تہے یہہ کلا کیا اسکو کمال صنعت ہے

جدا ہوا ہی وہ کیا یار و دلربا ہم سے
بہلا بتاؤ تو کس کس کی وہ کہی خاطر
تمہاری ہجر مین سب لئے تو بیوفائی کی
ملے رقیب سی پنہان خدا ملا باہم
گناہ آپکا ہی یا کہ جرم آنکہون کا
کرین یہہ حجت و ملاک کیونکہ ہمسری اپنی

کہ ہم ہین دل سی جدا اور ہی دل جدا ہم سے
کہ اوسکی سیکڑون پہرتے ہین شیفتا ہم سے
پہر ایک عمر ہی نے کی ابتلک وفا ہم سے
یہہ تم جلانے کو کہتے ہو دلربا ہم سے
وہ اوسکے ظلم کا شکوہ ہو کیا ولا ہم سے
کہ اوسکی عشق کی بارہ ہی ابتدا ہم سے

مسیح دیکہہ کے کہنی لگے کہ ای صنعت
مریض عشق کی ہوتی نہین دوا ہم سے

آنکہون کو بہی تلوون سی وہ ملنے نہین دیتے
بیچینی ہی بیتابی سے بیہوشی ہی دلکو
چین نہ پڑین تجہہ دم قتل سہ گڑی ہی
طوفان کیطرح غرق ہوا کب بلین زمانہ
اس طفل ہمراشک اپنی کو فرقت مین سہما

ارمان مری جی کی نکلنے نہین دیتے
صدمے تری فرقت کی سنبہلنے نہین دیتے
لاشہ بہی کو ہم آپ اوٹہلنے نہین دیتے
ہم چشم کی چشمہ کو ابلنی نہین دیتے
بدنامی کا ہی پاس مچلنے نہین دیتے

کیا تمہارے بیان اپنی ہلاکت کیا میں اوسکے
اور غیر اوسے پاس سے ہلنے نہیں دیتے
کہ جیسے مری ہوں نے گذرے جو کبھی تو
ق آہستہ محافہ کو وہ چلنے نہیں دیتے
یہہ بغض ہی مجھسے کہ ٹھہر جانیکی بدلے
کاندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے

تو قیر وہ کرتے ہیں یہہ صنعت تری واللہ
خادم کو بھی پاؤں تلے مسلنے نہیں دیتے

خدا کیواسطے دکھلا وہ شکل یار مجھے
عزیز دہو کسیصورت سے اب قرار مجھے
جہانکی عیش فراموش دل سے ہوچکے ہیں
جو یاد آتے ہیں اگلے وہ تیری پیار مجھے
لگی نہ ایک بھی پل آنکھہ میری ساری رات
ہوا جو آپکی آنے کا انتظار مجھے
کیا ہی ایکتو اس دل نے بیقرار مجھے
کرے ہی دوسری سوا یہہ چشم زار مجھے
نہ چین ہے مجھے بیٹھے نہ لیٹتے چلتے
تمہارے غم نے دیا ہی یہہ اضطرار مجھے
ہزار درد و الم غم ہا اگر یار
ستاتے ہیں تری فرقت میں بار بار مجھے
گلے پہ تیغ لگا تا ہمہ تو لگا قاتل
وسلے نہ غیر سے مل کے یار یار مجھے

تمام عمر سے صنعت کو یہہ تمنا ہی
دکھا دو شاہ نجف اپنا تم مزار مجھے

گلگشت سے نہ جی خوش نے سیر بوستاں سے
ہی آرزو نہ نکلو یہیں کوئی گلہ خاں سے
رہنے سے پاس اوسکو اک پاس آپڑا ہی
ورنہ ہی چھین لرزئے اب اوسکی پاسبان سے
وہ یہہ بھی سنکے عوغا نکلا نہ گھر سے باہر
ٹپکا تھا جس لیے سر میں اوسکی آستان سے
سوراخ ہیں فلک پہ مت سمجھیو ستارہ
آہیں گذر گئی ہیں اپنی آسمان سے
کیا قہر ہیں لبوں سے اغیار جس دہن سے
دشنام بھی نہ لو ہم وہ ہمکو اوس دہان سے
جانے ہی کون سوزش محفل میں شمع کی اب
سوز جگر بیان وہ کرتے ہیں گو زبان سے

صنعت اسی زمین میں تو اور اک غزل پڑھ

منظور ہو صلہ گر اب تجھکو شاعران ہی

کھویا ہمین بھی دل نے ملنے کی اب تبان سے / غیرت سی آبرو سے اور سر سی مال و جان سے
باللہ بے تصنع کہتا ہون وہ پری ہی / حور و پری ملک سی غلمان سی انس و جان سے
حسن و ادا سے دل دیا لیکن واقف نہین ہین / صبر و سکون سی دل سے تاب و خرد و توان سے
دیکھا جو غور سے تو بہتر ہے اوسکا کوچہ / فردوس سے ارم سے جنت سی اور جنان سے
ہر عضو سے اب ہی اک شعلہ مشتعل ہے / پٹھے سے رگ سی پی سے اور گوشت استخوان سے

نکلے ہی اب تو ہر دم صنعت کی آہ ہمدم
منہ سے بھی آہ جگر سے لب سے دہن زبان سے

ہمنشین کچھ تو بتا ہجر کی تدبیر مجھے / گر نہین یار تو دے یار کی تصویر مجھے
جو مجھے دیکھے ہی منہ دیکھکے رو دیتا ہی / یہ عجب دی ہے تری عشق نے تاثیر مجھے
واہ ای عشق عدالت کہ تری قربان مین / دے لگے دینے یہ کیا صاحب تقصیر مجھے

وله

میری آہون کی دہوئین سی ہی مکدر چاندنی / ابر مین پر نور ہو جاتی ہے اکثر چاندنی
خوب او بد روپ ہو جاتی ہین اوس مہ کی حضور / کرتی ہے تارونکو بے رونق مقرر چاندنی
آگے اوس خورشید رو کی تاب کیا ای ہمنشین / ہے سیہ فرش محرم سی بھی بدتر چاندنی
گھر مرے وہ ماہرو آیا شب دیجور مین / طرفہ ہے باہر اندھیرا گھر کے اندر چاندنی
ماہرو بسمل ترا مشتاق جلوہ کا بھی ہے / گو کہ زخمی کو مضر ہوتی ہے اکثر چاندنی
جلوہ فرما جس جگہ ہوتا ہی میرا رشک ماہ / وان شب دیجور مین رہتی ہے شب بھر چاندنی
چاندنی کی دیکھنے کا گرچہ سب سامان ہی / پر بغیر از ماہرو دیکھون مین کیونکر چاندنی

آگئی منہ پر سفیدی دل رہا صنعت سیاہ منہ چھپا اندر ہی ہے جیسے کہ باہر چاندنی

چہرہ یار نہین سوہی پریشان کے تلے / گل نمایان ہے گویا سنبل و ریحان کے تلے
طرفہ ہے سیب کالا ہی ثمر شاخ حنا / رکھکے اونگلی یہ کہا اوسنے زنخدان کے تلے

مردون اسلیئے ہی آبروی آبحیات
چشم عاشق ہے مگر چشمۂ حیوان کے تلے

ذوق ہے انکو کہ کیجے اب ہی میخوار
تیرے خاطر ہین کباب اسروان ہانکے تلے

شمع کافوری ہے فانوس ہین روشن تیرا
یا تری ساق جھلکتی ہے یہ دامان کے تلے

جسطرح زیر درخت آکے مسافر دم لے
لخت دل ٹھیری ہین یون سایۂ مژگان کے تلے

سرگئے اپنا گلا کاٹ کے لاکھون عاشق
دیکھہ جگنو نکے چمک اوسکی گریبان کے تلے

لب نازک سے ہی یون اوس ڈر دندان کی نمود
ڈانک جھلکے ہے گویا لعل بدخشان کے تلے

شعلہ یہ شعلہ نکلتا ہی مری آہ کے ساتھہ
کان گوگرد ہی کیا اس دل سوزان کے تلے

زیر دیوار پڑا رہتا ہے اوسکی صنعت
اسلیئے تا کہ وہ کھڑکی سے کبھی جھانکے تلے

دوستی اپنی جو تجھسے عشق و گریہ پیدا ہوئی
غم ہوا غیرونکو شادی اپنے گھر پیدا ہوئی

عین یہ طوفان ہوا ردکر اوسے برہم کیا
طرفہ تر تاثیر تیری چشم تر پیدا ہوئی

یہ کرامت شمع کی روشن ہے جو گلگیر نے
بار ہا گردون اودھر کاٹی اودھر پیدا ہوئی

شام کو تو جیسکا سنکہ پیام وصل یار
مر گیا مین وصل کی شب جب سحر پیدا ہوئی

راست دل اہل وگریہ خود نظیر اس سے ہے نہ
کچھہ نہی یہ کان اپنی چشم تر پیدا ہوئی

دل سے جا ہا آنکھہ نے دیکھا اسے ہمچون ہر جو
مفت مین بیمار درد جگر پیدا ہوئی

غم ہین اوس سردان کے شاخ نخل عشق ہی
شکل شاخ سرو گویا بے ثمر پیدا ہوئی

ابحا خدا ابرشبیہ جھک کے خاک کے نیچے گرے
غیر سے ملت تری اہی فتنہ گر پیدا ہوئی

کسکے دندان کا تصور دیدۂ گریان کو ہے
ہر مژہ سے اسکی جو سلک گہر پیدا ہوئی

دوسرا تجھسا نہ دیکھا نے سنا ہے آج تک
جو ازل سے صورت جن و بشر پیدا ہوئی

رات وعدہ پر نہ آیا کرکے وہ قول و قرار
بیقراری دل صنعت بیشتر پیدا ہوئی

لخت دل یون اپنے چشم خونفشان سے گر پڑا
اگل کے تیئن جسطرح باد خزان سے گر پڑی

عرش پر کرسی نشین اپنا ہوا رتبہ جو ہم
کہا کے ٹھوکر اوسکی سنگ آستانسے گر پڑے

خوف ہے مجھکو یہہ قاتل وار تیری تیغ کی
قتل کر ہمین نہ میرے آنسو انسے گر پڑے

رہ کی ہمسایہ مین اوسکی مانگتا ہون میں دعا
الحذر او لوا اب یہہ دریا انسے گر پڑے

عشق مین وہ حور وش سمجھے ہے ایسا ہی قصور
گہ فرشتہ خان اوڑ کے تو آسمانسے گر پڑے

ناز کی سے اوسکی مجھکو نہ بچ کر دم ہے پیدا
اب کہین خنجر نہ دست ناتوانسے گر پڑے

جسکے محفل عشق ہو گئی جسپہ ہم بہالی ضعف کی
اوسکی قدمون پر جو صنعت اوٹھکے وہانسے گر پڑے

نہین جو عالم کا تیرے شہر افلاک کو اوپر زمین کے نیچے
تو پھر یہہ خورشید کیون ہے پھرتا فلاک کے اوپر زمین کے نیچے

ادھر ہے ہی ہلال مضطر ادھر ہو ہے ... ادھر ہے ماہی
یہہ تیری ابرو کا ہے اشارہ افلاک کو اوپر زمین کے نیچے

جلا ہے تو نے ہزارون مر ہے جو ٹھوکر لگی تو جی اٹھے
یہہ شمس تبریز اور عیسیٰ فلک کے اوپر زمین کے نیچے

یہہ نالہ ہی بلی مین لگے والی ہے جیسے اچھا چلیگی
ہے ماہ و ماہی کو بھی تمنا فلک کے اوپر زمین کے نیچے

یہہ اور باقی نہین ہے صنعت جو غور کیجے تو فی الحقیقت
ہمارے رونے کا ہے یہہ دریا فلک کے اوپر زمین کے نیچے

گو غم فرقت سے تن پر گل کھلاتا ہے کوئی
تو بھی جامہ مین نہین پھولا سماتا ہے کوئی

ہم سے ملوانیکا تو کیا ذکر ہے محفل مین اب
وہ جو رد یتا تو ہمین آنکھین ملاتا ہے کوئی

اسکو جب تک زر گری کہتے ہین سونے کی لیے
ہم سے جواب پھیر آنکھین لڑاتا ہے کوئی

بھول کر بھی جو کبھی ہمکو نہین کرتا ہے یاد
یاد ایسی کی دلا ہر دم دلاتا ہے کوئی

اشک مژگان پہ چھڑکے تیری خاطر شعلہ
دیکھلو آنکھو مین خسخانہ بناتا ہے کوئی

تو نہ آویگا تو اسمین لخت دل آجاینگی
آگ خسخانہ مین بھی ظالم لگاتا ہے کوئی

یاد کچھ صنعت بھی ہے کچھ نام بھی صنعت ہے
اس لیے ہر شعر مین صنعت ملاتا ہے کوئی

کچھہ نہین موقوف ہی پیغام وخط پر دوستی
ستی ہی آجہونکی مشفق ہر نمط پر دوستی

دلمین اپنی منصفی کر لیجئے تو ختم ہے
دشمنی تو آپ پر مجہہ خود غلط پر دوستی

کام جتنے ہین جہانکی دوستو آسان ہین
سخت مشکل ایک سب سے ہی فقط پر دوستی

نر مینا بر اہل معانی کو نہین منظور سی کام
کرتے ہین نادان اکثر خال وخط پر دوستی

ہوشیاری دیکہہ لے آپکی صنعت سی جو
آپ نے موقوف کی اک میکی خاطر دوستی

اوسکے کوچہ مین چشم تر کوئی
ہے کہڑا اور ہی بے خبر کوئی

کوئی تڑپے ہی کوئی ہے بے جان
کوئی نالان ہے نوحہ گر کوئی

نزع مین کوئی کوئی سسکے ہے
جیسے اپنے گیا گذر کوئی

کوئی سکتے مین ہے کوئی حیران
مرگیا اوسکو دیکہہ کر کوئی

اپنی حالت مین تہے سبہی سرشار
ہوش مین ہوئیگا مگر کوئی

ایلچی کو کہین زوال نہین
یہ مثل جانتا ہے ہر کوئی

پہلے اوسکی زبان کٹتی ہے
وہان اگر جاے نامہ بر کوئی

کوئی زر لے گیا تہا کوئی مال
کوئی الماس اور گہر کوئی

عجز اپنا کوئی دکہاتا ہے
اور وہان اپنی کر و فر کوئی

اوسکے آگے ہر اک صورت سی
اپنے دکہلا رہا تہا ہنر کوئی

کوئی جادوگری کوئی ٹونا
اوسپہ کرتا نہ تہا اثر کوئی

الغرض حشر تہا وہان برپا
قصہ کرتا ہے مختصر کوئی

اپنی صنعت ہر ایک کرتا تہا
پر یہ ممکن کہ ہو خبر کوئی

لخت دل طیر اپنی ہم زچشم گریان اسلئے
طرفہ تر ہے سیر شاید آئی جانان اسلئے

اوس نے دیکھا ہی تجھے بلبل ہزار نالان اسلئے
چاک رہتے ہین گلونکے سبھی گریبان اسلئے

مثل خمخانہ نہی ہے چشم گریان اسلئے
شدت گرمی ہے یان آجای جانان اسلئے

زلف و رخ سے کفر و دین کا سلسلہ جھگڑے
غش ہین اوس پہ رات دن گبر و مسلمان اسلئے

اوس لب شیرین کے آگے پانی پانی ہو گئے
اب اندھیرے مین چھپا ہی آب حیوان اسلئے

جمع خاطر زلف کی سودے سی جو دیکھی نہین
دیکھتا ہون رات کو خواب پریشان اسلئے

ناصح مشفق کو تکلیف رفو ہووی کبھی
نام کو چھوڑا نہ دامان و گریبان اسلئے

عیب کچھ سمجھین نہین زنہار جوہر کو سلئے
ناصحا مین ہون نشان تیغ عریان اسلئے

شاید آجاوی عیادت کو مرا رشک مسیح
درد کا اپنے نہین کرتا ہون درمان اسلئے

ہے ایک آہو چشم کا اسکو تصور رات دن
اس دل وحشی کو بہاتا ہی بیابان اسلئے

جان عالم دلربا دلدار کہتے ہین انہین
یہہ پریرو جان اور دل کی ہین خواہان اسلئے

آئینہ سے ہر گھڑی مشغول رہتا ہی وہ شوخ
عاشق بیتاب ای صنعت ہی حیران اسلئے

خراب کر نہ تو عشق کی گلبدن مٹی
کبھی تو ہوئی گا تیرا بھی گلبدن مٹی

جسے تھی صورت اخلاص تجھسی جیتے جی
رکھہ اوسکی قبر مین تل پر تھہ کفن مٹی

جو خاک پڑنے نہ دیتی تھی اپنے دامن پر
پڑی ہے گور پہ اونکے ہزار من مٹی

ہزار شکر کہ مر مر کے ہم وہان پہونچے
جہان سے لی تھی مری سبز سلفن مٹی

نکیونکہ کرتی ہوئی چھین چھین آہ بیداد
کہا جہانگی تھان جہانگیر تن مٹی

وصیت اپنی ہے جاڑے جو اب نامہ برنی
لکھہ اپنا نام تو لیکے سر کفن مٹی

ملا نہ سونا تری راہ بن سوی گور مین ہم
نصیب بد ہون تو سونا بھی جلبی بن مٹی

عزیز و خاک کو کیونکہ کہین نہ مردم خوار
نہین ہے گور یہہ پھیلا ہی دہن مٹی

گویا کہ تشتقہ ہے وہ سجدہ ریائی سے

جبین شیخ یہ صنعت گئی جو ہن ہی

ایذا کبھی عاشق نے کہ اوٹھائی نہیں ہوتی — زنہار اوسے تاب جدائی نہیں ہوتی
عشاق کا ناصح وہی ہوتا ہے عزیزو — جسکی کہ طبیعت کہیں آئی نہیں ہوتی
ظالم ہے وہ بدخو بھی ہے آزردہ بھی ناحق — اور کون ہے دن ہمسے لڑائی نہیں ہوتی
تدبیر سے نے زر سے نہ منت سے عمل سے — وصل اوسکے کی کچھ عقدہ کشائی نہیں ہوتی

کیا کیجے صنعت مجھی کچھ بن نہیں آتی
رہتا ہے مکدر وہ صفائی نہیں ہوتی

عشق کے امراض سے البتہ الفلاطون کیا چلے — زلف نے جسکو ڈسا ہو اوسپہ افسون کیا چلے
ملکے مسی اور چبا کر پان بھی آئی فتنہ گر — یہہ تو فرماؤ کہیں کرنیکو شبخون کیا چلے
دل کے ٹکڑے ہو گئے اب کسکو کہلاؤن بھلا — ہم موئے تیغ نگہہ کے زخم سے خون کیا چلے
زندگانی میں رہی آنکھ بیچ لگ لگی سبک — بار گردن کے سوا اب لیکے قارون کیا چلے
ایک قدم بھی مہرہ شطرنج کی مانند اب — لے اوڑہا کر عنبر کی بیہ تیرا محزون کیا چلے
توسن افلاک پر بیہ تازیانہ ہی بنا — بے دہوان خمار آہ کی بیہ کہکہ گردون کیا چلے

شعلہ زن ہے آہ سوزان ایسی صنعت اسقدر
جسکے آگے موسم گرما کی بھی لون کیا چلے

سلسلہ یہ طولی و نی تلک جا پہنچایا مجھے — اوس پہ لیکا ہمدموں ایسا ہوا سایہ مجھے
عشق نے حال اپنا اوسی مہ سا اوسنے دکھلایا مجھے — اوسکو بھی حیرت ہوئی اور عشق ادہر آیا مجھے
اوس ہرن کے دھیان میں یہانتک ہوا اونکو ان — جو اجل نے آکے بستر پر نہیں پایا مجھے
ق
واہ واہ اے حضرت عشق آپکے قربان میں — ظلم یہہ سرکار میں اور اب نظر آیا مجھے
جان و دل عاشق ہو گئے اوس بت کا فر ادا — چشم نے دیکھا ہی اوسکو بیچ دکھلایا مجھے
بلا ہے وہ زلف سودائی او لجھتی ہی مدام — الجھتی ہو سر چڑھی اور اوسنے اولجھایا مجھے

۱۲

اب پریشانی سے جہوٹیں کیجیے صنعت کو ہی
یہ دل بیتاب اپنا تو یہیں لایا مجھے

یہ کیسی ہے تری مہندی دلربا اولٹی
وفا کے بدلے میں کرتا ہی تو جفا اولٹی

ہر اک کو سیدہی سناتا ہی وہ بت کج فہم
اگر کسی نے کہی بات اوسکی اک ذرا اولٹی

اثر قبول کا مجھسے ہے اندلوں ہر عکس
پڑی ہے مانگنی ہمدم مجھے دعا اولٹی

خوشی آتی ہیں جب مجھے اوسکی کہانیاں ہمدم
تو سیدہی بات کو کہتا ہوں میں بلا اولٹی

قیامت اوٹھی مرے عدم سے جو نکلے مہر کے
نقاب منہ سے جو اوس شوخ نے ذرا اولٹی

ہزار بات بناؤں وہ تب بگڑتا ہے
کرے کیسی نہ تقدیر کو خدا اولٹی

یہ جو تو نے سنواری نہیں ہے مشاطہ
پڑی ہے تجھے یہ عشاق کی بلا اولٹی

برا کسیکو نہ کہو ورنہ تو سنیگا برا
کنویں سے آتی ہے پھر کر وہی صدا اولٹی

اوٹھا کے انگلی نہ دیکھا اوسے یہ محو ہوا
شب وصال میں صنعت نے کی حیا اولٹی

بتایا مجھسے وہ بت بڑی دیر شرط ہے
یعنی کہ عشق پاک میں تاثیر شرط ہے

یاں کس طرح سے لاتا ہے یاں اوسکو دیکھنے
تجھکو خبر یہ نالۂ شبگیر شرط ہے

آتا ہے وہ تو سایۂ تصویر کے دوست
ہر ظاہر آشتی کو تدبیر شرط ہے

دیوانہ تیرے عشق کا جو ہو وہی ایسی
زلفوں کی اوسکے پاؤں میں زنجیر شرط ہے

صنعت ہزار دلیں بھری ہیں تری ولی
ظاہر ہر اوسکے ملنے کی تدبیر شرط ہے

اب صنعت کس کو اپنے سمیں شیشہ گری ہے
دختر رز اپنے تو کنارو بھی میں شیشہ گری ہے

ایک ہی گردش میں سب اوسکی قلعی کہلگئی
چشم کو اب صورت معلوم میں شیشہ گری ہے

دیکھکر ساقی اوسکے دامن میں نکھوں چھپا ہوں
شمع سان روشن گویا فانوس میں شیشہ گری ہے

ابر کا خواہان شکم چوڑا ہی اور گردن دراز
خاصیت اور شکل ہی طاؤس مین شیشہ کی ہی

کیا دکھاتا ہے پیالی دور سے ساقی مجھے
آرزو ہی دل ہالون مین شیشہ کے ہے

زر کی جانب کو نظر کرتے نہین اہل قنا
اشرفی نہی دیدۂ مایوس مین شیشہ کی ہی

انتظار وصلی مین صنعت کل نہین اک پل آرام
ریگ جیسے ساعت ساعت مین شیشہ کی ہے

اب ہی خیال اسکو مین یاکہ تو ہووے
لیکن یہہ آرزو ہے کچہہ آرزو نہووے

ہے طفل اشک ابتر ڈرتے تو ابر نیسان
ہمچشم ہو کے اسکے لی آبرو نہووے

دو چار دور سے تو ساقی نہ ہم جہکین گے
کیا خاک کیفیت ہے جبتک سبو نہووے

وہ مجہکو یگ یان دے محفل مین اپنی ہے جام
کیونکر دل رقیبان کہل کہ لہو نہووے

صنعت مین گرچہ صانع موجود ہے ولیکن
ملتا نہین ہے جبتک کچہہ جستجو نہووے

مرے اشکون سے حال مردمان غلطان تر ہے
کوئی چشمہ ہے یا طوفان ہے یا یہہ دیدۂ تر ہے

جئے ہی عاشق مردہ نگاہ یار سے یارو
کرامت ہے فسون اعجاز ہے دم ہے کہ منتر ہے

شرہ کو اوس سہیرو کے یہہ فرماؤ تو کیا کہیے
سنان ہے تیر ہے برچھی ہے خنجر ہے کہ نشتر ہے

کہے کون اوس جا کہ سکیسون کا حال یان ابتر ہے
نہ قاصد نے صبا ہی اور نہ ہدہد نے کبوتر ہے

ترے کفش ستارہ دار کے دیدار کے شائق
مہ و خورشید زہرہ مشتری ہیکل اختر ہے

مرے یان عقل حیران ہے تو دون تشبیہ کس سے دون
پری غلمان فرشتہ حور انسان سب برابر ہے

لکہا قسمت کا قاصد سے خفا ہو کر وہ یہہ لو
یہہ نامہ ہے کہ ہے طومار کوئی یا کہ دفتر ہے

ترا بیمار غم لوٹے ہے اب خار مغیلان پر
نہ کوئی پاس ہمدم ہے نہ تکیہ ہے نہ بستر ہے

غزل اک اور بھی صنعت کی قید وال کہو جس مین
اگر کہتے تو اولی ہے مناسب بلکہ بہتر ہے

نے حسن نے شباب نے رسوا کیا مجھے
لوگون کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

میری طرف کو کر کے اشارہ کہی تھا وہ
اس خانمان خراب نے رسوا کیا مجھے

یوسف کی چاہ مین جو زلیخا تھی باولی
کہتی تھی میری خواب نے رسوا کیا مجھے

کہتا تھا زار زار سے ایک کہ سچ یہ ہے
میری ہی اجتناب نے رسوا کیا مجھے

مین نے تو عشق اوسکا چھپایا تھا آجتک
اب دیدۂ پر آب نے رسوا کیا مجھے

تھا مین مدام زلف کا قیدی چھپا ہوا
ہر دم کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

صنعت سے اوس نے چین جبین ہو کے یہ کہا
مخلوق مین جناب نے رسوا کیا مجھے

ملے ہی خاک منہ پر عاشق اب حیران
کہ وہ آئینہ پر دم مارتے ہوتا مکدر ہے

وہ ہر دم آئینہ کو ہاتھ مین رکھتا ہے حیران ہو
سکندر کا ہی یار کیا لیتا سکندر ہے

کسی کے غم مین وہ گلگون جو رویا تو یہ عالم تھا
کہ چھٹی جسطرح سے تختۂ نرگس چمن مین ہے

مری آنکھون سے خشکی کہ سے یہ چشمہ طوفان
کہ ادنی ٹور جسکا نام ہم اور نالہ سمندر ہے

کبھی سینہ پر داغ سے بھی سیر فرماو
کہ ہین چمن مین گل تو پڑی گلزار اندر ہے

نہین قیدی کیا ہے سرو آزاد و قمری کو
لگا دو خاک تن پر ڈال سیلی وہ قلندر ہے

نہین مین حور و غلمان کا طالب اے خدا
مجھے فردوس اور جنت سے بہتر یار کا در ہے

نہ ہو سجا شیخ کعبہ رکھیا سو بتا کی بنا مین
کبھی رشتا وسکی ہو لنگر کیسی شکل بندر ہے

ملیا با یا کہتے ہین جسکو یہ وہ ہی در ہے
بیڑا رہ ادسیہ ای صنعت کہ تو بلاع حیدر ہے

ہے میری اب تو یہ حالت تیری دیوانگی
کہ خبر اوسکو ہے اپنی کی نہ بیگانے کی

تجکو کیا فکر ہے ناصح مری سمجھانے کی
واسطے اپنے مین کرتا ہون بدی پانے کی

سیر دیکھے کوئی اسدم مری گھر آنے کی
جبکہ ہمسایہ مین ہو اونکی خبر آنے کی

ہوکے بیہوش فراموش کیا اپنے تئین
کیفیت یاد جو آئی مجھے میخانے کی

گو کہ بد عشق کو کہتے ہین بظاہر ناصح
پر حقیقت مین اوسے مین تو ہون سمجھا نیکی

دیکھہ روتا مجھے کل ہنسکے وہ بولی کہ اجی
عشق مین ایسی نہ ٹھہری ابھی گھبرانے کی

پھر حق دے کوئی اب نہتا تبلا صنعت
اوسکی جھنجھلانیکی بھی اور مری غم کھانیکی

لب او مسی دہان و دندان ترا یہ گمان جو ہے
وہ ہی یاقوت یہہ نیلم صدف ہے وہ یہ گوہر ہے

وہ زلفین اور عرق اور جبہ داور شیرین سخن اوسکے
وہ ناگن زہر ہے یہہ اور وہ بازیگر یہہ مجمر ہے

رخ پر نور پر اوسکے غبار خط کا ہے عالم
وہ مہ ابر تنک اور وہ آئینہ یہہ جوہر ہے

مسی لب پر وہ دندان او عارض کا تل مشکین
بنفشہ ہے وہ نسرین ہے وہ گل وہ سنبل تر ہے

تن عاشق جلا سینہ او اوسمین گرم ہے نالہ
وہ بھٹی ہے یہہ خاکستر ولی اوسمین ہم اخگر ہے

ادا ناز و کرشمہ غمزہ مین یہہ حسن کے نوکر
سپاہی ہے وہ عہدہ دار یہہ نائب وہ افسر ہے

مسلسل اشک او نالہ اور آہ گرم عاشق کے
وہ باران اور ہے یہہ رعد وہ بجلی سے کڑکر ہے

مخاطب رخ وہ ابرو خال و بینی اوسکی اے صنعت
وہ خطیب ہے یہہ ہے محراب و حافظ یہہ ممبر ہے

کوچۂ یار مین ہمسے عبث اغیار اولجھے
راہ مسدود کو بھی ہوتی ہے کو خار اولجھے

جنگجو اوسکے اگر شانہ صفائی نکرے
زلف سودا بھی تری باد سے سو بار اولجھے

تو بلا ہوے سر بار کے عاشق یکسر
زلف کے پیچ مین بالی جو تری یار اولجھے

آہ کے تار مین اولجھا ہے دل زار و نحیف
اسطرح جاتے مین مگر ٹھی بھی نہ زنہار اولجھے

اے جنون دہجیان ایسی تو صفائی سے اوڑا
کہ گریبان مین تہ زنہار نہین تار اولجھے

محتسب تندو کے ہاتہون کہین میخانہ مین
نہ گلی مین یہہ کہین آپکی دستار اولجھے

حیرت اسمین ہے یہہ خوب سمجھ تو صنعت

اگر کسی زلف مین ہرگز نہ دل زار اولجھی

حلقۂ موج مین جیسے ہو گذار ماہی
تیری خاطر مہ نو صورت خار ماہی
یہ نزاکت ہے کہ مچھلی کو زمین پر جھکا
مردمون چشم مین اپنے یہ نہین لخت جگر
زیست پانی ہے ہوئی پر بھی طلب پانی کی
ماہی و ماہ مین تو ارض و سما کا ہے فرق
پر مری آنکھون مین یون عکس ہے اوسکا و ماہ

یون نمودار ہے بالی مین بہار ماہی
برج مین حوت کے ہے بہر شکار ماہی
نہ اوٹھا بالی مین اوس ماہ کے بار ماہی
عین یونس ہے دوبارہ بکنار ماہی
کسطرح پانی کو پھر کیجئے نہ یار ماہی
ماہ ممکن ہے کہ ہو قرب و جوار ماہی
جلوہ گر ماہ ہو جیسے بکنار ماہی

بولے صنعت یہ عداوت ہے کہ وحشت ہی تری
چبھ گیا کہا نہین اوس گل کی جو خار ماہی

دئی بلبل کو ہے جیسے خدایا بال و پر تونے
بہا آنسو کیا اوسکو خفا یہ کیا کیا طوفان
طلسم تازہ ہے اس لخت دل و اشک کی لت
دکھائی مردمون کو صورت منصور آنکھون سے

اسیر دام الفت بھی کیا ویسا ہی پر تونے
ڈبویا آشنائی کا سفینہ بال و پر تونے
نکالی چشم اک ہی کان سے لعل گہر تونے
مژہ کی خار پہ چبھکر مری لخت جگر تونے

مجھے کہتا ہے دم دیکے وہ خونخوار صنعت یون
کہ مارا جائیگا دم عشق مین مارا اگر تونے

نکر اوس نازنین سے تو دلا تقریر بجلی کی
مسی ملکر جو تونے مہمل کہلا کہ ہنس دیا پیارے
خرامان دھوپ مین وہ گلبدن کیونکر ہو جو تو
ہنس چوٹی مین موباف زری پہ اوس ستمگر نے
ہنسی کو ملکہ اکثر سخن دان برق کہتے ہین

مبادا اوسکو ہو آسیب تاثیر بجلی کی
گھٹا دی ابر دل ابرا و تو تیز بجلی کی
کہ نور ماہ بھی جس پہ کرے تاثیر بجلی کی
کیا ہے سحر جو چہین تسخیر بجلی کی
ذری دیکھو تو کیا چمکی ہے یہ تقدیر بجلی کی

گری ہنسکر جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا — تو خود کٹ جاے ہو بے آبرو شمشیر بجلی کی
ترے اس سونے جوڑے مین زنجیر طلا کا فن — چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی
وہ بروٹھا وصل کی شب اب کسی صورت نہین ملتا — مگر سوجھی ہے مجکو اک نئی تدبیر بجلی کی
اگر چمکے تو شاید خوف کہا مجھسے لپٹ جاوے — خدا کیواسطے آتین کیون تاخیر بجلی کی
مری تصویر کے لب پر مصور واسطے رکھے — بجا ہے آہ سوزان کھینچنا تحریر بجلی کی
بھبوکا تن وہ پوشاک زری اور کنارین بجلی — سراپا ہے پری نام خدا تصویر بجلی کی

اسی سے روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہے
دل بیتاب صنعت ہے مگر جاگیر بجلی کی

انتظار مین نہ کیون شب ہی اوس بت کی سحر ہوجاے — جب کبھی روزہ رکھین اور بھی وہ دن بڑہ ہوجاے
اسی باعث نہ زمانہ مرا ہو جاے رقیب — یارب اوس بت کا نہ اخلاق محاسن بڑہ ہوجاے
ایسے بدخو کو پریزاد نہ کہیے مرے ہم — اور اوس مین نہ کہین خاصیت جن بڑہ ہوجاے
یون زمانہ مین ہر اک چیز ہی گھٹتی بڑہتی — پر شب وصل ہماری نہین ممکن بڑہ ہوجاے
میری اور اوسکے جو رنجش ہو تو پھر کیونکر — لاکھ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن بڑہ ہوجاے
سایہ نخل سے سبزہ نہین ہوتا سرسبز — دکھ ہے تکلیف جو ہمسایہ کا ساکن بڑہ ہوجاے

لوگ مانگین گے امان شور قیامت ہوگا
صنعت اوس فتنہ دوران کا ذرا سن بڑہ ہوجاے

وصل کی شب مین بھی ہم یاد کر کر رو دیا کیے — مین جدائی سے وہ میری حال پر رو دیا کیے
اوس لب و دندان کی غم مین طرفہ ہے یہ ماجرا — اشک و لخت دل سے ہم لعل و گہر رو دیا کیے
خوش تھے وہ غیرون سے ہم غمگین ہوے یہ دیکھکر — وہ ادہر ہنستے رہے اور ہم ادہر رو دیا کیے
اوسنے زانو غیر کا اپنے رکھا جب زیر سر — اپنے زانو پر ہم اپنا رکھکے سر رو دیا کیے
اوسنے آنسو غیر کے پونچھے جب اپنے ہاتھ سے — ہمنشین یہ ماجرا ہم دیکھکر رو دیا کیے

سرخرو اور آبرو ہو کیونکہ مجھ شمع نمین اب
اشک کی ہمراہ ہم خون جگر رویا کیے

اپنے رونیکا یہہ عالم تھا تمہاری ہجر مین
اپنی بیگانے سب اپنی حال پر رویا کیے

ہوگیا مشکل مری مژگان سے ترکانا ملا
حائل اک دریا ہوا ہم اسقدر رویا کیے

سرخ رو بے آبروئی مین بھی ہم صنعت رہی
خشک جب آنسو ہوئے لخت جگر رویا کیے

تہ نشان کا اثرہ شکل سمن آتش مین ہے
یا کہ جوشن پہنکر وہ سیمتن آہن مین ہے

ابر مین شمشیر قاتل کے یہہ ایسے آبدار
گویا ملغیانی سے دریا موج زن آہن مین ہے

دیکھہ مقناطیس کو دوڑی ہی کیا بے اختیار
ہے یہی عاشقکو لازم جو جلن آتش مین ہے

آبپاشی سے کہلا کرتے ہین گلہائے چمن
اور گلریزی یہہ وقت سوختن آتش مین ہے

سیم و زر سے بھی زیادہ قدر اسکی چاہیے
یعنی سب اجزائے کار اہل فن آہن مین ہے

شمع کا گل جو سہر گلگیر کے کہاتا تہا ہائے
وہان تو مین جلتا رہا اب یان وطن آتش مین ہے

ہین تر ہی مجنون کے شاگرد مجنون نے بہت
گو نہین زنجیر کیا دیوانہ پن آہن مین ہے

نیل کی تصویر کا اپنے منگا کر وہ کتار
یون لگے کہنے کہ دیکھو بجلی بن آتش مین ہے

شمع پروانہ کے ستنے مت ہی اسکا الٹ
شام سے تا صبح جلنے کی سخن آتش مین ہے

سنکے اوس مطرب بچہ کی منہ سے آہنگ چنگ کو
سب یہہ کہتے تھے اور اتا کیا لگن آتش مین ہے

لحن داؤدی سے دم مین موم کر دیتا ہے وہ
نہ ہو شبیہ صوت اوسکا سخن آتش مین ہے

خود سر پا بندہ کر چادر آئینہ نکلا ہے وہ
آج اوس خونخوار کے اور ہی پھبن آتش مین ہے

اور سواری کا جو اوسکے اسپ مانند برق
ہے دہن مین اوسکے آہن اور دہن آتش مین ہے

کات ابھری اونکو جو آئینہ مین آئی نظر
بولے حیرت سے کہ کیا یہہ نازنین آتش مین ہے

آہنی بن بیٹھی ایک زنجیر کی کڑیان ادہر
ہے سراپا قید جلد کرکے آہن مین ہے

اپنی آہ آتشین سے شکل گلہ پر اتار
یا ہو اسد دل کو بھی ہے وہ جوکہ فن آتش مین ہے

ہے چمن بند لگا ابر اوس تیغ گلرو مین نیا
کیا یہ کی جدائی صنعت چمن اپنی مین ہے

صنم کا کھیل ہم حسن غیرت تمام سے کھیلے
نہ آیا وہ تو پھر اوس شوخ کی ہمنام سے کھیلے

ششدر و پنج آپ بھی ہے ہار کر دل ہو گئے ششدر
کہ تختہ نرد کیون اوس شوخ سیم اندام سے کھیلے

خیال چشم جانا نین نہ چین آیا ہمین اک پل
غزالون سے گل نرگس سے اور بادام سے کھیلے

مرا دل چھل لیا چھلہ چھول کھیلکے اوس نے
دیا پر لطف کیا کیا تا سحر جو شام سے کھیلے

حقیقت مین برا ہے کھیلنا شطرنج و چوسر کا
مگر ہان جی لگانیکو کسی گلفام سے کھیلے

ہزارون گو رہا رہو اور گیا وہ گو مین آخر
شکار اب کیا کوئی بہتر بھلا بہرام سے کھیلے

جو ہو منظور تجھکو ساحل مقصود کو پہونچون
تو پہلے کشتی دریا قلزم آلام سے کھیلے

جو ٹرباؤن شیر ستی مین سر بالا کی منزل و سبق
جو مجھسے گیند وہ کافر اوتر کر بام سے کھیلے

پھنسین آنکھین جو ہستانو تنگی زلفون مین تو بولے
شکار ماہیان کھیلے کوئی تو دام سے کھیلے

لڑکپن مین تم اپنی کھیلتے تھے کھیل گوٹ ریونکا
ہم اپنی جان پر ابجان اوس خودکام سے کھیلے

کہی جو حسنہ صنعت ہمنے تکی بہر قرأ حسرت
کوئی کیا خاک کھیل اب سست تو دو گام سے کھیلے

یہ نصیب اللہ اکبر سایۂ گل کے تلے
ذبح کر گلچین کیا اب عندلیبی بلبل کے تلے

ماجرائے چشم گریان سیر ابر کیا کہون
روز و شب جاری ہے جوشش خون کسی بسمل کے تلے

طائر دل پنجۂ مژگان سے چھوٹے کس طرح
باز کو اب آگیا یہ صید چنگل کے تلے

یون چھپا اوسکے زنخدان پر ہے مسی کو لگا
ہیرا ہے جون ارغوانی شیشۂ مل کے تلے

غم تر دنیا کا اوٹھاوے سبب وہ بالا رہے
بیٹھ جا وے جو کوئی محمل تو محمل کے تلے

اوسکے زیر بام مین چلا رہا ہون اسلیے
شاید آجاوے وہ بیمار باعث اس کی کے تلے

ہجر مین بھی اسکو اوٹھایا ورنہ ظالم یقین
کوئی بھی دب جاتے ہے بار تغافل کے تلے

عارض جانان پہ زلفونکا بکہرنا کیا کہون
گل نمایان جسطرح ہوتی ہین سنبل کے تلے

سرفرازی کیون نہو اوسکو بہلا کونین مین
ہے سر صنعت پہ پاے شاہ دلدل کے تلے

ایک مدت سے مین آغوش بآ کہولے ہوئے
پیرہن تم آئے کبہی بند قبا کہولے ہوے

یار کے دل کی گرہ ہے در عشرت کا قفل
عیش کیا خاک ہو بلی اوسکی دلا کہولے ہوے

ہوگی رسوائی نہ ملنے مین بہت اب سر ہے
کان ہم جاتے ہین ای کان حیا کہولے ہوے

اک اندہیر اسا مرے آگیا آنکہونکے تلے
گہر سے وہ نکلے کبہی زلف دوتا کہولے ہوے

دیکہکر آپکے بیمار کو سب حیرت سے
رہگئے اپنی کتابین حکما کہولے ہوے

اپنے وعدہ پہ بہی وہ شوخ نہ آیا تا صبح
اپنا دروازہ مین بیٹہا ہی رہا کہولے ہوے

انتظار آپکے آنیکا دم نزع سہہ تہا
چشم مین گور مین بہی یار گیا کہولے ہوے

فرق مجنون کو مرے قیدی و آزاد کا ہے
مین تو پابند ہون اور سرو ہے پا کہولے ہوے

موسم گل کے تصور مین قفس مین بلبل
بند آنکہین کیے منقار ہے کیا کہولے ہوے

گرم بازار ہے اب موت کا ایسا ہردم
منتظر بیٹہے ہین در دکان قضا کہولے ہوے

صنعت اب کیجیے میدان سخن مین جولان
توسن فکر کو عرصہ سے ہوا کہولے ہوے

مثلث صنعت بر غزل ناسخ

وہان ہو مذکور کیا حسین کا
کہ اوس سے جلوہ ہے کفر و دین کا
یہ نور ہے روی مہ جبین کا
کہ ہو خجل چاند چودہوین کا

جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ اک نافہ ہے مشک چین کا

ہوئی ہے جب سے کہ نسل آدم
تو ایسے انسان ہوئی ہین بہم

یہہ اوسکے ہے ساعدون کا عالم کہ جسنے دیکھی ہو اوہ بیدم

نیام ہے تیغ قضائے مبرم
لقب ہے قاتل کی آستین کا

وہ شعلہ رو ہے جو اپنا دل ہیر حرارت عشق ہے یہہ دل پر
اگر ہو پہایا پر سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر

سنا جو ہوا آفتاب محشر
کہو زند ہے داغ آتشین کا

وہ چشم و دل دونون کہتے ہین ہم کہ جنکے صدقے سے ابتو ہردم
یہہ جوشش ہے بیان ہے اشک کا نم کہ ساتون دریا ہین قطرہ سے کم

جسے کہ کہتے ہین سب جہنم
شرار ہے اک آہ آتشین کا

عجیب اعضا ہین اوسکے بالکل کہ جنکا ہے اک زمانہ مین غل
وہ چشم فتان ہے غیرت گل وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل

عذار مین ہے شباہت گل
بہ تعین عالم ہے یاسمین کا

ہو نہ پوچھہ احوال دل لگے کا یہہ قول صنعان سے ہے دلی کا
بُرا ہو بد بخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد یون کسی کا

بنا ہے عشق بتان مین ٹیکا + نشان سجدہ مری جبین کا

نرالے صنعت ہے یہہ جہان سے ہوئی ہے ابتک نہ الفت جان سے
طمع ہے انصاف دوستان سے کہ اتنا فرمائین سب زبان سے

کیا ہی ناسخ نے آسمان سے + بلند تر رتبہ اس زمین کا

مخمسات

یہ کیونکر کہین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا
بجا وہ نہین جو تماشا نہ دیکھا
حقیقت مین یہ ایک ذرہ نہ دیکھا
تجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے بینا کو دیکھا نہ دیکھا

جو دیسے ہم اپنے جبہی کر لیے رم
تو آیا نظر ہمکو تب اوسکا عالم
کہلا ہمپہ یارو یہ عقدہ اوسیدم
حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کچھ نہ پردہ نہ دیکھا

پلا اوسکو خون جگر مین نے پالا
ہوا میرے حق مین وہ دشمن فعل کا
صبا کے بہی چلنے سے تصویر آسا
مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتا
کہ جسکو کسی نے کبہی وا نہ دیکھا

یہ انداز دیکھا نہین ہر کسی مین
کرے جو کوئی دشمنی دوستی مین
خدا کا بہی خطرہ نہین تیری جبین
یگانہ ہے تو آج بیگانگی مین
کوئی دوسرا اوسکے جیسا نہ دیکھا

ترے عشق نے گل کہلائے یہ جانان
کہ آئے مجہے دیکھنے جن و انسان
رہا تا دم مرگ دل مین یہ ارمان
کیا مجھکو داغون نے سر چراغان
کبہی تو نے آکر تماشا نہ دیکھا

کہا اون سے صنعت نے یہ بیٹھتے ہی
کرے کام انسان لیاقت سے پڑھکر
بڑی بات اچھی نہین چھوٹے منھ سے
شب و روز ای درد در پے ہی اوسکے

کسی نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

خورم ہر ایک شکل جو ہین سوگوار تہا — حیران یہہ دیکھنے سے صغار و کبار تہا
مشکور اس اثر کا دل بیقرار تہا — از بسکہ شب تصور روے نگار تہا
آئینہ چشم زار کا تمثال دار تہا

اپنے ہی سرنوشت کی تاثیر ہی فقط — جو پہر دن وہ اوڑ گیا سیماب کی نمط
کچھہ مین یہہ افتخار سے کہتا نہین غلط — کیسہ مین نامہ بر کے نہ ٹھہرا وہ میرا خط
تحریر جسمین حال دل بیقرار تہا

ہوش و حواس کہو دیے سیماے شوق نے — سودائی کر دیا مجھے اثبات شوق نے
سر پیر اوٹہا دے عشق کے آفات شوق نے — بے عقل کر دیا ہمین ذرات شوق نے
انکار پر بہی مجکو تیرا انتظار تہا

ایسی تڑپ نہی اپنے دل بیقرار مین — بجلی بہی جسسے چہپتی تہی ابر بہار مین
اب فرق آگیا ہے کچھہ اک اضطرار مین — سیماب زیر آئینہ ہے وصل یار مین
ورنہ یہہ دل ہمارا بہت بیقرار تہا

صنعت سے اوس نے یہہ کہا لوگونکو دہیان — دلبر سے کہہ خلاف یہہ عنوان میری جان
آپ اسکا کچھہ تو ہمسے سبب کیجئے بیان — دل کیون لیا تہا تمنے تمنا کا ای میان
ملنا جو اوسکا ایسا تمہین ناگوار تہا

تیری وہ ذات ہے دونون جہان مین ثانی — کہ جسکو دیکھہ کے حیران ہے چشم احول کی
نظیر نہ اوسکو پڑا دوسرا بدقت ہی — خدا کے نور مجسم محمد عربی
بصورت تو نگار نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ دوست از قلم کشید خدا

تیری سی شکل بنا دی تو اوس سے ہے ممکن — کرے یلین اوسنے بہی پیدا فرق گن گن

فرشتہ حور و پری اور قصور آدم و جن — کہ ورنہ شکل سے پیدائش اوسنے کی لیکن

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تری وہ ذات مبارک ہے اے پیمبر پاک — کہ جسکی شان مین قاصر ہے فہم اور ادراک
خدا نے آپ کہا تجکو صاحب لولاک — اسی دلیل سے کہتے ہین ہم بہی [illegible]

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نہین ہے جھوٹ کچھ اس بات مین یہ ہے مشہور — بدیہی ہے وہ بات کہ جسمین ہو نہ قصور
اسی سبب سے ہوا ہے ترا بدیہ ظہور — نہین بشر ہے مجسم ہے تو سراسر نور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

اگرچہ حسن ہے مشہور ماہ کنعان کا — ولیکن ہے تری صورت سے اوسکو نسبت کیا
وہ ماہ مصر کا تھا اور تو ہے بدر دوجا — ترا وہ نور ہے سبحان ربی الاعلی

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

لکھی تھی اوسنے تو اول ہی یہ تری صورت — لگائی مشق مین یہ اوسنے اسقدر مدت
ہوئی جو صاف یہہ صورت تو اپنی صنعت — دکھائی خلق کو اور خلق نے کہا حضرت

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ٹک بھی نہ جھپکی پلک دیدۂ تر دیکھنا — اوسکا میسر ہو کب بار دگر دیکھنا
دوستو اسمین ضرر ہو سو ہو پر دیکھنا — جان پہ کھیلا ہون مین میرا جگر دیکھنا

جی میں ہے یار نے مجکو اودہر دیکھنا

لاکھون ہی گہر گہاے ہین تمنے نہ کچھ ایک دو — سامنے میرے ذری چپکے ہی بیٹھے رہو
بندہ کی اپنے زبان کا ہیکو گلہ اوسکو — ذکر وفا کیجیے اوسے جو واقف نہ ہو
کہتے ہو کس سے یہ تم ٹک تو ادہر دیکھنا

عمر بہر آیا نہین یار کبہی مجھ تلک — اور کبہی دیکھا نہین اوسنے اوٹھا کے پلک
دور سے ہین گاہ گاہ دیکھی تہا اوسکی جہلک — اتنی بہی صحبت نہ تو دیکھ سکا ہی فلک
اور تو کچھ بیان نہ تہا یک نظر دیکھنا

ہر جگہہ موجود ہے یار مرا دو بدو — پہرتا ہی مثل قمر دوستو وہ کو بکو
خوب ہے قسمت سے اب بہی نکیو نکہو — گر چہ وہ خورشید رو نت ہی میرے روبرو
تو بہی میسر نہین ہے کہ نظر دیکھنا

نالہ جو تونے کیا ہجر مین مثل جرس — ہو گیا بدنام وہ کیونکہ ملے تجہسے بس
اب نہین آنیکا وہ روبرو بارہ برس — نالہ کا اپنے اثر دیکھ لیا درد بس
جسمین نہ بس ہے [illegible] سکا اودہر دیکھنا

تیرے مفتون کا یہ دل سب سے نرالا نکلا — جسمین ہے جا کی سویدا کی اوجالا نکلا
یہی جیرجا تہا جدہر وہ قد بالا نکلا — داغ پر دل جو ترا چاہنے والا نکلا
تا جیر اغان دوالی کا دوالا نکلا

گرد پیش اوسکے جو رہتا ہے ہجوم عالم کا — شہرت حسن سے جب لین زبس تنگ ہوا
شب وہ مہ اوسنے مثل بنی لئے کہتا تہا — تا یہ روشن ہو کہ یہ روشنی طبع ملا
قید مہ سکے لیے اسواسطے بالا نکلا

اتفاقاً جو وہ گل سیر کو گہر سے نکلے — دیکھکر اوسکی سجاوٹ کو سبہی چہوٹی بڑے
مار کر ہاتہ کو زانو پہ یہی کہتے تہے — کان کے پاس کوئی دیکھو ہین کافر کے

زلف لہرائی ہے یا ناگنی سی کالا نکلا

بعد مرنیکے بھی مسدود نہین عشق کی راہ
بلکہ اس دعوی پہ ہے اپنی یہی برہان گواہ
اسکی تاثیر کو ہمدم تو ذری کر تو نگاہ
دل پر داغ کا اپنے تھا جہان مدفن گاہ

وہان لگائی جو قلم گل کی تو لالا نکلا

باغ مین سیر کو جب وہ سہی قامت آیا
یہی بولا کہ ہوا اب کیون نہ قیامت برپا
دیکھکر اوس قد موزون کو ہر اک چھوٹا بڑا
قد لنگر کہین ہے تو اوس فتنہ کا تھا بوٹا سا

پر جو دیکھین قیامت قد بالا نکلا

ضبط ہم کرتے ہین اید دوست پر اک یک نفس
یار رو دین آنکھون سے دکھلاؤن اگر ہو جو ہوس
نہ چلی ورنہ یہہ دنیا کا اثاثہ جون خس
شور انگیز ہے وہ دریا یہ سرشک اشکبر

یہہ سمندر ہے اوسی بحر کا نالا نکلا

یہہ تو فرمائے دنیا سے ہوا حاصل کیا
نزع کے وقت یہی رو رو کے اک اک کو بلا
ہے گدا کوئی کہ بالفرض کوئی شاہ ہوا
ہاتھہ کیا خانۂ ایام کی ضبطی سے لگا

روز و شب کا ملا اک لہنہ دو شالا نکلا

شاہ سے دیکھو تو کہتا ہے گدائی منعم
یہہ یقین ہو وے تو عالی یہہ سند ہے محکم
حسن کی بھیک سے ہوتی نہین کچھ بھی کم
سر بلندی نہین دریوزہ گری سے جو ہم

مہر کیون صبح لیے ہاتھہ مین پیالا نکلا

دل مین تھی اپنے جو اوس آتش رخ کی اشتیاق
بلکہ ہین آپکے اس بندہ پہ یانتک اشفاق
وہ تو تم سے ملا تمنے بھی کیا ان اخلاق
صورت رشتہ سلک گہرای سوز فراق

تن زار اپنے پہ کس جا نہین چھالا نکلا

گنج دی اوسنے جواہر کو بہن کر زینت
پھر مری آنکھون نے بھی دیکھو تو کیا کی صنعت
بلکہ حیران ہے اوسے دیکھکے ساری خلقت
اشک حیرت سے ہوئی ہار اپنے گلی کی جرأت

گھر سے وہ موتیونکی پہنے جو مالا نکلا

کیا او سکے ہین بیان کردن آفتاب کا ۔۔۔ نہ سک درست اور وہ عالم شباب کا
پابند ہو رہا ہے و لیکن حجاب کا ۔۔۔ گر بند رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

پھر خدا نہ پاس ہے میری تو اب سرگ ۔۔۔ ڈر ہے کہ اشک ہجر مین جاری ہوئے بیک
پہونچے نہ میری چشم کا چشمہ بھی فلک ۔۔۔ اک پل مین غرق آب ہو ماہی سے ماہ تک
طوفان اگر اوٹھے مری چشم پرآب کا

آدم کو خاکسار مین ہو روشنی دو چند ۔۔۔ ہے زیست چون چراغ سحر تیغ خود پسند
کر عجز و انکسار اگر ہے تو ہوشمند ۔۔۔ بجھ جا یہین کر سر نخوت نہ تو بلند
ہی مستعار زیست کا عالم حباب کا

کاندہی پہ شال ہاتھ مین بجہ رومال تھا ۔۔۔ مندیل سر پہ گول تھی پکڑی ہوئی عصا
پاؤن تلک تھا پہنے ہوئے جبہ ریا ۔۔۔ کل شیخ بنکے مجتہد عصر سا آگیا
دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا

دیکھا مجھے تو کہتے کنایہ لگے بطنز ۔۔۔ پھر آپکو بھی عاصی وہ کہنے لگے بطنز
سمجھا ہین یعنی کہتے ہین عاصی مجھے بطنز ۔۔۔ کہنے لگے زراہ تبختر وسلے یہ طنز
معلوم ہوگا حشر کو بینا شراب کا

سنکر یہ بات شیخ کی میخوار جو کہ تھے ۔۔۔ تا دم سے ہو کے دل مین وہ حیران ہو گئے
کچھ بن نہ آئی بات تو خاموش سب ہوئے ۔۔۔ مین نے کہا کہ ہم تو یہان مین یہہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہے ابھی عالم شباب کا

ہر آن کام ہوتا ہے اس عمر مین زبون ۔۔۔ اسواسطہ کہ اندنون شیطان کے بس مین ہون
افعال بد سے اپنے ہون ہر چند سرنگون ۔۔۔ گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

لیکن نکیجے مجھے مورد عتاب کا

تو ہی برس مین فہم تمہارا ہوا درست
پر اب بہی جانین آپکو ہم پارسا درست
کہنا زبان سی آپکا ہی سب بجا درست
تقوی ہی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

اور تب یقین آپکو ہو اجتناب کا

بارش ہو اور ابر بہی چہایا ہو جا بسر
کرتا ہو اختلاط کی وہ نسبی گفتگو
یہولا تمام باغ ہو جاری ہو آب جو
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو بار ہو

اور کوئی دان محل ہو باعث حجاب کا

اوسوقت اوسکے جام صراحی سی بہرا
مستانہ اختلاط کرے تم سے پہر بہلا
پینے سے اوسکی آنکھوں مین آیا جب نشا
گردن مین ہاتہ ڈالکے وہ شوخ بیحیا

یہ ریش جسپہ جلوہ ہی رنگ خضاب کا

کہا کے گلوری وہ اور کہلا کے اپنا منہ
مستانہ شوخ سنگ بنا کرکے اپنا منہ
چتون بدل کے ناز دکہا کرکے اپنا منہ
کہینچ اوسکو اور منہ سی ملاکرکے اپنا منہ

دے ذائقہ زبان سے دہن کے لعاب کا

اور یہ کہی کہ مین ترا تابع ہون جیتے جی
اب جہوٹنے کا تو نہین بن جام مے پیے
بخشش یہ اوسکے ہمنے ہین لاکہون گناہ کئے
منت سی یون کہے کہ ہمارا ہو پیجیے

گر پی نجائے جلد یہ پیالہ شراب کا

ممکن نہین کہ آپکو عقبی کا دہیان ہو
بس یہ کہی بن آئی کہ حاضر ہین جو کہو
اوسوقت خاطر اوسکی سی جو کچھ کہی کرو
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپکو

گر خوف آپکو نہیں روز حساب کا

اسباب عیش جسکو میسر ہو یہ تمام
تاثیر ہمیشہ کرتا ہے اوس شخص کا کلام
ایسی جگہہ مین باز رہے جو کہ نیک نام
اور امتحان بدون تو یہ آپکا غلام

قائل نہیں ہی قبلہ کسی شیخ و شاب کا

صنعت غم حسین سے ہے سینہ چاک چاک
مدفن اسے نصیب ہو مینا میں خاک پاک

عقبی کی بہی عذاب سے کچھ ہو نہ اسکو باک
یارب غم فراق میں آخر ہو جبکہ ہاک

سایہ اسے ملے قدم بوتراب کا

رکا وہ سستی ہی تہہ دم مری اور اپنے یار کا
یہی باعث ہوا ہی ہمدرد میری ناشکیبائی کا

اوسے بہی کون خدا کہلائیے فرقت کی جو مار کا
کیا گہر اوسکے چرچا جس نے میری آہ و زاری کا

الہی صبر اوسکی جان کو دے رسن عزار کا

خدا نے وصل کی شب مجھکو اک مشکل دکھلائی
ہزاروں فکر سی کی مین لے تب غیروں سے تنہائی

تو پھر اوس شوخ کی مین کیا کہوں ان نے ادا مجھ پہ لائی
شب اوس نے توڑ کر موتی کی سمرن مجھ سے گنوائی

دکھایا وصل مین عالم ثریا اختر شمار کا

گیا جو ساتھ میری پاس اوسکی آشنا یانہ
یکایک ہو گیا بس دیکھتی ہی صاف دیوانہ

لگا اوس شمع رو کی گرد پھرنے مثل پروانہ
نظر وہ آشنا مدتمین آیا صاف بیگانہ

برا کہتی تھی یارو ہم بہر و سا جسکی یار کا

کیا اب ساتھ فلکی ن داغ جلکو کیوں نہ ہی سینا
فلک رکھتا ہی میری ساتھ کس کس طرح کینا

تو ہی منصف ہوا ہی ہمدرد میرا خاک ہی جینا
ہمین تب کنج غم مین جسکی خاطر خون دل پینا

اوسی نے بزم طرب مین شغلہ ہی بادہ خوار کا

اثر دو لون پہ ہوتا ہی بہم ہی جس جگہ الفت
کہی معشوق اپنی کسطرح جو اوس پہ یہ ہو حالت

ولی صنعت یہ مشکل ہی جگہ کچھ یونہ سمجھے محبت
کہلی کیا بات وہ پردہ نشین ہی اور یہان جرأت

حجاب عشق ہی مانع دہ پردہ شرم سایہ کا

اسقدر ظالم و خونریز تو مشہور نہ تہا
تہے تو آگے بہی پہ اتنا کوئی مغرور نہ تہا

تو مین کیونکہ کہون یہ امر مقدور نہ تہا
قتل عاشق کسی معشوق سے کچہ دور نہ تہا

پر تری عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

آگے دنیا میں فرشتے ہوئے منصوب ولے
وہ فرشتوں سے ہوئی کام نہ جو انسان کیے
اشرف الخلق تو کہتے ہیں اسی باعث سے
باوجودیکہ یہ وہاں نہ تھی آدم کے
وہاں بھی تجھی کہ فرشتہ کا بھی مقدور نہ تھا

وہ تجلی سے تری حسن کی ای لقبہ نور
جس سے ہو جائے خجل روشنی شعلہ طور
کیا کہوں تجھسے کہ یہ بات تو ہمیں مشہور
رات محفل میں تری حسن کی شعلہ کی حضور
شمع کی منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا

اپنے گھر رات کو ساقی بھی تھا اور مطرب بھی
اور اسباب مہیا تھی سبھی عشرت کے
پہ میسر نہوئی می بھی ستم سے تیرے
محتسب رات کو محفل میں تری ہاتھو لگے
کون دل تھا کہ جو شیشہ کی طرح چور نہ تھا

منہ پہ تعریف تو کرتا ہی مری بات اور دن
کچھ کہتا نہیں وہ بات کوئی غیبت بن
ہے غرض یہ وہ بڑا اوسکا ہی گو چھوٹا سن
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحًا لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

کہا صنعت نے کہ سمجھے تھی تمہیں ہم دانا
پھر دغا بازوں سے ہی پیار تمہارا جلنا
ہای افسوس کہ تمنے نہ اوسے پہچانا
درد کے ملنے کا ای یار برا کیوں مانا
اوسکو کچھ اور سوا درد کی منظور نہ تھا

گل نے بلبل سے کہا تو تو بڑا دانا تھا
جان اور بوجھ کے تجھکو مرا غم کھانا تھا
تجھکو کیا ہر کسی غنچہ کی طرف جانا تھا
کیا ترا نفس تھا جھکا کہ تو دیوانا تھا
سر ٹپک تجھکو مری در ہی پہ مر جانا تھا

شجر گل کی طرف دیکھ کے بولا یکبار
جب تلک اس گل کو نہ بلبل کی لگی تھی منتقا
ہر ثمر حسن و لطافت میں عجب تھا تیار
کیا خزان آتی ہی جاتی رہی گلشن کی بہار

آہ اس غنچہ کو کچھ کھلتے ہی مرجھانا تھا

بوالعجب جانتے ہیں ہم یہ جوانمردی سے
تمکو لازم تھا کہ مرجاتے وہیں لڑ بھڑ کے

منہ کو دروازہ سی جو مرو گدی کی پھیرے
حیف اسطرح سی تم جان بچا کر بھاگے

گر نہ شمشیر پکڑ ہاتھ مین پل جانا تھا

کل مری سامنے منت یہ کہی تھی بہکیا
پر جو کی غور تو شیطان سی بھی بدتر نکلا

مین تو سمجھے تھی تجھے شیخ زمانی سی بڑا
کیا کہون تیری عبادت کی مجھی دی ہی دغا

ورنہ صاحب قرآن مین کے تجھی بیجانا تھا

برہمن کا ذ معتقد سے شیخ کی توقیر کا
معتقد مذہب کا نہ ملا ہی کی تقریر کا

اور نہ سالک کا ہی نے مجذوب کی تاثیر کا
ہی یہ دیوانہ مرید اوس کا کل شبگیر کا

سلسلہ بہتر ہو سودا کی لیے زنجیر کا

آب سی سیراب ہوتا ہی کوئی اوسکی کہین
اور میان اسمین نہین شک جانیو تم بالیقین

اور جیا بھی اوسکا پہل کہا کر کوئی اے تم نشین
جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز ہو لتا پہلتا نہین

سبز ہوتی کہیت بھی دیکھا نہین شمشیر کا

مرہم کافور ہو کافور ہین میرا کلام
شاعری مین طرفہ کرتا ہون مین جراحی کا کام

جسکے آگے پانی بھرتا ہی دم عیسی مدام
زخم دل پادہم مری سوز سخن سی التیام

جا کے ملتا ہی زبان شمع سی گلگیر کا

چشم سے چشمے ہون جاری بحر قلزم سی ہو چند
اور فغان کے شور سے کان اپنی کر لی عند لیب

نالۂ پر سوز سے بھی پہونچی بجلی کو گزند
جا کی گرد کاروان ہو دود صحرا مین بلند

ورنہ کیا حاصل جرس فریاد کی تاثیر کا

ظاہرا اسپا نمین کی خودنمائی تونے شیخ
ہی شباہت کی نہ پردہ مین برائی تونے شیخ

بات پر ہی کی دلی ہرگز بنائی تونے شیخ
توڑ کر بتخانہ کو مسجد بنائی تونے شیخ

برہمن کی دلمین بھی کچھ فکر ہی تعمیر کا

تو بیکی چادر وہ کرتا ہی سوی مرقد روان — جای شمع گور پر وہ گاڑ دیتی ہی برچھیان

اوسکی مین قربان ہون یا مین کہی مجھپر مہربان — گل مری مشہد پہ کب بھیجی ہی وہ ابرو کمان

طرح غنچہ کی کہلی جب تک نہ پیکان تیر کا

خاص یہ انسان ہی خالق کی صنعت [illegible] — ہین اسیکے واسطے یہ سیم و زر خورشید و بدر

یہ غلط تم سے کسی نے جو کہا از راہ غدر — سیم و زر کے آگے سودا کچھ نہین انسانکی قدر

خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

تمام امت بھی اور ہارون تھا لیج بھائیکا — اور اک عالم گری تھا وصف عیسی کی دوائی کا

نبی موصوف گذرا ہی ہر اکپہ نہین خدائی کا — محمد ہے صفی ممدوح ذات کبریائی کا

کرے بندہ جو اوسکی مدح دعوی ہی خدائی کا

اوسکی نور سے جاتی رہی ہی کفر کی ظلمت — اوسکی ثنا مین نازل ہوئی شمس الضحی آیت

اوسکی حق نے کی کونین مین بدر الدجی خلقت — سپہر معرفت حق کا ہی وہ مہر الوہیت

کہ جسکا دین روشن آئینہ ہی حق نمائی کا

اوسکی ذات ہی کون و مکان کی باعث خلقت — اوسکی ثنا مین لولاک ہی نازل بہر صورت

جب ایسی ذات بابرکات ہووے پہر تو بیدقت — منور کیون نہ اوسکی نور سے ہو خانہ عبادت

کہ روشن کرنیوالا ہی وہ شمع پارسائی کا

مقرر جو کیے ہین اوس نے اپنی شرع کی رستے — بغیر اوسکے کوئی منزل مقصود کو پہونچے

نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ او کیا ولی ہووے — بلند اوسکا وہ ایوان مراتب ہی کہ ہین اوسکے

نہین ہے ساکنان عرش کو پایہ رسائی کا

اگرچہ لاکہ پیغمبر اوسیکا آفریدہ ہے — موافق مرتبہ اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے

محمد مصطفی صلعم لیکن باوصاف حمیدہ ہے — گروہ انبیا مین وہی حقکا برگزیدہ ہے

سوا اوسکے لقب کس کو ہے مصطفائی کا

سلیمان مسند اور کسری لقب و جم
وہ شخص بھی جہان مین شہنشہ رہے گر نہ مانگے
پہنچا نہیں اوسکی بارگاہ تک مین یہ ہر دم
کبھی ہے منزلت گدا آستان سرور عالم

کہ خدمت سے یہ مرتبہ ملیگا گدائی کا

کیا کلمہ رسول کو نفی اور اثبات سے تحریر
نصیحت تجھکو کرتا ہون رہے جب تک کہ دم مین دم
وہی روز قیامت کو بنیگا شافع عالم
اوسکی عشق مین پابند رہیو تو دلا ہر دم

کہ ہو ویگا وہی روز جزا موجب رہائی کا

فرشتہ اور بشر ہے یہ بھی خطا نسبت جو اوسکو دو
بھلا بے میم احمد اور عرب بھی مین ہو وے جو
نہیں خیر البشر ہی بلکہ فخر انبیا وہ تو
سراپا نام حق نور خدا کہیے نہ کیون اوسکو

کہ جسکا نقش پا ہر جبہہ ساری خدائی کا

فرشتہ اور بشر کی حق نے کی ہے آپ ہی خلقت
محمد مصطفی خالق کے اک خاص ہین صنعت
ولی خالق نے کی کونین مین ہر جنس کی کثرت
دلیل اوسکی ہے یکتائی کی یہ لاریب ہے حجت

کہ تھا سایہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

وہ ساقی کوثر بھی ہے مالک ہی جہان کا
پھر کیون نہ کرون اوسپہ مین صدقے دل و جان کا
مشکل کا کشا ہے وہی ہر پیر و جوان کا
اک جام سے حل کر دی جو عقدہ دو جہان کا

ہون مست مے عشق مین اوس رہنما کا

تا اوس شجر باغ ولایت کا کرون وصف
تا اوس قد شمشاد شہادت کا کرون وصف
تا اوس ثمر نخل امامت کا کرون وصف
تا اوس گل گلزار حقیقت کا کرون وصف

ہر برگ بنی سوسن سے ہم شکل زبان کا

تھے حضرت جبرئیل بھی عقل اونسے ہی سیکھے
وہ دونون رہ حق مین تصدق کیے بیٹے
بانند فدا دینے تھے وہ راہ خدا کے
ہے مبدء فیاض کو بھی فیض اونہی سے

ظاہر ہے کہ آگہ ہے وہ اسرار نہانکا

ہر ایک پیمبر کی وہ مشکل کا کشا ہے
وہ اس سے بھی اعلےٰ ہے یہ کہنا مرا کیا ہے
یعنی کہ ید اللہ لقب اوسکو ملا ہے
جو کہیئے سو لاریب علی نام خدا ہے

ہاں ہے لقب ایسا ہی ولی مراتب کی بیان کا

اوس سرو نبوت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض
اوس باغ شہادت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض
اوس نخل امامت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض
اوس مہر ولایت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض

مردود دو عالم ہے وہ یاں کا نہ وہانکا

چشمہ بھی ہے بند جو دکھلائے وہ آنکھیں
ہم حکم قضا حکم علے کیونکہ نہ سمجھیں
حق نے رکھی کونین کی ہیں اوسکے ہی ہاتھیں
گر باد بہاری کو کہے حکم وہ دے یہیں

پھر آئے جو گلشن میں تو لیا نہ ہی خزانکا

وہ ظاہر و باطن میں اگر ہو وے نہ حاکم
کچھہ جھوٹ نہیں اسمیں خدا اسکا ہے عالم
اک آن نہ دیں چین زمانہ کو یہ ظالم
یہ جو وہ طبق ہیں چار وہ معصوم سے قائم

ہر ایک وہیں ہیں ہے سر دو جہان کا

اوس خالق بیچون کا ہے خلقت پہ یہ احسان
صنعت نہو اون نامونکی کسطرح سے قربان
جو اسیونکا اون سے کیا تابع فرمان
گر ہوتی نہ ذات اونکی تو جبرائیل ہی حیران

ہوتا کوئی مالک نہ زمین کا نہ زمانکا

پدم کی عشق میں تھا ایک ہی راجہ رتن بگڑا
خدا جانے نئی جی یہ جو وہ پھر زمن بگڑا
غم شیریں میں کھو کر جان شیریں کوہکن بگڑا
تمہارے حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا

خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

حسینوں وہ منہ کر دو شہر انہیں دم ہی سے میان چھا
نئی کی اپنے جی بر گرہ یہ بگڑ دیگا وہان جنا
ہر اک صورت سے کر سکین یون ہی دونو نا بیان
تم منہ بھی چڑا دو دیتے ہیں تو گالیان

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا

ہوئی تھی زندگانی تلخ اوسکو پھر تو اسی باعث چلاتا نام کو اپنا ہوا پھرتا ہی تہا وہ تو
لگا کر اوسکے تیشہ آپ ہی مین بیٹھتا خسرو تکلف کیا جو کہوئی جان شیرین تو لگا کر سر کو

یہ غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

یہ اپنا عشق صادق تھا جیا مین بلکہ کوہکن نہ چھیڑا زلف کو اوسکی نہین آئین سر مو
ملا ہے اوسی امانت کا یہ ثمرہ گور مین اندر امانت کیطرح رکھا زمین نے روز محشر تک

نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

کہا صنعت نے اس سے میری تمہین لگی آتش کہ وہ مہر وہے اور ہو تی نہین مین کبھی آتش
خدا جانے کہ کب سے اوسکی دلین تہی پڑی بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اوس شوخ کی آخر

لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

زبان تھی لال عشاق کی تیری صف میں جو تہا ہوئے وہ سرخ رو ان وہان شہادت کا ملا …
تبسم کرکے پھر ازون نے اوسکی پھر بھی پوچھا نہین ہو جو ہنسنا اسقدر زخم شہیدان کا

تری تلوار کا منہ کچھ کچھ ای تیغ زن بگڑا

بنی اوسکی عجب اللہ کی قدرت سی صورت ہے ہر اک عاشق اوسیکا ہی بہم اونمین قرابت ہے
وہ ماہ نو ہے یہ مریخ کی سی اونمین حقیقت ہے رخ سادہ نہین اوس شوخ کا نقش عداوت ہے

نظر آتا ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

یہ قد و قامت کی گت ابھر آ کر تھی نگت بدن گدرا کا نگاہ آفت کرشمہ جادو تبسم ہی دلربا کا
یہ پھر پامال ہے یہ ناصح نکالا جو سنگ آستانہ ہی چھپا اکڑ لی پھون کی بل بیچ چلنا کیونکہ کشتہ ہوں اس ادا کا

سجا سجایا کیسا بنا بیٹھا ہے تو دیکھو صنعت خدا کا

ہوا تھا سر طور جلوہ گر نظر پڑی تھی جو وہ کی جھلکی جو دو صف لکھنے کا اوسکو دعوی کرے تو کانوں پکڑ …
زبان کو یارا نہین بیان کا قلم کو طاقت نہین قلم کے برون ہے وہم و قیاس سے یہی کہ زرع تعریف صنم کا

جوان رعنا بحسن خوبی ہر ایکا عالم غرض گدا کا

وبال جان ہین وہ بال کافر اور اسکا ملک اغضب تو یہ ہی — بری ہی جیتون ستم ہے غمزہ کلام جادو فسون ہی جو تہا
نرالی سج دھج بنا دی نک سک وہ رنگ اسکا بلا ہی ہی — مگر یہہ ظلم و کرشمہ آفت قیامت اوسیر قیامت اوسکا
مداحت ایسی بلا کی توبہ یہہ عالم اپنی ہی دلربا کا

مجھی جو ہوتی ہی بیکلی اب تو حسین مین اعجاز کہلا — اسی سے ہی پر مرو دہی حلاوت ہمارے لبشان ہو جین اسکی
اب اسکا صفت تو یہی ہے ہو ہم ترنم سلا ہی مجھ اب اسمی — بر رنگ گل کے ہوا ہین کیونکر کرون ہین جیب بکر ی
کنار ہین وسکو تنگ کہینچی ہوا یہہ مقدور اب ہما کا

چمن مین بارش ہی اور ہوا ہی مکان خلوت کا ہی تہیا — ہوا سے جہکی وہ میرے قائم نکر تو بدمستی مجھکو
کہ مین ہون بیہوش اسطرف تو ادہر تو تنہا [illegible] — کہتا ہی کالی گھٹاؤن کی یہہ تو خبر رشن عدو ور برق ایسا
پلانہ بہر بیکے جام ساقی سمجھ تو انداز کچھ ہوا کا

تیری ان انکھون سے ظلم دیدہ اوٹھا کی گردش سر کے سر تہا — کوئی تہا نالان کوئی تہا گریان کوئی پڑین بیخبر تہا
اگرچہ عاشق ہر ایک مر وہم تیرا تو بیمار چشم تر تہا — شب انگڑائی لیو تکا تیری تعویذ بالین مجھکو سقدر تہا
کہ بو ہی نرگس سے سیر ہے اب تک کنار دامن مری ہو کا

یہہ آرزو ہی مری خدایا کہ شاہ دین کا مزار دیکھون — جو بہو بچ جاون کسیطرح سے تو اونکی نذر کرون
یہی ہے صنعت کا قول ہر دم نثار کر بلا او جبکہ ہون — جو شخص طالب حسین کا ہو تصدق اوسکے کسیطرح ہو
غلام و فدوی ہون جنسے تہا شہید میدان کربلا کا

آپکے اوٹھنے کا غم مجھسے اوٹھایا جائیگا — آپ بن دم بہر بہی دم سے نہ ٹھہرا جائیگا
خون ناحق آپ کی گردن پہ لکھا جائیگا — ست یہہ پھر اگر کہو صاحب کہ بندہ جائیگا
کوئی مر جاویگا صاحب یہ کہا کیا جائیگا

گرچہ مین غمگین ہون اوسکی مجھ ہین شام و پگاہ — پر ادا وعدہ اوسکی جب پھر جاتی ہے زیر نگاہ
تہہ ہوئی جاتی ہے رہ رہ کر مری حالت تباہ — یاد آتا ہے مجھے اپنا لگا جانا وہ آہ

پیچھے پٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجائیگا

ہو سکے جو تم سے اب تدبیر جلد اسکی کرو ۔۔۔ یاں اوسے لاؤ کسی ڈھب یا مجھے واں لے چلو
یہ مرض ہی مہلک اپنے دل مین اسکو سوچ لو ۔۔۔ گر یہی ہر دم کا غم کھانا ہے تو اے دوستو

دیکھیو لیجیو اک اکدن غم مین کہا جائیگا

دیکھوں کن آنکھوں کسی مین اب یہ تیرے جانیکی جا ۔۔۔ گر بزم مین بیٹھا جائے جیتی جاگتی اوسمین سمائے
یہ خدا دشمن کو دشمن کو نہ آنکھوں سے دکھائے ۔۔۔ یوں اوٹھے وہ بزم مین تعظیم کو غیروں کی لیے

ہمنشین تو بیٹھ یان مجھسے نہ بیٹھا جائیگا

اوسکی آمد مین عزیزو مجھکو ہے خوف و رجا ۔۔۔ یعنی ہے وہ بد مزاج اور جھنگیا جو بد خو بڑا
آرزو جو تھی ہماری وہ تو بر لایا خدا ۔۔۔ اب خبر آنیکی اوسکے سنکے یہ دھڑکا لگا

دیکھیے حق مین مرے کیا آکے فرمایا جائیگا

واں گیا مین تو نہ سمجھے لوگ سب اوسمین خلل ۔۔۔ ہو نشین رہتا نہیں مین جب وہ آ ہوتے مشتعل
مجھکو ہو جاویگا سکتا اور ہونگے منفعل ۔۔۔ لیجیے مین لوگ کہو اسنے حبث احوال دل

رو برو اوسکے تو کچھ مجھسے بولا جائیگا

ہجر مین اوس گلبدن کے جب سمجھائی یار نے ۔۔۔ اور ہوا شہرہ جو بدنامی کا اوسکے کوبکو
شب تو یہ کہکر مجھے اور سمجھا کر کے سب رو برو ۔۔۔ مجھسے وقت جنگ کہتا تھا یہی وہ جنگجو

جب کہین تو ہم سے ملیگا تب یہ جھگڑا جائیگا

جب سکے جرأت سے جو کل اور تم صنعت کی یاں ۔۔۔ تو ہو بیٹھا پھر وہ بھی آیا پو سمجھ کر نام و نشان
سنکے وہ گھبرا کے صنعت سے لگے کہنے میاں ۔۔۔ مت بلاؤ بزم مین جرأت کو ہے آتش بیاں

کر کے کچھ آتش دلوں کے بیچ بھڑکا جائیگا

خانہ بر دوش ہوں خوگر وہ جو ہے اوس حسن کا ۔۔۔ خاطر آشفتہ گرفتار ہوں ہر اک مو کا
اشغلہ عشق کو ہے دل میں لگا دون لو کا ۔۔۔ بچ گیا عشق جو رگ رگ مین ترے گیسو کا

زلف سی بہی ہی سیہ رنگ مرے لوہو کا

اسقدر مانی و بہزاد کو کب تہی فہمید
جبکہ عاجز ہوے تب دونوں کی یہ تہی تمہید
اونسے ہوتا جو تری چہرہ کا یہ نقش پدید
کاغذ سادہ ہی تصویر کو تیری خورشید
ماہ نو خاکہ کہنہ ہے تیری ابرو کا

دہیان رہتا ہی سے خنجر مژگان کا ترے
لبسمل جنبش ابرو ہے یہ ہر دم پیارے
ہدف تیر نگہ عضو ہین سب عاشق کے
تن عاشق سے جراحت تری کسطرح مٹے
زخم شمشیر ہے یہ زخم نہین چاقو کا

آتش رشک تری رخ سے ہی گل کی تن مین
طور ہیہ سرو روان ہی ترا بالاپن مین
اور مسی دیکھہ نہین رنگ گل سوسن مین
دیکھکر دبدبۂ قد کو تری گلشن مین
عکس تہرائی ہے سر لب آب جو کا

دیکھہ چہرہ کو تری مانی و بہزاد بہم
آستینون کو چڑہا بولی پہر اس طرح سے ہم
غرق دریای تحیر مین ہوئی وہ اوسدم
کہینچیے نقشۂ چشم سیہ یار رقم
مو قلم ہو وہی جو موی مژہ آہو کا

حکم دی دل کو کرنا تو کام اون خونریز کا ہے
دہیان گو دلین بہی اوس یار دلاویز کا ہے
بلکہ انداز تون وہ ناز کی شمشیر کا ہے
بسکہ آنکہو مین تصور نگہ تیز کا ہے
نشتری ہو جاے ہی ہر قطرہ مرے آنسو کا

کہا صنعت سے مین اونکا لہو والی ہون
خاطر یار بہی ہو اور صواب اوسکا لون
مجکو وحشت بہی ہے اور جوش بہرا آیا ہی
کیونکہ مین یار کے مقتل مین نجاون
خنجر یار پیاسا ہی مری لوہو کا

ہے رنگر چہ تو دل سے غلام شیشہ کا
شاید کہ مجہسے وہ لے انتقام شیشہ کا
ہے اور درد تجہی صبح و شام شیشہ کا
نہ لے تو روبرو واعظ کے نام شیشہ کا

کہ سنگدل ہے وہ کیا جانے کام شیشہ کا

غزال چشم جو ساقی تھا ہاتھ سے اوسکے — ہر ایک رند نے تھی چند چند جام لیے
ادا یہ دیکھکے سبکے ہرن ہو گئے تھے — رہا نہ بادہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندوں سے لیجیے سلام شیشہ کا

اوٹھائی ظلم یہ ممکن ہے اپنے کمتر سے — غرور بھی نکرے حسن و حکم و دولت سے
کمر کا جو ہوا گنبد حسینکے شیشہ سے — یہ کسکا منہ ہے جو بھی بنیکے راز دل لکھے
مدام جب ہے قلقل کلام شیشہ کا

مرا تھا مشرب رندانہ زیست میں یارو — تو بعد مرگ بھی سامان یہ مرا کیجیو
کہ زیر خاک کہیں دفن کیجیو مجھکو — مرے مزار پہ گنبد خم شراب کا ہو
سنو وفات لکھو دور جام شیشہ کا

جناب ساقی کو شب سے مجھکو ہے یقین — کہ عاصیوں کی شفاعت کرینگے بیشک نہیں
کہے تھا صنعت مخمور جیسے ہو کے خزین — دل اوسکا شکل گلابی کی ہو گیا غمگین
رہا جو رو رو کے مجھے صبح و شام شیشہ کا

کیا کیجیے بیان جو قلقل بیان پر رہا — کچھ مجھکو لگا تم سے میں جلتا اگر رہا
اوسکے مکان کو جو گنبد میں تھا ہو رہا — کیا جانے جو ہوں کہ وہ کل کسکے گھر رہا
یہ جواب اس خیال میں دن رات بھر رہا

مرقت کا غم تو تھا ہی مصیبت پڑی یہ تھی — ہمدم خدا کیواسطے تدبیر کر کوئی
جانے سے تا کہیں کہ رہی بازو جو مری — تیاری اوسکی اور کہیں جا بیٹھنے کی تھی
ہے دل میں داغ لالہ کے گو سب جگر رہا

محفل میں شب جو تیرے رہا تھا تو ہو گیا — وہ بات سنے مجھکو رو کا یہ قول نصیب کے
ناچار ہو کے اسطرح تسکین دل کو دی — شب بار جو ہوا نہ مجھے بزم میں سہی

پشت محل کو چومتا مین تا سحر رہا

شور و فغان و نالہ ہے اپنا یہ پے بپے — ہے زور شور اوسکا تو اتنا بہ روم و رے

لیکن تجھے خبر نہین یہ ظلم تا بکے — عالم مین بیخبر مری باتون سے کون ہے

عالم پہ ایک تو ہی ستمگر مگر رہا

صنعت نے یہ کہا کہ وہ ہی شوخ جنگ جو — الفت کی اور مہر کی اوسمین نہین ہے بو

ضحاک وقت ثانی نادر ہے ہو بہو — نکہت اب ایسے ظالم خونی کے روبرو

حیرت ہی جان جانیسے تو بیخطر رہا

سابق کے وہ الطاف و عنایات نہین اب — ظاہر کے کنایون کے وہ اشارات نہین اب

اس غمسے غرض چین دن اور رات نہین اب — پابوس میسر ہین مہمات نہین اب

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین

جب سے وہ سد راہ مرا یوسف ثانی — ہے چاہ مین اوسکی ہی بس مجھکو کیا نے

جھسلا لیا اوس نے کوئی اور نشانی — نے خط نہ کتابت ہے نہ پیغام زبانی

اس دل کی تسلی کو کوئی بات نہین اب

مدہوش تھی مجلس [illegible] تو مری ہے — گر بانگ بھی دی اوسنے شرارت سے بہری ایک

او گھڑیان بھی از خود ہوا لگا گننے گجر کی — دو چار گھڑی رات گئی از رہ شوخی

کہتا ہے شب وصل مین وہ رات نہین

آگے تو وہ ملتا تھا کہین مجھسے سر راہ — ہر حال مین چندے ہی رہا گھر مین مرے وہ

کیا لطف بیان اوسکا کرون حیف صد افسوس — جس چین سے گذرین گئی راتین بھی گھاڑ

دن زیست کی بہر سے ہین وہ اوقات نہین آ

قسمت سے پڑا تھا جو مجھے اوسکا ملا تھا — توقیر وہ کرتا تھا مری حد سے زیادہ

پہ عشق تو یہ لاکھ چھپاؤ نہین چھپتا — عاشق جو ہے اپنا تو کہتا ہے یہ ایما

تو مورد تعظیم و مدارات نہیں اب

وہ سابقہ وہ ربط تو موقوف ہیں کب سے — کاٹے وہ زبان بات جو نکلے کوئی لب سے
جو ملنے چاہوں کہتا ہے ہاں فرق و ادب سے — گر دیکھوں تو کیا دیکھیے وہ چشم غضب سے

وہ مہر و وفا لطف و عنایات نہیں اب

صنعت نے کہا اوس سے کہ او مورد آفات — وہ رات شب قدر تھی یہ یاں مری بات
بس خواب و خیال اوسکو سمجھ یا کہ طلسمات — جرأت نہ شب وصل کو کر یاد تو دن رات

ویسی تری قسمت میں کوئی رات نہیں اب

جناب عشق سے وحشت کا جب ملا منصب — تو پایا خلعت عریانی اور بڑا منصب
ہوس نہ تاج کی ہے جبسے یہہ ہوا منصب — نہ آرزو ہے ہمیں یہ کرے خدا منصب

یہہ جانتے ہیں ملے اوسکی وصل کا منصب

یہی ہیں عشق کے جاگیردار کے سامان — کہ زرد چہرہ میں منہ زرد لب پہ شور فغان
خراب و خستہ و رسوا ذلیل و سرگردان — ہیں اشک آنکھوں میں دل میں قلق جگر بریان

یہہ جی لگانے کا باعث ہیں منصب

بڑھا ہے دلپہ جو غم اکدم میں گھبرا جاوے — مری قضا بھی جو آئی ہو تو پلٹ جاوے
رقیب روسے لگی اور لین کٹا جاوے — گر اپنے سینہ سے وہ ہنسکے آ لپٹ جاوے

تو واروں جان کو اور دوں اپنا منصب

جدا نہ کوئی خدایا کبھی جلنے سے ہو — ملاپ جلد سے پھر اوسکا شرح کرم ہو
فراغ کیونکہ ہمیں ہمنشین نہ غم سے رہو — وہ رشک مہر ہم آغوش گر ہمیشہ رہو

تو تخت شاہی بھی درکار ہو نہ ملا منصب

ملی ہے ہمکو تو جاگیر کوہ اور صحرا — نشان آہ کا ہی اور نقارہ نالہ
سواری کو شوخی اور رسالہ بگولا — جماعت عشق میں ادنی ہی ... ملا

نہ اسطرح کا ہوا کسی کو عطا منصب

اگرچہ تابع ہیں اپنے تمام جن و بشر — اور حکم اپنا سلیمان سے بھی ہو بہتر
سر پہ زیر قدم اور مرصع ہو افسر — عزیز ہو چاندی ہیں شکوہ تو بستر پہ

جو وہ نہو ہی تو سب بہانہ ہیں کیا منصب

کبھی بتا او سے یہ صنعت بلا ہو گل گشتہ — بدل تو قافیہ مضمون ہے بدل گشتہ
کر سکے ہی لوگونکو یہ بھی ہر ایک پل گشتہ — بدل سکے قافیہ کہہ اور اک غزل گشتہ

کہ شاعروں میں تو ٹھہرا یہی بڑا منصب

باہر اب سینہ سے ای لخت جگر ہو اسوقت — تجھسے بھی سیل روان دیدۂ تر ہو اسوقت
اور فغان لب سے بھی بہتر ہے اگر ہو اسوقت — دل سے ای نالہ ہوئے صبح پدر ہو اسوقت

کچھ نہ کچھا وقت ہی شاید کہ اثر ہو اسوقت

تیغ کی دھار سے ہے عشق کی منزل نازک — زلف کی بات نہیں ہو تو یہ سلسل نازک
چیز نہیں یہ مجمع ہو جن انکی ہے محمل نازک — وقت بد خلق دلی عشق بتان دل نازک

آہ کس شکل سے اوقات بسر ہو اسوقت

غم دانہ و حیدائی کا ہجر و لیس بہت — ہے آرام تمہری باتونکی سنکر آہستہ
اب خدا کے لیے کافر نہ مری بات سے ہٹ — ناتوان ضعف ہوں بدلی نہیں جاتی کروٹ

نہ ادھر ہو تو مرکے سے نہ ادھر ہو اسوقت

مشکل اسوقت ہے در پیش کوئی تمکو جناب — یا پریشاں کوئی آپنے دیکھا ہے خواب
یا خطا مجھسے ہوئی ہے کوئی ایسی کہ عتاب — ایک بھی تم نہیں سنتے مری باتونکا جواب

کس طرح میاں ہو غم نا و کبھی ہو اسوقت

ترش روئی سے ہوا اوسکے مرا دل کھٹا — تو اوس عیار نے بوسہ سے کیا دل میٹھا
منہ لگایا جو مجھے اوسنے تو کچھ میں بولا — ایک بوسہ سے نہ تبدیل ہوا منہ کا مزا

کیا مزا ہو جو کرم یار دگر ہو اسوقت

دی بتا یار مجھے اپنی فراغت کا تو وقت
نہ مقرر کرو ان آنیکا سوا اوسکے کوئی وقت
لے محلکہ مجھے گر لاکہہ ہی مہلت دو دو وقت
یوسف وقت کسیوقت تو ہی گھر ہو اسوقت

پھر نہ آؤنگا خطا عفو اگر ہو اسوقت

اک تو نازک بدن اور تیرا ہوا یہ سن کو دیکھو
پاس خاطر سے مری پاس مری آیا تو
بر گیا سہم ہوا اور مینے کہا حیران ہو
سو گمر وقت ہی نازک ہیں دل چون مجکو

اور شدہ ہی جو کچھہ زیر و زبر ہو اسوقت

سنکے اوسنے تو لیا ڈر سے دہن منہ کو چھپا
کہہ کے اس بات کو میں آپ پشیمان ہوا
باتوں باتوں میں کٹی رات تو میں کہتا تھا
وقت ہی تنگ ہوئی صبح رہم آغوشی کا

گو نہیں وقت سلامت تو ادہر ہو اسوقت

غیر کے ملنے کی تہی قول و قسم اوسنے کیئے
دیکھہ پایا جو کہیں چھپ کے اوسے صنعت نے
دیکھتے ہی اوٹھی اور سن ہو گئی وہ یہہ سنکے
بزم اغیار میں دیکھو ہو تماشا بیٹھے

کیا تماشا ہو جو حالت خبر ہو اسوقت

لغو اقشعیم تو اضع ہے مدارات عبث
ربط بیقاعدہ رہتا ہے تیرے ساتھ عبث
سمجھنا حق کا ہے خوشامد بھی ہے و نزاکت عبث
داد فریاد عبث شکوہ و شکایات عبث

آہ کیا کیجیے اپنی تو ہی ہر بات عبث

عشق میں آپکے گھر بار دیا ہیں نے لٹا
لیتے دریا میں بھی بار نہیں ہے ملتا
التماس آپکی خدمت میں یہہ ناچار کیا
ہان میاں سچ ہے نتیجہ یہی چاہت کا

مجھسے کہتے ہو کہ ہے تیری ملاقات عبث

ہی وہ مطرب میں چمن میں یہ سجے میں دو دو کے
اور مہیا ہی وہاں عیش و طرب کی سر شئے
بلبلیں بولتے ہو رہیں چلاتی ہی کوئل ہی ہے
جب گہٹا اٹہی ہے چہاتی مری بہر آتی ہے

بن تری یعنی چلی جاتی ہی برسات عبث

تمکو چاہت کی جگہ چاہیے اتنی نہ حیا — رات سب آپ نے وہی منت وزاری مین گنوا
ساری باتون سے اگر آپ نے محروم رکہا — زلف کو ہاتہ تو اب مجھکو لگانے دو بہلا

دیکہیے مت کہو مری ہاتہ سی یہ رات عبث

طلع معشوق کی ایسی نہین دیکہی ہرگز — جسکے حرکات سے اپنا نہ رکے جی ہرگز
پاس عاشق نکرے ایسا تو کوئی ہرگز — نہ شرارت کبہی تہی ساتہ نہ شوخی ہرگز

جیتے جی تمسے نہ دیکہی تہی کوئی بات عبث

پر جو معلوم ہوا پیار وہ سب جہوٹے تہے — منہ کے دیکہے کی محبت تہی نہ کچہہ تہی دلسے
روبرو میرے تو تم دیکہ مجہے جلتے تہے — لیک مرتے ہی مری غیر پہ تم مرنے لگے

ہو گئی آپکی سب لطف و عنایات عبث

کب تلک لکی تشفی کرون پیغامون سے — اور کچہہ تحفہ تحائف نہین درکار مجہے
اب سبک ہوتا ہون مین چشم مین ہیچمیرزونکے — سرخرو مین نہین ہونے کا بن آئے تیرے

ہان تو مجھکو یہان بہیجی ہے سوغات عبث

اوسکے کوچہ مین ہر اک جاتا تہا از بہر شرف — عاشقونکی تو وہان بیٹہی ہے اک صف کی صف
کہا صنعت نے وہ مصروف ہے غیرونکی طرف — گوش ہوش اوسکے کہان ہین یہی باتو پہ تحف

قصہ بیفایدہ ہے حرف حکایات عبث

وان نہ یاد لگا کسیطرح یہ آرام نہ بہیج — بہیجکر مفت مین کو کہائیگا الزام نہ بہیج
مرغ دانا کو تو نادان تہ دام نہ بہیج — دلکو اے عشق سوے زلف سیہ فام نہ بہیج

رہزنون مین تو مسافر کو سر شام نہ بہیج

اندنون طرز نئے اور نکالی اوسنے — ملا انعام لعین قاصد کو ہوا خط پر سے
پہ وہ کہتا نہین ہے شرم سے بہی اور کسی سے — بہیجون اوس پاس مین قاصد کو تو دو بات لکہ

باز آیا نہیں لینیکا مین انعام نہ بھیج

آشنا ایک گیا اوسکی گلی مین جا کے — اس وسیلہ سے وہان دوستو ہم جا پہونچے
آرزو اور دعا ہے یہی ہر دم دل سے — کوچۂ یار مین پہونچا ہون تو اب ہے دو منے

بھیجتے جی یا لنسے کہین گردش ایام نہ بھیج

منہ سے نکلی ہے مری آہ وہ ہوان دل پر سدا — سرد مہری تنکر اب وصل کی جلدی بھرا
کر کے دم باز زبان ابی یار بس اب جی نکلا — دم بدم بھیجے ہی قلیان کو کیا منہ سی لگا

لب کو بھی اب سے تنا بوسہ بہ پیغام نہ بھیج

روز و شب مین تو یہی مانگتا تھا حق سے دعا — بارے صد شکر کہ وہ کام مرا بن آیا
اور اک عمر سے ابی شوخ مین ایسا تمہین تھا — بعد مدت کی تجھے پایا ہے تنہا بخدا

آج کو کام کو یا لنسی تو دکام نہ بھیج

تری دشنام سے تو ہوتی ہے عشق پیار کے — سو لین ہمکو کہان اپنی قسمت پیار کے
دی جو تو منسے وہ ہی ہمکو غنیمت پیار کے — گالیان تو ہین محبت سے عبارت پیار کے

کب مین کہتا ہون کہ لکھکر مجھے دشنام نہ بھیج

بھیج پیر اور ہے عنوان کچھ ہووی اوسکا — مہر بھی تری نہ اوسپر ہو نہ ہو یان کا پتا
خیریت اسمین ہے گر پاس مرے آ پہونچا — پر یہ خطرہ ہے کہ جا وے نہ کہین جھگڑا

گر سرنامہ پہ تحریر مرا نام نہ بھیج

کہا صنعت نے کہ لوس یار تو اجاؤنگین — پاس خاطر سے ترے اوسکو تو سمجھاؤنگین
وہ تو بدخو ہے نہ الزام کہین کہاؤنگین — جرأت اب تجھسے وہ روٹھا ہے منالاؤنگین

تو بھی بھر دینی لگے گا مجھے الزام نہ بھیج

جسطرح ہوتے ہین زنبور کے گھر مین سوراخ — قلعہ کی جیسے ہون دیوار مین در مین سوراخ
جون ہزارہ کی ہون فوارہ تر مین سوراخ — پڑ گئے یون مری آہون سے جگر مین سوراخ

تختۂ چوب مین جون ڈالدین برمین سوراخ

دیکھہ مت دیدۂ نگہ سے تجھے آفت دین
بیشتر زندان ان چشم کی چشمہ سی ہین

زخم دل پائی جو رائی تو کہین چھین
ضبط گریہ سی یہ ڈر ہی کہ نہ پڑ جائین کہین

شکل مجمرہ کی اس دیدۂ تر مین سوراخ

تار ترے سکو مین یان ہوتی ہی جسکی آمد
خیر چاہو تو کرو بند کہ یہ کام ہے بد

ہمکو دن رات اسی بات کا رہتا ہی کد
تاک جہانک اندنون رہتی ہی کسی سی شاید

آبکی گہر کے مین اپنے بھی نظر مین سوراخ

اسلئے چھیدے تھے دیوار مین اوسکی چارون
پایا ہی بغض کہ دیکھا نہ سنا تہا کانون

تا کہ عاشق کو کبھی دیکھلین اپنی انکہون
اپنے کوچہ مین سنا مجھکو تو اینٹ پاتہون

بند کرتا ہی وہ جو جو کہ ہین در مین سوراخ

ہمکو بہاتا نہین یہ اوسکا قرینہ اس شکل
دونون صورت ہمین دشوار ہے جینا اس شکل

محفل غیر مین مے بیٹھہ کے پینا اس شکل
چھن گیا ہی نگہ یار سے سینا اس شکل

ہو نہ تیر سے کسی کہنہ سپر مین سوراخ

اتفاقاً جو کبھی ہنستے ہوسے ہی دیکھا
ہر گھڑی بہر خدا ہنس کے تو اب مت چمکا

بیقراری نے دیا برق کو تڑپا تڑپا
تیری دانتون کی ہی کب سلک گہر مین صفا

بس اسی غم سے ہی ہر ایک گہر مین سوراخ

تیر مژگان سی تیرے کر دیۂ تر مین روزن
ابتو سینہ بہی گیا خانۂ زنبور سا بن

مثل فوارہ کی مین اشک نکلتی چھن چھن
کیا کہون دلکو کہ ایسا ہی بغل کا دشمن

جسکے ہین نیش زنی کی کئی بر مین سوراخ

نگہ یار کے قابل مین جگر دہرتا ہون
خوف ہی جانکا اور رشک سی بھی مرتا ہون

اوسکی تیزی پہ نگہ کی جو نظر کرتا ہون
تکلی باندہی ہے دہاد سی مین ڈرتا ہون

شکل غربال نہ پڑ جائیں تحریر میں سوراخ

کبھی طغیانی پہ آ جاتا ہے بحرِ رقت — سرخرو لی ہے کبھی لخت جگر کی دولت
مثل فوارہ کے اک یہ بھی ہے اپنی صنعت — یا تم دل میں نہ کیوں اشک بہائیں حسرت

کیا کروں میں کہ پڑا اپنے جگر میں سوراخ

آتش غم سے ہے جگر جل گئے کباب کی طرح — اور اب انتظار میں دم ہے حباب کی طرح
حضرت دل یہ کہئے اب کیا ہے حباب کی طرح — جاری ہے خون چشم سے چشمۂ آب کی طرح

بیٹھے ہیں مردمان چشم خانہ خراب کی طرح

کہو دی جو غیر کو کہنوا آئیں ہیں وہ آپ ہی کرے — تیغ یہ میقل ہے دوستو دیکھا ہے آزما اسے
اپنے کئے کی اب دوا کہئے تو کیونکہ ہو سکے — تمنے سکھایا تھا عتاب غیر کے واسطے اوسے

سو وہ ہم ہی پہ صاف کی اوسنے عتاب کی طرح

گوشہ نشینی کیجئے یا کریں قصد کعبہ کا — یا کریں عیش و عشرت اب ملکے صنم سے یکجا
ہے وہ مثل کرامات کلم اور یہ سوانگ ہے بڑا — فکر معاش یا معاد کہئے تو کیا کریں بھلا

بحر جہاں میں زیست ہے اپنی حباب کی طرح

عمر کے بعد عشق نے اوس پہ کیا اثر کہیں — شب وہ مری مکان پر آ گیا شکوہ جبین
ہمکو تو حیرت آ گئی اوسکو حیا تھی ہمنشین — خفتہ یہ بخت اپنی جب جاگی تو کیا کہیں عزیز

وصل کی شب گذر گئی ہمکو تو خواب کی طرح

آہ وہ دن ہے جن میں تھا اپنی تو شہسوار حسن — نکلی کبھی نہ کچھ ہوس اپنی تو شہسوار حسن
آرزو اب بھی بلیں اپنی تو شہسوار حسن — ہو رہے اگرچہ دسترس اپنی تو شہسوار حسن

جو سوئے بام میں ہے بام تیر نگاہ کی طرح

قاصد بیگناہ کا صاف اوڑا دیا جو سر — تمنے جواب صاف تھا بھیجا نہ کوئی خط ادھر
تم ہیں تو نام کو فقط صنعت شعر تھی مگر — بھیجدیا جو کاٹ کر ہمکو سر پیام بر

اوس نے نکالی صنعت ابر و جواب کی طرح

چار ابرو ہوا جبکہ وہ میرا خورشید
چار طرف سے ای دوستو بعد تاکید
چھپا چند ہوا اوس سے اوسکا حسن مزید
رسید مژدہ کہ آمد بہار سبزہ دمید

وظیفہ گر برسد مصرفش گل است و نبید

وہ سبز خط تمام اسر و مثل سرو ہنوز
تو دل سے کہتا ہوں میں ای نشاط اندوز
ہوا جو سبزہ نمود اوسکی ایک گرد لب سوز
زروی ساقی مہوش گل بچین امروز

کہ گرد عارض جانان گل شگفتہ دمید

میں تنگ ہوتا تھا فرقت میں جبکہ مجھکو تب
کہا یہ دل سے جو معنی کو اوسکی سمجھا اب
سبب ہے بعد غم کے یہ شادی پائی قرآن ملن جب
مکن بغصہ شکایت کہ در طریق طلب

براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید

نہ آسمان نہ ملائک اوٹھا سکے یہ غم
یہ التجا ہے مری تجھسے آبروی کرم
نہ عرش و کرسی و لوح و قلم بجز آدم
خدایا مدد دی اسے سبیل راہ حرم

کہ نیست بادیہ عشق را کرانہ پدید

نکلتو جہل بو جہل کسی سے ای ہمدم
تو آگے آپ ہی مختار کیجیو یہ ہم
طریق عشق میں واللہ یہ جو دی ہے قسم
بکوی عشق مزن بی دلیل راہ قدم

کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید

کیا اس عشق نے ہر اک کو اپنی وضع کا پست
کرے ہے شہ کو گدا اور یہ بلند کو پست
خدا پرست کوئی اور کوئی ہے رام پرست
عجائب رہ عشق ای رفیق بسیار است

کہ پیش آہوی این دشت شیر نر رمید

ہر ایک جنس کا دنیا میں ہوتی نیک و بد
جیسے کہ نیک و بد اوسے خوش اور ہو کد
ولے ہر ایک کو ہوتا ہے نیک ہی کا کد
ز میوہ ہای بہشتی چہ ذوق دریابد

ہر آنکہ سیرِ سخندان شاید نہ گزید

نہ دم مارے ہی مجھے جنت نعیم سے ہے موجود
غرض کہ مجھکو برابر ہے بود و نابود
زبان سے ہے مجھکو صفت نفح بخشش ہی سے سود
چنانکہ شیمۂ ساقی دلم زہیبت ربود

کرم کبسے دگرم عنیت ہرکب گفت و شنید

تجھے نصیب ہو صنعت سدا سواری رخش
کہ اپنی عاشقی میں اوسکا بھی کیجیو کچھ بخش
ولی یہ بات مری دل پہ اپنے کیجیو نقش
شراب نوش کن و جام زر بحافظ بخش

کہ بادشہ بکرم جرم صوفیان بخشید

شکر ہے سلسلۂ عشق رہا میرے بعد
اور کوئی عشق کے قابل ہی نہ تھا میرے بعد
کہ خلیفہ ہوا مجھسا ہی بھلا میرے بعد
آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

نہ رہی دشت میں خالی مری جا میرے بعد

تو نے دکھلوائی ہیں میں اونکا اتنا خون
یہ وصیت ہے مری تجھسے یہی کہتا ہوں
اوسی احسان کا میں آج تلک ہوں ممنون
تیز رکھو سر ہر خار کو اے دست جنون

شاید آ جائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

زندگانی میں بھی یہ حال ہے معشوقوں کا
قیس کا عشق تو مشہور ہے صادق تھا
عاشقوں کا بھی اونہیں دھیان ہی کمتر رہتا
کیا عجب ہے کہ اوٹھے مرقد لیلی سے صدا

مر گئے مجنوں ترا کیا حال ہوا میرے بعد

نہ تو یہ خوف کہ دوزخ مرا ہوگا مسکن
اپنے مرنے پہ بھی ہرگز نہیں کرتا شیون
اور نہ جنت کی ہے فرحت مجھے اے شوخ چمن
چاک کرتا ہوں اسی غم سے گریبان کفن

کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد

پس اسی بات سے چلتے ہیں جگر پر آرے
فی الحقیقت یہ مثل کہتے ہیں دانا سارے
دے تو الزام جو توڑو نہیں فلک کے تارے
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے

یاد آؤگی تمھیں میری وفا میرے بعد

نل و دمن یا ورق وامق و مجنوں لکھا
قصہ کوتاہ ہے اب نام ہیں لوگوں کس کا
عورتوں میں نہ زلیخا ہی ہوئی کچھ رسوا
مجھ سا بدنام کوئی خلق میں رسوا ہوا

ہاں مگر عشق نے کچھ نام لیا میرے بعد

روبرو یار حنا نے سے بھلا کیا حاصل
دی جواب اسکا مصحفی نے یہی سمجھا ہے
ہم سمجھتے ہیں اسے مکر و دغا ہیں غافل
شرط یاری کی یہی ہوتی ہے کہ تو ہو غافل

بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

اوسکو یہ کہا کیا ہے جواب اسنے دریا بند
پھر زبانی یہہ کہا جب کر چکا وہ بند
اور ہوسکے آتے وان ایک قلم [illegible] بند
تجھسے غیروں کو کیا آوے ہے [illegible] بند

یاں ہوا وحشت سے مجھکو کہہ گئے [illegible] بند

خاطر آشفتہ اسی سے یا تمھیں مل کے تھی
ذکر کس کس کا کروں حالت بیجا اپنی کی
مگر یہہ فوارہ کو تھا یہ خون طبیعت کھلی تھی
کل یہہ حالت باغبان کرتا ہے [illegible]

یہ نہ جانا کوئی آنکھیں لیں [illegible] بند

لوگ سب بل بل گئے چہرا کا فری دیکھہ بل
سج بنا کر یار اس عالم سے مت گھر سے نکل
آ لی وہ مجھیں غم سے کہ جگر کا تا اجل
دیکھکر چہرا ترا چیر اگریبان سے نکل

تیرے یک عالم یہ کرتا ہے ترا دستار بند

لیلی و عذرا و من شیرین سی وہ ہیر بھی
کچھہ خوشامد سے نہیں یہہ بات اپنے جی کی
سب کو حسن یار سے واله کچھ نسبت نہ تھا
اے عزیزا اس میں نہ شک کر ہے یقین مجکو بھی

یوسف مصری ہوا اس سے ہے دم کھا بند

دیکھہ اوس آئینہ رو کو اسقدر حیرت ہوئی
مثل نرگس ہوکے حیران پھر ہوئی کشتی سی [illegible]
جو مجھے سایہ زدہ کہتا ہے اب اسکو کوئی
انتظار ایسا ہے کسکا جو بوقت نزع ہے

کر نہین سکتا ہی اپنی چشم بیمار بند

شش جہت مین تو نہین ہی اسا کوئی یار — اب کوئی ہووے کیسے ہو مقابل تمسی یار
پھر بھلا کیونکر نہ سودائی او سی کیجی نگار — حسن خوبی مین جو کوئی آپ سے ہووے دوچار

جی مین آتا ہی کہ اوسکی کیجیے مقصد چار بند

ہے یہی اوسکی ردیف اور زور سے ہر قافیہ — گرچہ خوبی سے بندھا ہی اسکا تو ہر قافیہ
پر مری خاطر سے ہو اوسکا بھی بہتر قافیہ — دوسری لکھ لے غزل صنعت بدلکر قافیہ

ہاتھ سے کاغذ کا تب تو ڈالنا ہی یار بند

دل عاشق پہ کرین ظلم نہ کیونکر تعویذ — غور کیجے تو چڑھے ہی کسکی ہین اب سر تعویذ
کیون نہ بیدادین ہون چرخ سے بسر تعویذ — سر گنبد پہ ہوئے مین بلا قہر وہ او پر تعویذ

کہکشان مانگ مہ و خور کے برابر تعویذ

جتنی ترکیبین ہین جب تک نہین چہوڑی کوئی — یعنی دم اور فسون اور سب علوی سفلی
الغرض دوستو تفصیل کرون کس کس کی — اوس پری زاد پہ تاثیر کسی سے بہی نکی

سورۂ جن بھی پڑھی اور لکھی الٹی تعویذ

تفتیش ہجر یا مین بہا لے تو ہوئی پر اثار — کہ بہانے لگی خون ہجر مین چشم خونبار
جی جلے کیون نہ کہ اب بلغض بھی ہی تو ٹہار — گر میان غیر سے اب اور بھی کرتا ہو وہ یار

کیا ہی نادم ہوی ہم جب کی جلا کر تعویذ

آج تاب وہ نکی سنے لیس تاب تو ان سب کہا — پھر نظر بھی نہ کیا تھا کہ عشق ہو کے گرا
تاب لاوی کوئی اوسکی تو یہ مقدور ہی کیا — برق کی کوند مین کچھ فرق سر مو بھی نہ تھا

اوس پری نے جو مین بھیجے تہے مجھ تعویذ

احتیاط اور یہ سوا اس کے اوسکو اکثر — یعنی عاشق کا جلے مجھ پہ نہ جنتر منتر
سبزا سی ڈرسے شب و روز گویا آٹھ پہر — سر مین ہاتھون مین گلی مین کمر اور بازو پر

۱۷

اپنے ہر عضو پر رکھتا ہے وہ دلبر تعویذ

ایسا عیار ہوا ہے مری جی کا دشمن
میں تو حیران ہوں آتا نہیں مجھکو کچھ بن
اوسکے ملنے کا بتا دے تو کوئی مجکو فن
خوف جان تہے ہوں جسبا شخص کے مثل دشمن
اوس پہ تاثیر کرے پھر کوئی کیونکر تعویذ

لیکن اسیر ہی تو نادانی و بیتابی ہے
قصہ کوتاہ ہے اب نام میں اون کس کسکے
کوئی ساحر کوئی عامل نہیں چھوڑا میں نے
تھک کے نادم ہوئے سب علوی و سفلی والے
نہ چلا اوس پہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

جب تو پھر چھوڑ دیا سحر و فسون یکقلم
جذبۂ عشق سے جب آپ کیا اوسنے کرم
عشق صادق نے کیا اسکو بھی الفت کا غم
بعد مدت یہ ہوا ہمپہ ثبوت اے ہمدم
کہ محبت سے نہیں ہے کوئی بہتر تعویذ

مجھکو لازم ہے کہ میں شیرنی پیر دنکی بٹاؤن
جسنے آکر یہ کہا اوسکی میں اب صدقے جاؤن
کیا تعجب ہے کہ شکرانے سے پہولا نہ سماؤن
ہمنشینونسے وہ کہتے تہے کہ آنکھونسے لگاؤن
ہووے گر ہاتہ کا صنعت کے میسر تعویذ

ظالم ہے کوئی اوس نٹ کہٹ کی برابر
ایام نحوست جو ہوی گہٹ سکے برابر
اک عمر تلک اوسکے نہ ہم بیٹھ سکے برابر
جا سکتے نہ تہے جسکے کبھی چوکہٹ کی برابر
شب اوسنے سلایا ہمیں کروٹ کی برابر

سرمہ ہے نہ مہندی ہے نہ ٹیکی ہے نہ مسی
بالذات خدا نے یہ سجاوٹ ہی اوسے دی
پہٹا ہے نت اوڑھنہ کچھ دانک کی کرتی
اوس ملگجی پوشاک کی مسکی ہوئی چولی
ہے بلکہ پری اور ادا لاکہ بناوٹکے برابر

کانون سے سنا لوگون سے تھا طور کا قصا
پر آج یہ سب جا جون نے آنکھون سے دیکہا
بیخود ہوے تہے جلوہ سے جو حضرت موسیٰ
پر دیکھو اوٹھا گھر سے وہ دو رنگ نکل آیا

غش کہاکے گرا ایسے سی مین جو کہٹ کی برابر

نیند آئی نہ اک پل بہی مرا شام سے تا صبح
حال اپنا عجب وسوسون تہا شام سے تا صبح
نازل تہی بلا اور ستم شام سے تا صبح
آنیکا خیال اوسکے رہا شام سے تا صبح

اور تہا ربا سر بالین سے آہٹ کی برابر

یہ تونے نئی وضع کا اک طور نکالا
بالا یہ نہین پاس ثریا کی ہے بالا
اب جبن سے ترا حسن ہے خوبین دوبالا
یون موتیونکے لٹکے ہین جہمکے ہی دوبالا

مہ جیسے کہ ہو تارون کے جہرمٹ کی برابر

اوستاد مجہے سحر و فسون لاکہ سکہاوین
ممکن نہین پر اپنے جو مقصود بر آوین
اور رات دوالی کی بہی ہر چند جگاوین
اور سو لیون اثر کیا کرین یہ سیکی دعاوین

تعویذ ہی لٹکے ہے پڑا لٹ کی برابر

اور بس شوخسے ہوتی نہین اپنی جو ملاقات
رونیسے سروکار ہے فرقتمین دن اور رات
کٹتی ہے عجب طرحسے عدم مری اوقات
گہر اپنے شب و روز ہے کیونکہ نہ برسات

یہ دیدۂ گریان ہین جہاوٹ کی برابر

صنعت سے کہا کیا تجہے و انشک ہے یار اب
یا عارٹتا ہے غیر کو جیب جیب کے تو یار اب
یا آپ ہی رکہتا ہے تو خاطر مین غبار اب
جا سکتا نہین بزم مین اوسکے تو قرار اب

کیا چوری سی جہانکے ہی کواڑٹ کی برابر

جان گر دیجیے تو دیجیے لیکن عاقل دیکہکر
دم تو لے مت رشک کیا غیرون کو بسمل دیکہکر
ہر لسن ناکس ہے ہو مستعد ہین غافل دیکہکر
اسقدر بیتاب مت ہو تیغ قاتل دیکہکر

جائیو مقتل مین تو بہت اپنی اجل دیکہکر

بدگمانی سے نہین مجکو رہا ہے اعتبار
جب مقابہ تونے منگوا کر کیا اپنا سنگار
ہو گیا سکتا مجہے مانند چشم انتظار
یاں دل حیران کو درد و غم ہوئی آئینہ دار

آئینہ اسی سادہ رو تیرے مقابل دیکھکر

ہر جگہ تمنے مجلکر دل ہیں جس تس کے لئے
کیا اجارا و نکا پڑیگا لیتے ہو کسکی لئے
بس ہے للاسا ہیں نہیں دینی کا تم جسکے لئے
کہتے ہو گھر کو نہیں جانیکا ہیں اسکی لئے
روز ہی للچائی رکھیہ تم مفت کا دل دیکھکر

پھلے تو راس و ذنب کو دلمیں اپنی سوچ لو
اور قمر کی سیر او سدم برج عقرب میں تو
ہو قران مشتری و مہ بہم جس رات کو
جائیے گھر میں ولا اوس مہ کی تب اے جانیو
سوچ ساعات اور کواکب کی منازل دیکھکر

پھونچیاں بالا و زلف اوسنے جیا اپنی دین لہا
یاں مجھے دیوانہ پن نے یہ دیا زور بہنا
اسطرف اوسکا گذر جو اتفاقا ہو گیا
کی نظر مجھپر تو اوسنے ہنس کہا کر رو دیا
ہتکڑی اور طوق یا وتحمین سلاسل دیکھکر

کوہ و صحرا دشت و ہامون جبکہ میں سیر کر چکا
سنگ کہا کر کوچہ و بازار میں رسوا ہوا
اب کوئی دیکھیں فضیلت کی میں پگڑی باندھتا
عشق نے وحشت کے مکتب کا خلیفہ کر دیا
قیس اور فرہاد میں سے مجھکو قابل دیکھکر

میں کہا تب تک قدر دانی کا کرون اوسکا حساب
عاشقو نمیں اوسنے اپنی مجھکو کر کی انتخاب
مار کر گویا پلایا مجھکو یہ ظلمت کا آب
کہہ دیا اوسنے مقید جب تلک بیچ و تاب
کاکل پیچان کا اپنی مجھکو مائل دیکھکر

تنگ لڑکوں سے ہوا تو قیس صحرا کو گیا
اور بیچارہ کوہکن بھی کوہ میں جا کر مر گیا
کہلکے گل ہاتو بہ وحشت آ وینڈی دو نسے چلا
ہمنے بھی جا کر دشت ہرزہ گردی لے لیا
عشق کے اقلیم میں وحشت کو عامل دیکھکر

یہ لکھا صنعت نے سنکر اس غزل کو دوستو
کہو لکر دل خوب سا اوسنے رولایا ہمکو تو
پر یہ اتنی عرض ہیگا جو گران خاطر نہو
اک غزل کی اور فرمائیش ہے رقت آپکو

فن علم شعر مین اوستاد کامل دیکھکر

نیم بسمل سا تڑپتا اپنا مین دل دیکھکر … ہوسکے نادم بس کیا مین جاکین مل دیکھکر
اور غیرونکو شہید اسکے مقابل دیکھکر … اپنے دل کو آہ مین مقتل مین بسمل دیکھکر

رہگیا کن حسرتون سے سوے قاتل دیکھکر

قیس لیلی پر مری تہا یہہ وہ جلتا تا بکی … منزل ہستی کی اوسنے خواہش لیلی مین طے
قبر مین بہی ہے ہواے دید اوسکو پے بہ پے … کب بہولا ہی یہہ روح قیس کرتی وجد ہے

رونق ارض النجد مین لیلی کا محمل دیکھکر

قیس و نل لیلی و دمن کی عاشق صادق ہین جو … اور شیرین سے کے فرہاد و رانجہا عشق ہین جو
یہ تو انسان ہین بہلا اب ذکر ادنی کیجیے … گل کو بلبل شمع کو پروانہ قمری سرو کو

بہول جاتے ہین تری شکل شمایل دیکھکر

ایسی گردش مین نہ قمری کی طرح جسسے خطا ہوا … مثل ماہی سر مرا رہتا ہی اب تیغ جدا
مین مرا پہرتا ہون مدت سی ولیکن اب تبا … شکل جوزا یان حمایل زخم گردن مین پڑا

تیغ کو قاتل کی گردن مین حمایل دیکھکر

منہ مرا ہوتا ہے میٹہا جبکہ یاد آجاتی ہے … ہای منہ پاتا نہین پر دل مرا للچاتی ہے
بہر سوال بوسہ پر اب دل مرا اتراتی ہے … آہ کیا کیجے کہ یان دل بر مین تڑپا جاتی ہے

ابہری رخسار تری بوسے کے قابل دیکھکر

سب سے پوشیدہ تہی ابتک اور یوسف کی چاہ … ہوگئے یہ اشک بہی اور لخت دل دونون گواہ
آبرو کیونکر رہیگی ہمدمونمین یا اِلٰہ … کہل گیا احوال لکا صاف ہے چشمونمین آہ

قطرہ ہای اشک مین اب خون شامل دیکھکر

ماہ کے اندر کلف سا ہی جو یہ ابتک تندخو … جہائیان کہتا ہی کوئی اور کوئی بگڑا لہو
پر غلط ہی سب اسی کو جانیو تحقیق تو … داغ کہایا ہے قمر نے رشک سے ایماہ رو

جلوہ گر رخسارۂ پر نور پہ تل یکلخت

گل کوئی عاشق کہے تہا یوں بچشم خونفشان
اب کوئی صنعت تبا اور کیجیے رو کر ابر سان
آبرو پہ بجا ہے چشموں میں جیسے او میان
رقت آنکھوں پہ پڑی پردہ ہزاروں انپہ یان

انپہ اونکی درمیان پردہ کو بالوں یکلخت

ابرو کا ہی خم طاق یزدان کے برابر
اور کسکی اسے کیجیے اب بانکی برابر
واللیل بھی ہے اس رخ تاباں کی برابر
ہے صفحۂ رو آپکا قرآن کی برابر

ہم سمجھیں اسے کیونکر نہ ایمان کی برابر

یہ طرفہ ہی مژگانکا ہر اک تیر ہی ٹیڑھا
اور تو وہ دلیں لب معشوق ہی ہوتا
اور تشبیہ کمان ابرو پہ چلا ہی نہ ردوا
تھا تیر میں رستم کے بہت دور کا بلا

پہونچا نہ تہا اپنی مژگانکے برابر

السرور ان باغ میں جا کے تیرے گل
آزردہ ہوا گل سے بہی کہتی ہے بلبل
پژمردہ ہوئے سبکی حقیقت گئی بس کھل
اکڑے ہی کہڑا باغ میں اک طرح پہ سنبل

کب بل ہے تری زلف پریشان کی برابر

اسطرح کا انسان تو دیکہا ہی بہت کم
ہیں جن و بشر جو کہ یہاں خلقت عالم
ابرو کو ہلا کر دے جو بہونچال کا عالم
دانست میں ہر اک کی ترے ابرو ہی بر خم

واللہ کہ ہے خنجر تیران کی برابر

لڑتے تھے بہم جوہری اور شاعر غرّا
پہر آخر کار اب بدلا یہی ٹہرا
یہہ دانتوں کا مدح تہا و سلک گہر کا
ہے گو کہ حقیقت میں مفاد رکہتا

تا بندہ نہیں پر ترے دندان کی برابر

عشاق میں اے شوخ تری جو کہ کہڑے ہیں
کر قتل نہیں یہ بہی تو مشتاق کہڑے ہیں
سر دینے کو وہ در پہ تری آن اڑے ہیں
ہر سمت کو کشتوں کے تری ڈہیر پڑے ہیں

کوچہ ہی ترا گنج شہیدان کی برابر

صنعت نے کہا جلکے یہہ اوس شوخ سی جا کے
اوس نام کا لازم ہے ستمتین بلین تو کیجے
اب سلطنت حضرت مہدی علی کی وان آئے
افسوس ذرا قدر نہ سمجھی کبھی تمنے
اب بہی رکھو مہدی کو وان جانے برابر

ہمنے دیکھی بہی نہین صورت گلزار ہنوز
اور صیاد یہ یہ بہی نہین اظہار ہنوز
کچھہ رہائی کی بہی ہے شکل نہ زنہار ہنوز
بال و پر ہم نے نیا لائے تہے نمودار ہنوز
جب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ظلم کا تجھکو بہلا کہیئے نہ کیونکر استاد
بال و پر توڑ کے اب کرنے لگا تو آزاد
ایکمدت سی رکہا قید مین تو نے جلاد
ہونگے پامال نکر ہمکو رہا ای صیاد
مشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

ہم قدیمی ہین ترے تو رکہے غیرونکو یار
آج کل سے تو نہین چال یہ اپنی ای یار
ہے مثل یعنے قدیمونکا بڑا فرو وقار
تب سی پامال ہے دلکا ورق صبر و قرار
سبق ناز نہ لیتے تہی یہ رفتار ہنوز

یار کے وقت ہین اب مفت قضا ہے بدنام
تمکو ہے زیست کی امیدیان ہوئین تمام
کہ قضا کا تو وہ خود آپ ہی کرتا ہے کام
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم دہونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

سینہ شق دلپہ قلق لب پہ فغان اور نالا
دیکھکر حال سبہی اوس سے صنعت نے کہا
خشک لب تشنہ دہن چشم سے جاری دریا
تیری دوری سی عجب حال ہوا سودا کا
ہین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

وصل کی تیری رکہے ہی یہ گرفتار ہوس
اور نہ یہہ بہی ہوئی دیدار کی نہ بہانہ ہوس
تجھسے بات تو نکلی بہی ہے اسکو تو بس بار ہوس
کچھہ بہی نکلی نہ دل زار کی ای یار ہوس

جیکی جی ہی مین چلا لیکے یہ بیمار ہوس

گل کو جا ہی یہی مجھسے ہوئی ہے تقصیر
کس کے صیاد نے پر باندھی تو ہو کر دلگیر
آگیا غصے مین یہ سنتے ہی اونکی تقریر
کہتے تھے کشمکش دام سے مرغان اسیر
کھینچ لائی ہے ہمین جانب گلزار ہوس

اتفاقاً جو مدد طالع بیدار نے کی
خوبی اب کس سے بیان کیجیے یہ قسمت کی
آگیا اپنے مکان پر جو تھی وہ سرو سہی
جوشش حیرت سے رہے دیکھنے کی چلین بھی
چشم بیدار کو جون رخنۂ دیوار ہوس

قتل گہ مین جو وہ لیجائیگا مجھکو بدخو
بس ارادہ ہے یہی دیکھتا ہی ہے دم تو
سرخرو ہوویگا جب میرا بہا کر کے لہو
کاش یون سمجھے وہ دم قتل تو کہیے برو
ایک بوسہ کی رکھی ہے یہ گنہگار ہوس

ناتوانی سے مین جون نقش قدم ہون بیٹھا
کافر اب بہر خدا ہی تو میرا یہ کہا
کوئی دم کا ہون نہین مہمان تیرے کوچہ کا
جان بلب ہون مجھے کچھ بھی توانائی نہ تھا
دریان ہی کوئی دم رہنے کی اسی یار ہوس

جسطرح ہوتی ہے گلزار مین بلبل نالان
بس اسی شکل سے ایجان تو اب مجھکو جلان
اور جون شمع کا پروانہ ہو دم کا مہمان
آہ جیسے کہ دم نزع کوئی دم کوئی آن
دم ٹھہرنے کی رکھی ہے کوئی بیمار ہوس

سنکے اسکو تو ہوئی دل کو نہایت فرحت
بے تکلف ہے جو یہ کہتا ہی تجھسی صنعت
آفرین تجھکو ہے استاد کو تیرے رحمت
کہ غزل اور یہ تغیر قوافی جرأت
یہ ردیف اوسکی بھی رکھیے تو تکرار ہوس

ہے جو چشم مری مثل انار شرر آتش
یکسان ہون گو گرد کی مین سے بر آتش
اوس نخل کا پھل آتش و برگ و ثمر آتش
شعلہ ہے نفس دل ہے شرر اور جگر آتش

آتش کدہ سینہ مین ہے کسقدر آتش

وا انتو یمن مسی اور حنا کرکے لکہوٹا
مل دل کے بدن دہوے ہوئی منیڈ یان گنگ ہوا
پوشاک بدل عطر لگا چشم کو چمکا
اے شعلہ رخون سیج کہون ٹہن کی بہبہوکا
جاتے ہوا لگا نکہ لدے لپیٹے گہر آتش

جب اشکون سے مین گہر کو فراغت ہوئی دہو
کافر ہو جو اوس وقت تجہے جلنے سے روکے
اب تجہ خدا مان کہا کہتا ہون رہکے
اے آہ بجل نالہ لے تہم جائی دی جہوکے
آندہی مین نہ گلجائے کہین اپنا گہر آتش

گو جہاڑ بلوری بہی جلین جاہ و حشم سے
وہ بتیون سے جلتے ہین ہم سوز و الم سے
صورت شمع مین وہ خوب لیکن کوئی ہی
داغون نے بنایا سرو چراغان تپ غم سے
ہے بیٹہی لیس آتش ادہر آتش ادہر آتش

اللہ رے صفائی رخ دلبر دل جو
تہا ایک طرف آئینہ اور یار تہا یک سو
کچہ تاب مین دو لوٹکے نہ تہا فرق سر مو
تہا رخ سے بہم آئینہ اور آئینہ سے رو
گہر یک کمایائی مین تہا یائی گہر آتش

اوس گل کے جو دیدار سے مین نہ تہا ہو محروم
رہتا ہے وہ لے وہ بہی مری درد سے مغموم
آتش جو ہے دلمین سو جو اسمین نہین موم
مضمون کا مری شور شکا دو کہ جایگا گوم
نامہ کو لگا دیکہو تو اے نامہ بر آتش

فرہاد نے شیرین سے کہا ہو جو نہ تو گرم
آتی ہے مرے خون سے جو تجکو یہ بو گرم
ہے چشم تپ غم سے کبہی سرد کبہی گرم
پتہ رالی ہولی چشم سے ٹپکی ہے لہو گرم
چقماق سے یہ جہڑتی ہے بہت فتنہ گر آتش

ہے مثل چنار آہ مری چشم مین اعجاز
ہون شرح درون سر بہ درون تیشہ پرداز
دکہلاون تجہے اسکا تماشا مین گل ناز
ہے آہ مری شکل انار شرر انداز

نخل آتش و شاخ آتش و برگ و ثمر آتش

صنعت نے کہا جائی یہ جل عشق کا شعلہ / کرتا ہے کلیجہ کو خلل عشق کا شعلہ
ہرگز نہ گیا ٹالے سے ٹل عشق کا شعلہ / نکہت چمن بن گیا سر سے نکل عشق کا شعلہ

گیا طور پہ موسی کی ہوئی جلوہ گر آتش

خفطاک دیکھنے پر بندہ پرور / ٹھکا ہر ایک کی خاطر میں گر کر
کیا قربان جان و عزت و زر / یہی ہے منصفی ای واہ قسمت

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

نہیں عشرت کی رہ سے ہیں ہوں بازو / یہہ ہے اسواسطے تا ہوئی بیہوش
کبھی تو آپکا ہو غم فراموش / ابھی کسواسطے اب ہوئی روپوش

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

محبت آپ کی اور مہربانی / ہوئی معلوم مجھکو سب زبانی
وہی کی آپ نے جو دل میں ٹھانی / نشانی کی جگہہ ای میری جانی

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

تمہیں سب زر کی خاطر لگئی ٹال / نہ چھوڑی بھی اپنی صاحب آپ نے چال
کیا لالچ کے خاطر مجھکو پامال / ہوا ایسا گنہ کیا جو کہ فی الحال

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

ابھی جس روز سے تم ہو سدھارے / یہاں ہم گور کے پہونچے کنارے

شب فرقت مین اب گنتی ہین ہماری ۔ کبھی یہ شعر ہم پڑھتے ہین پیارے

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

جو میرا دوست میرے پاس آیا ۔ تمہارے درد و غم مین اوسنے پایا
مری حالت پہ اوسنے رحم کھایا ۔ میری جانب سے بس تمکو بلایا

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

اسی سے آپ ہین اے ماہ روشن ۔ اسی پر آپکا چمکا یہ جوبن
تمہین لازم نہ تھا ایسا کہ گلشن ۔ تشفی کے عوض جو وقت رخصت

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

طریق عشق مین دینے کو ہوتا گر نہ گردن ۔ نزاکت سے نہین لاتا ہے تو تلوار گردن تک
ارادہ ہے یہی تن پہ جو ہے اب بار گردن ۔ نہ سر کو دان ہے گو اسمین کٹی اپنی رگ گردن

کرون کیا پر نہین کرتی ہے جو تلوار گردن تک

عجب اک مشغلہ ہاتھ آگیا ہے اوس ستمگر کو ۔ پھرا تا ہے گلے پر سے سر خنجر کا دلبر کو
چھوڑی کٹھلی سے لڑکا جو ذرا آوے مرغ بسمل ۔ کہے ہے قتل ان کہیلو نہ اب خنجر کو

وہ لیجاتا ہے اور لاتا ہے سو سو بار گردن تک

ہوا مشہور عالم مین کہ اسکو کیا سکتا ۔ تماشے کے لیے سنکر جو وہ آئینہ رو آیا
کہا تب چاہ صورت نے میری اوسے گھر کی دوا لیا ۔ مریض عشق تیرا کیا بتاوے اپنا جو کہنا

کہ لا سکتا نہین ہے ہاتھ پیارا گردن تک

بچے تھے تو جلی کشتی مین جب طوفان آیا ۔ یہان ہے یہ ستم جاری ہوا کشتی سے ہے زور

بچونگا کس طرح مین پیرنا تو بھی نہین آتا | کیا چاہیے کیا طوفان ہے آلین نزدیا

کہ پہونچی موج خون اے دیدۂ خونبار گردن تک

نہ ہوئی الفت کیا کیجیے یہ سب تو ہین ہمکو | ابھی امید مین کٹتے ہین اب لیکن برس ہمکو
ڈراتا کیا ہے اپنی بات ہین لیکن قفس ہمکو | نہ تنفا دام ہین ہنسنے کی تیر [illegible]

کہ کانٹے کیون ہین اے صیاد ہم تیار گردن تک

نصیب اپنا ہے [illegible] | یہ سوال [illegible] اور چہوتا سا [illegible]
مجھے کہتا ہے [illegible] بلبل کی بہاری | ذرا اشک اپنی آنکھون نے نکل پھر [illegible]

نظر جاتی ہے جب اوسکی صراحی دار گردن تک

کوئی پھر خدا اوس شوخ کو جا کر سمجھا دے ہم | کہ [illegible] تیری بھی اور وہ مجلسی یار
تو کہنے سے کیے شاید اوسکو حیا نہین اور | سر افراز بھی ابھی اہل سخن ہمکو ہو جاوے

جو اوس قاتل کی پہونچی تیغ جوہر دار گردن تک

وہ پہنے سر پہ تاج اور کوچہ اسلام مین پھیر | نہین ہے جو تمہ اسمین مگر موہی خدا حاضر
یہی ہو جاوے پھر اوس شخص کا انجام کار آخر | تمہ پاؤن کی [illegible] دور رہ دیکھی جو اے کافر

تو پہونچے کیون نہ اوسکی رشتۂ زنار گردن تک

جہان جاؤ سے یہ چلتے ہون یار حور و غلمان کے | خوابیدہ ہوش و ان قائم ہین کس طرح [illegible]
نہین ممکن کہ بیٹھون پاس جا کر [illegible] | ملا نالے لب [illegible] بہت دشوار جانا ہے

کہ دست آرزو پہونچا نہین اک بار گردن تک

کیے رہتا تغافل گرچہ مین کل [illegible] منہ سے صفت | ارے سفاک تیر [illegible] رہا دی نہ [illegible]
لگا تو بیدھڑک جتنی ہو تیرے ہاتھ مین قوت | نہ موڑون تجھسے تو بھی منہ کبھی مین نام کو جرأت

جو پہونچی سر سے اے قاتل تری تلوار گردن تک

گلبدن توڑکے ہر صبح جو گلزار کے پھول | پھینکتا روز تھا سر سے تری وار کے پھول

مر گیا دیکھکے کانون مین وہ سرکار کے پہول
قبر پر اوسکے چڑہا ابنی بہی تو ہار کی پہول

آج ای رشک چمن ہین تری بہار کے پہول

شغل گلبازی جو ہم کرتے تہی باہم یکشب
اوسی جلسہ مین ہوا ہم ہی یہ کیا وای غضب
ایسی اک اوسکے لگی پنکھڑی گلکی بیڈھب
آگیا غش مین وہ گل بالی نزاکت کی سبب

سخت محجوب ہوئی ہمتو اوسے مار کے پہول

تیری ان آنکھونکی بیمارون سی کوئی مضطر
آہ کہتا تہا دم نزع یہ با دیدۂ تر
کبھیو شمع نہ روشن نہ چڑہانا چادر
مین کسی چشم کا کشتہ ہون مری تربت پر

ایک دو کافی ہین بس نرگس بیمار کے پہول

قتل جب مجھکو کیا شوخ نے بیجرم و گناہ
جو کوئی حال سے تہا میرے اور اوسکے آگاہ
لاش پر لا مری کہتا تہا یہ اوس سے واللہ
زخم کیا گل سے کہلا ہین تری تربت کے واہ

پہل تو دیکہی ہین یہ دیکہو کوئی تلوار کے پہول

چمن دہر مین جتنے کہ یہ گل ہین او خار
مثل شبنم نہین انکو بہی ابہی کچھ قرار
ہاتف غیب سے آواز یہ آئی یکبار
چار دن اور بہی گلشن مین گلونکی ہی بہار

دیکہہ بلبل نہ بہت چہچہے تو مار کے پہول

سیر گلشن کی خوشی تہی جو ابہی گلکو اگر
اور غش کرتا ہی ہر طور کے گلدستون پر
اسلیئے ہمنے بہی تدبیر کی ہی مگر
کیا ہی گلدستہ کرین ہاتہونکو گل کہا کہا کر

ہاتہ چڑہ جائین کہین گر سر یار کے پہول

کیون عبث دوسی کرتا ہی تو یہ شور او غل
مین تو انسان ہون ای یار نہین کچھ بلبل
ہے جو یہ تختۂ داماں مین سرخی بالکل
باغبان مین تو تری باغ کی توڑی نہین گل

ہین یہ دامن مین مری دیدۂ خونبار کے پہول

دیکھکر اوسکی سجاوٹ کو عجب ہی حالت
دلمین نے صبر نہ کچھ ہوش نہ تہین طاقت

بیش جاتی نہین اپنی تو یہان کچھہ صنعت — ہم تو بس مر ہی گئے ہای زتر یکہ محنت
دیکھ کر کانو نہین اوس شوخ طرحدار کی بھول

مخمسہ — دیگر

عشاق کے خدا نے جو اول بنائی ہول — تو دلبر ون کے عشق کی غم مین بہنسائی ہول
اب کس طرح سے ہو وی جدا غم سی ہای دل — روز ازل کہ گشت غمت آشنائی دل
دل مبتلا ز غم شد و غم مبتلای دل

غلمان فرشتہ حور و بشر جن اور پری — محشر مین ہونگے جمع جو ہو وی گی داد گری
تو نے جو خون بہایا ہی کر کے ستمگری — ترسم کہ تا بہ پرسش عزرا نیاد ری
امروز بکید و بوسہ بدہ خون بہای دل

اس مرتبہ مین مجھسے خفا ہی وہ رشک حور — یعنی کہ میرے نام سے بہاگی ہی دور دور
ہمدم یہان بولا وبے اوسکو تو بے شعور — در پہلوم بجا بنشیند کہ از غرور
پیکان او دمے نہ نشیند بجای دل

سہ پارہ تیری حسن نے کہ جور جفا سہی — توقیر خوب یہ دل عاشق کی توڑ لی
اے یار دل لگانے کی بہی تہی سزا یہی — دل پارہ پارہ کرد بہ مژگان میدہی
گر قدر دل بہ پیش تو اینست وای دل

دامن کی دہجیان ہین گریبان ہے تار تار — خانہ بدوش اور پریشان روزگار
صنعت نے یہ کہا کہ تو اب مجھسے بار بار — واقف میرس حاصل سودا ز لف یار
یعنی خریدہ ایم بلای برای دل

مخمسہ — دیگر

دریا مین ہم ہی کنار ہین ہم — اور وار ہم ہی ہین پار ہین ہم
کشتی مین ہم ہی سوار ہین ہم — حیران آئینہ دار ہین ہم
یارب کس سے دو چار ہین ہم

چون را نجہا ہو یا رتن ہو — وامق ہو یا نل ہو یا دمن ہو

بلبل پروانہ مرد و زن ہو | مجنون ہو خواہ کوہ کن ہو

عاشق کے دوستدار ہین ہم

جو خاک ہین سو ہین سرمۂ چشم | ہم مکر سے تو ہین سرمۂ چشم
وہ اور ہین جو ہین سرمۂ چشم | اور ون کے گو ہین سرمۂ چشم

اپنے دل کے غبار ہین ہم

فرماوے جو کچھ صنم [illegible] | انکار نہین ہے جان تک بھی
بس ایک ہی حکم ہین [illegible] | اپنے ملنے سے منع مت کر

اسمین بے اختیار ہین ہم

اعضا ضعیف و غرور حسن تا کے | دے بادۂ عشق اب پیالے
یہ ساحل منتہی آگیا ہے | مشتاق کدھر ہے کشتی ہے

ابھی تو ہین پار ہین ہم

بے چین ہے خلق یار تجھ بن | مشتاق سبھی ہین رات اور دن
اون بوالہوسون کو یار مت گن | یون تو عاشق بہت ہین لیکن

اس طور کے لیتی یار ہین ہم

مجنون سے جنون ہوا ہے ملحق | فرہاد ہوا ہے عشق مین حق
صنعت ہے یہ قول دردبرحق | مجنون فرہاد و درد و وامق

ایسے یہ دو ہی چار ہین ہم

کب تک یہ غم اوسکا کھاوینگے ہم | اب اوس سے جی لگاوینگے ہم
آج اوسکو یہ کچھ سناوینگے ہم | ابھی جو پیا نہ جاوینگے ہم

پھر منہ نہ تمہین دکھاوینگے ہم

ظاہر تو ہین غم مین تیری سالم | باطن کا وے خدا ہے عالم

اب اور کوئی ہمیں لگا لیں
ہاں کیوں نہ بلینگے تجھسے ظالم
جو گالیاں منت کی کھائینگے ہم

غیرت نے ہے ابتو دل کو گھیرا
ملنا ہی بس ہمنے تجھسے چھوڑا
اور آخر کار ہے یہ سمجھا
اب ہی جو جی نہ رہ سکیگا
تک دور سے دیکھ جائینگے ہم

اب غیروں کے تو پھر رہے گھر
تھا بار نہ جنکو تیرے در پہ
اس شکل سے جیتے ہم گئے مر
جینے ہی سے ہاتھ اوٹھائینگے پہ
ہاں میں نہ تیری اوٹھائینگے ہم

صنعت کو جو تو نے ہی دکھایا
اب دیکھنا لے گا اوسکا بدلا
سو چھوں پہ وہ ہاتھ پھیر بولا
جو جائیے جاہ کا سرشتا
قائم ہیں تو کر دکھائینگے ہم

کھڑا تھا اتفاقاً گل وہ گلفام
نظر آیا مجھے جب دم وہ خود کام
نہایت شوق سے پھر کام ناکام
زلعلش کام جستم او دشنام
بحمد اللہ کہ باری یافتم کام

تو اک تو گول ہے اور دوسرے پھر
نہیں کچھ اوسکے آگے تیری توقیر
خفا ہو اوس سے میں نے کی یہ تقریر
بر آ دای ماہ گردون گوشہ گیر
کہ آمد ماہ من بر گوشۂ بام

کہوں کیا غنچہ لب میں تجھسے احوال
ترے جو لب کا مجھے لپکا تھا ہر حال
لگا لی اور دل نے یہ نئی چال
چو بر یاد لبت نوشم مے لال
لبالب کرد از خون جگر جام

تو چھوڑے زلف منہ پر تک خورشید
کہ دل ب لعاشقوں کا اسمیں ہو قید

نہین کرتا ہون مین ذکر بکر و زید
ہمائے صدرہ باشد کمترین صید
کہ از مشک کیرد مہ نہی دام

رہکیہ ہی یار تو حسن گلو سوز
وہ چشم آفت ہین اور مژگان جگر دوز
نکلتا ہے اسی صورت تو ہر روز
برخ ماہی و لے ماہ دل افروز
بقد سرو و لے سرو گل اندام

نہو گا تجہسے یہ جہگڑا کبہی طے
نہونا جمع تو ہرگز اسکے در پے
کہون کیا بات یہ اسرار کی ہے
بگو عشقت زکے بود وست و تاکے
ندارد عشق با آغاز و انجام

گیا تہا صید کو جو وہ پکڑنے
سر اک سگ کو پکارا نام لیکے
کہا جامی نے صنعت ہائے اوس سے
سگت را کاش جامی نام بودے
کہ رفتی بر زبانت گہ گہ این نام

خمسہ دیگر

دلبیہ یہ وحشت تو از راہ جنون جائی نہین
عشق کا بیمار ہون کچہہ مین تو سودائی نہین
اور صورت سی طبیعت اپنی گہبرائی نہین
شکل وہ ان سے جو تجہنے ہمکو دکہلائی نہین
کل ہے بیکل ہون مجہے کل آج تک آئی نہین

جان مین ہین ہر قدم پیروہ تری انگلیلیات
جس سی مردی جی اوٹہین اور دلوین زندہ ہی جان
اور مری جان مقبرو مین چل کے تجہکو دیکہہ وان
جی اوٹہین رفتار سی خواب عدم کی خفتگان
کچہہ مسیحا سی تری کم جلوہ آرائی نہین

کہا کی غم فرقت کا تیر اور سیکڑ و دلکا خون
یہان تلک فربہ ہوا مجنون سی کیا تشبیہ دون
بل نہین سکتا جگہ سے کیا کرون لاچار ہون
مین جو کوچہ مین پڑا ہون مجہہ سے کہا و جنون
ضعف نے لی بس کیا بیمار یہ بہلائی نہین

بیٹہکے والا اتنی رکہائی کچہہ تو قصہ ہی ڈرو
پاس بدنامی ہے یا ڈر غیر کا ہے آپکو

روبرو جانے سے کہین باز رہین ای شیدؤ بات گر کرتے نہین تو سامنے بیٹھو رہو
مشکل و کہلا اینکی تو تجہو قسم کہا آئی نہین

آپ بہتا ہی نہین ہمتا ہے یہ ذوالِ شک جو ایسے ہیں سے بہر کو رپتی ذرہ ہیں بیا وہ سروَ
ہے بہت مشتاق مکہ اسکی خاطر ہے ضرور اس دل وحشی ہی کیونکہ تجہ بہا کہ تو ہو
اپنا دیوانہ اسی جو سودائی نہین

جب سوا ہین بہتا ہوتا ہی اک گلعذار مصلحت بہر کو لیئے جہیپ جہیپا کرتا ہے بار
مان تو اس بات کو کہتا ہون تجہسے بار بار گر نہ دیکہو نگا تجہے تو اور ہونگا بیقرار
اسمین رسوائی ہے کچہ پلنے مین رسوائی نہین

حسنت یہ نے کہا مین کچہ بہی فی الفور سوچ اندنون لاحق ہوا ہی مجہکو اک بیطور سوچ
کچہو اس بات کا تم بہی تو دلمین غور سوچ اوسکی خاطر سے مرے دلمین نہین کچہ اور سوچ
ہے یہی حیرت کہ کیون اب تک اجل آئی نہین

پوچہتا ہون تجہسے مین جہر خدا لِلّٰہ کہو مار گالی جہڑکیان دیوے کبہی وہ تندخو
اور سنتا ہی کبہی بلِ غیر سے فتنہ جو مین اسیر دام الفت جیسے ہو اپنا دوستو
کون سی دن مجہپہ اک آفت نئی آئی نہین

بارہا یہ ہو گیا ہے ظالمون کا مبتلا اور اسکے ساتہہ کی ہے کاعذارون ذو وفا
کہا کی یہ داغ سویدا کچہہ نہین کرتا گلا پہر کہون اس قطرہ خون دلکا کیا کہین
عشق سے ابتک طبیعت اسکی گہبرائی نہین

کر چکا ہون اور سبہی صنعت اپنی صنعت سوار یعنی آجاوے نظر جو بہی نہ ہو حسن دلدار
آخر عشق رو رو کے کہتا ہو کہ جسن ای پردہ دار دید کا طالب ہون تو جرات کہو مشکل وہ
خاک دیکہی گا تری آنکہوں میں بینائی نہین

نقش پان بالکل کہو ای گو بات اور سیہا زبان شکستی کو نہ کو بیان لو ہو لیئے مست زار

گو کہ تجھپر ختم ہین جتنی کہ ہین مشتاقان ۔۔۔ دیکھ اے عیار یک اینی بھی یہ عیاریان
تیری خاطر کر لے ہین کس کی خاطر داریان

اک زمانہ سے تھی اپنی دوستی کی رسم و راہ ۔۔۔ جب لگا بے مہریان کرنے وہ بے تشکیک
دشمن جانی ہوئے یکبار گی سب بے گناہ ۔۔۔ اک فقط اوس یار کے بیکار ہو جانے سے آہ
کھل گئیں سب آشنا یارونکی بے مہریان

توڑ تا کوئی نہین ہی اپنے رہنے کا مکان ۔۔۔ اور مٹاتا تو ہے کہ کوئی نہین نام و نشان
کچھ تو اسکا بھید مجھکو تو بھی بتلا او میان ۔۔۔ عقل یان حیران ہی میری کہ تو مجھسے نہان
جان عالم ہی اور اک عالم کی جا بین ماریان

اسقدر اب آگیا ہی اپنا وحشت مزاج ۔۔۔ لون مین جا ناگلی ہی اپنے آہ بھی مثل سراج
تمکو بتلاتا ہون ہمدم ہی یہی اسکا علاج ۔۔۔ اپنے اپنے ترک مین گھر کھدو ہمسایہ سے آج
آہ آتش بار سے اوٹھنے لگین چنگاریان

ہجر مین دل بیقلق اور سینہ بریان ہون ۔۔۔ اب بہ نالا شوق جگر یا دیدہ گریان ہون
ہمنشین بتلا مین کسکے دربے تاگریان ہو ۔۔۔ دل کو رؤن یا جگر کا غم کرون حیران ہون
جان واحد کو مری کتنی ہین ماتمداریان

کیفیت سبکو یہی ہے موسم برسات ہے ۔۔۔ بھول جاتے ہین ہم اوسکی بزم مین کہانا ہے
وہ نہین آگہ اس عیاری کی اپنی بات سے ۔۔۔ جام بھر بھر کر اوسکے ہاتھ سے ہین ہاتھ سے
عین مستی مین نہ ہماری دیکھئے ہشیاریان

اے مسیحائی زمان اسکا علاج اب تو ہی کر ۔۔۔ سینہ شق ہے لب پہ زنگ سرد اور آہ
دم بدم نالہ زبان پر اور قلق ہی جان پر ۔۔۔ درد دل ضعف جگر سوز درون داغ جگر
ہین مریض غم کو تیرے کتنی ہی بیماریان

بولی صنعت دار فانی مین بجز طاعت ۔۔۔ ایک دم بھر بھی کہین تو از رہ غفلت

ان بتونکے ساتھہ تجھکو چاہیئے نفرت نپٹ اس سرای دیر مین غافل الجھکر تو نہ بیٹھ
ہو رہین ہین چار سو جلنے ہی کی تیاریان

سحر یہ تونے کیا ہی یار پیرہن آ بیچ مین کاٹ دی ابرو نے جو بائی گلی گردن بیچ مین
اور کہلا دی عکس سے مستی کی سوسن آ بیچ مین ہو جو تیرا روے رنگین یہ تو آنگن بیچ مین
جالگی ہاہی بلبلونکا ہو نشیمن آ بیچ مین

طایر سدرا کی بہ ہین تیری زلفون بیچ بیچ اور غزالان ختن رکہتی ہی ہوے سب جل بیچ
ہین جو عشاق زبان پابند وہ بہی کچہ کہو کہولدی زلفین لب دریا کہ ہین شرم سے
ڈوب جاوین صورت زنجیر ہین آ بیچ مین

وہ شرف حق نے دیا ہی یار تیری ذات کو بحر و بر جن و بشر حاضر ہین ہر اک بات کو
فخر اپنا جانتے ہین سب تیری خدمات کو تو لب دریا اگر جاوے اندہیری رات کو
تجھسے ساری جہانکی ہون روشن آ بیچ مین

جان سے بیزار ہون اوس تند خو کی عشق مین بن گیا کوہکن جسکی گفتگو کی عشق مین
ہی وبال اب جان زلف مشکبو کی عشق مین رات و دن رہتا ہون اک خورشید رو کی عشق مین
کیون نہ مثل نیلوفر ہون تابگردن آ بیچ مین

اک تو بہر الی ہوئی چشم آبدار ناخن سے لخت دل سے دوسری جاسر کی صف مژگان سے
کیون نہو اچھین اثر دیدۂ سی سیلان ہی لعل خندان کا تصور دیدۂ گریان سے
دیکہنا لعل بدخشان کا ہی معدن آ بیچ مین

کس نے دیکھا آج تک ہی آنکہہ سے عمان اشک چشم کے چشمہ مین پوشیدہ ہی طغیان اشک
یار بیٹھا جب تلک مطلق نہ تہا سامان اشک وہ ادہر رخصت ہوا اودہا ادہر طوفان اشک
تیر ناجاتا تہا اوس قاتل کا توسن آ بیچ مین

عین طغیان ہی مرا ہر دم ہی ناسخ جوش اشک لگ گیا ہی جاکی قلزم مین جو ناسخ جوش اشک

بولی صنعت یہ سہرا ہی جو ہیں ناسخ جوش شک
گر ریا تر سا یہ بھونکی غم میں ناسخ جوش اشک
کیا عجب ہے غرق ہو جاوے جو لندن ابھین

میں نہانیکو گیا دریا پہ جب وقت سحر
باوجود فلس ماہی مثل جوشن ڈبلکر
کیا سبب ہی غور سے حیران ہوا میں بیشتر
کیون ہرا یا مچھلیان یہ نظر آتی ہیں نظر
کیا تری بلبلین ہوئی ہین سایہ فگن انجمن

یاد ہمکو سیکڑون وعظ و نصیحت پند ہیں
ظاہرا گرچہ دیکھیے آزاد بھی ہر چند ہیں
پہ بہ ہر پیرے ہی حرص و لیں گوکہ دانشمند ہیں
شہد میں جیسے مگس ہم یون ہوس میں بند ہیں
وائے غفلت اس پہ زندہ ہیں کیا خورسند ہیں

رہی ہر اک صرف رزق اوسکا کیا گدا کیا شاہ ہی
نفس بد شیطان نے سبکو کیا گمراہ ہے
باوجود اسباب کی چھوٹا بڑا آگاہ ہے
رزق کا رازق خدا ناطق کلام اللہ ہے
تسپہ و انائی سی ابھی روز حاجت مند ہیں

اور طرفہ ہے کہ دل اس سیر نہیں تا ہی ریش
جب گیا زیر زمیں ہر ایک بیگانہ و خویش
سو جھتا تسپر نہیں اپنا ہمیں پیرا و پیش
منقبر نہیں دیکھتے ہیں اپنی آنکھو سے عیش
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہیں

کیا ہی غفلت ہی کہ سیر بھی نہیں ہم ہوشیار
یہ نہیں ہم جانتے ہوگا ہمارا بھی مزار
یعنی ہے زیر زمیں سبکے لیے جائے قرار
تس پہ دنیائی سی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار
سو جھتا ہرگز نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

بولی صنعت ہی یہ دنیا جائی غم اور عیش سوز
طمع دنیائی ہے اکثر آدمی کی چشم دوز
ترک دنیا کیجیے ہی خیریت اسمیں ہنوز
جب تلک جیتا رہیگا دکھ یہ دیکھیگا ہر روز
معتقد کیں جب اگر رہائی پھر سو سب ناپسند ہیں

دم مارنے کی تاب مجھ کو اک نفس نہیں
زنجیر ہے بند پا کوئی نہیں قید قفس ہمیں نہیں

ہیہات زور ضعف سے اتنا بھی بس نہین — ہاتھونکو چاک جیب تلک دسترس نہین
مین کسکے بس مین ہون کہ مرا کچھہ بھی بس نہین

بلبل ہزار رنگ سے کہتی تھی درد سے — حسرت بھری ہی دل مین دم مرگ یہ مجھے
سوگند رنگ گل کی تمنا اٹک کی ہی مجھے — بازو نہ باندہ کسکے تڑپنے دے ٹک مجھے
صیاد مجکو اسکے سوا کچھہ ہوس نہین

بنیاد باغ کا نہ رہا کچھہ کہین سراغ — بلبل کے چہچہونکی جگہ بولتے مین زاغ
کہتی تھی عندلیب کہ ہی اپنے دلپہ داغ — لوٹا خزان کی ہاتھہ سے جب سے تمام باغ
سنسان ہی اسقدر کہ طنین مگس نہین

اک آن فرش گل پہ نہین ہی اسے قرار — مچھلی کیطرح ہی غم فرقت سے اضطرار
یاد آتی جبکہ جنبش ابرو ہے بار بار — بدلے نہ کیونکہ کروٹین آئیدہ ہر ادو ہزار
بستر ترے مریض کا جز خار و خس نہین

دلمین ہی اپنے غیرت یوسف کی جب سے چاہ — ہرگز کسی پہ پڑتی نہین ہی مری نگاہ
بتلا تو اب سوا ترے ہی کون رشک ماہ — کسپر نظر کرین کہ کوئی شش جہت مین آہ
بالا و زیر ادہر اودہر پیش و پس نہین

نے وحشیان مین جیب نہ زنجیر پاؤ کی — لڑکونکا شور اور نہ وہ انگلی ہے سنگ کی
صنعت سے بولی دیکھہ وہ آئینہ بن گئی — چپکے سے فصل گل یہی عارف کو دل لگی
دیوانہ پن کا شور کچھہ اگلی برس نہین

نہ کیا او فلک نے کبھی مسرور رہین — مدت العمر کہا یار سے مہجور رہین
اوسکی تفصیل کا لازم نہین مذکور رہین — باتین کتنی ہی تہین منہ لگی سے منظور رہین
سو بلبلیں ہنوز اتنا یاب گو رہین

شمس تبریزی کی اس بات سے تھی کہال کھنچی — اور منصور کو اکدم مین وہین دی سولی

اپنے مشرب مین تو بھی کفر ہی بے ادبی　　قدرت اور ونکو ہے سرگرم سخن رہنے کی

نہین بہر نیکا دم سر کے مقدور ہمین

صحبت غیر مین اب ہی او دیر رہنا شب و روز　　ظلم ناچار یہ بڑا ہملو یہ سہنا شب و روز
شدت گریہ سے ہر دم یہی کہنا شب و روز　　کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز

آنکھین خالق نے رقیبون کو دین ناسو ہمین

غیر کے سات تو کہتا ہی وہ ہنس ہنس کی کلام　　اور اوٹھہ جاے یہی اوس سے تو رہتا ہی مدام
ہوا انعام ہمین گاہ بھی صحبت نہ مدام　　بوسہ ہمکو ندیا اوس نے سوای دشنام

سو بھی ہے جب ٹلا اور تو مجبور ہمین

ہین جن پہ مرتا ہون جیتی ہین وہ میری دید سے　　امید اشتیاق ہین دونون طرف لوٹھین ہیر
پہ اپنے دشمن جانی ہین اونکی گہر والے　　کچھہ اسکی کیجیے تدبیر ہمنشین میرے

ملاپ کیونکہ ہو دونونکی دل قفس مین ہین
کہ جنکے بس مین نہین ہم وہ پرائے بس مین ہین

قرار مجھکو نہ دن رات اور نہ چین آوے اسکو　　جب ایسا عشق ہوا پس مین وجدائی ہو
تو دیکھہ دونون کی کیا کیا تعلق ہون سو ہو　　یہی سوال ہے اپنا ہر اک سے ای یارو

ملاپ کیونکہ ہو دونون کے دل قفس مین ہین
کہ جنکے بسمین نہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

نہ رکے دینے کی جا ہے نہ زور چلتا ہے　　نہ عجز کرنے سے غیرون کا دل پگھلتا ہے
نہ دیکھے بن اوسے اپنا جی نکلتا ہے　　نہ ایکدم کو وہ چھوڑا اوسکو وانسے ٹلتا ہے

ملاپ کیونکہ ہو دونون کی دل قفس مین ہین
کہ جنکے بسمین نہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

پیام آتے ہین وانسے یہ اشتیاق کلام　　اور آئے دیکھنے مجکو وہ آپ بر سر بام

پہر اپنی اونکی سیہ طاقت کہاں جو ہو کلام ادہر منا ہی کا ہی ادہر ادہر مین ہیا ہون تمام

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

مین عشق ہون اوسپہ تو مخفی ہی وہ بہی مجہہ چور کہ بیٹہا ہوتا ہی چور لگاکر یہ ہی مشہور
اسی سے اوسکو محبت ہی پہر وہ ہی مجبور علاج دوستو اب اسکا سوچنا ہی ضرور

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکی بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

مین جسکے عشقمین دیوانہ وار ہون سوزان تو وہ بہی غم سے مری مثل شمع مین گریان
وہان مین جا نہین سکتا ہی اوسپہ قید گران کوئی بتاؤ تو کچہہ فکر ہی مین اب حیران

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفس مین ہین
کہ جنکی بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

اودہر تڑپتا ہی وہ اور قلق ہی یان مجہپر مین اوڑکے دیکہون اوسے کاش ہی خدایا پر
ہزار طرح سے کرتا ہون فکر ہمدم پر گئی ہی عقل کی یان عقل ور مین ہون ششدر

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

جہان تلک کہ فسون اور ہمنے سحر کیا پہر اونکے لوگونپہ افسوس کچہہ اثر نہوا
ادہر تو مرتا ہوئین اور ادہر ہی وہ روتا کوئی تو مطلب مجہی ایسا بتاؤ بہر خدا

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پرائی بسمین ہین

بتاؤ ایسا تو صنعت کوئی عظیمت خوان کرے جو علم سے لوگونکی اونکی بند زبان
ملین جو بیٹہے ہی کہ آبسمین ہم وہ راحت جان تو تا بہ حشر ثنا لا دین زبان پر بیان

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کی قفسین ہین
کہ جنکی تسبیعین ہین ہم وہ پیرائی تسبیعین ہین

جو عاشق غرق بھی ہو جائی بہ تقدیر پا نہین
ہوا ثابت جو کی غور از وہ بت کشمیر پا نہین
نہین زنہار چہپتی عشق کی تاثیر پا نہین
کوئی ہے زلف کا سودائی ہی دلگیر پا نہین
کہ ہے گرداب طوق اور موج ہے زنجیر پا نہین

نہ تھی نظرون مین میری قدر کچھ کحل الجواہر کی
کہون کیا تجھسے ای ہمدم نہ بوئی اپنی خبر کی
کہ تھی اوس خاک سی جو روشنی اہل دیدہ تر
بجائی سرمہ تھی آنکھون مین میری خاک اوس در کی
سو وہ بھی ہے ڈبوئی تہ کے اکسیر پا نہین

بغیر از نوح کی کشتی بعینہ ہے وہی صورت
حباب آسا نہین دم مارنیکی اونکو طاقت
نکولی آشنا ایسا کہ جس سے ہو طمانیت
نہ پوچھو مردمان چشم سے گریہ کی تم حالت
تباؤ کیا کرے کوئی بھلا تقریر پا نہین

جدائی ہو گئی ہے اوس سے جو اپنی ہمنشین سب سے
ہماری چشم بھی کشمیر سی ہے خوب تر جب سے
تو جاری آنکھ سے آنسو ہین اور آہ و فغان لب سے
کیا ہی لخت دل نے چشم مین مسکن کچھ ایسے ڈھب سے
مکان کرتا ہے کوئی جسطرح کشمیر پا نہین

جو طغیانی پہ آجاتا ہے دریا عشق کا یکرو
ڈبو دیتا خدا اس آشنائی کی سفینہ کو
اوتار اوسکا نہین ممکن کسیصورت اگر چاہی
غریق بحر غم کو مخلصی ہو کسطرح سوچو
کہ بن آئی نہین ہے کوئی بھی تدبیر پا نہین

لگا کر تیر پلکون لولا میان تیری بلا بارکی
وہ بین چھاپا اک تو دوسری بین سیل کی آکر
تیری قربان دل عاشق ہزارون جہیلی
لگا مت مردمان چشم پہ تیر مژہ پیارے
کہ مطلق توڑ کرتا ہی نہین ہے تیر پا نہین

نہ بچے تھے ہم خلیل اللہ کی مانند آتش سے
بہ رنگ حضرت یونس پڑے تھے اب بیچ دریا کی

نہین معلوم حال اپنا خدا جانی کہ کیا ہوگا | جو ہمنے رات بھر آہین بہرین اور صبح کو روئے

نکالا آگ سے اب لیچلی تقدیر پانی مین

فریبا زبس سمایا ہی تمہارا ... | بس اب پھر خدا چھپانا نہ کیجیے ہمکو اس جا مین

ہمین معلوم ہو جاتا ہی جو ہو تحریر قسمت مین | نہین جاتا تشنہ تمہارے تیغ ابرو کا جو دریا مین

تو کیون ہی حسرت گرداب کی صورت پانی مین

کوئی یہ سمجھا طوفان ہی سمندر کی انگشت | ہر اک پل وسکے سب کو منع کرنیکی اشارت

کوئی سمجھا خدا او ... یان پانی کی کثرت ہے | بحر جوش اشک ہمدم اپنے تیلی کی حالت

سکندر سے بنا دی جس طرح تصویر پانی مین

پگہل جاتا ہی پتھر کا جگر عاشق کی آہون سے | خیال خام ہی یہ عقل کا اے ہمنشین میرے

کبھی زنہار میرے سامنے یہ بات مت کہیو | وہ پتھر حسن ہے اوسپر اثر آہون کا کیا ہووے

کہ پتھر آگ لگتی ہی نہین تاثیر پانی مین

لکھا تھا مجھکو صنعت نے کہ صاحب از رہ الفت | اس اپنے کمترین بندہ سے رکھتے ہو اگر رغبت

زبانی اوسکی سن جاؤ اگر ہو آپکو فرصت | کرون کیا حال گریہ اپنا مین مرقوم ای حضرت

بہی پھرتی ہی جو تر اشک سے تحریر پانی مین

ہین جو یہ چھلے تری ای مہوش ہاتھ مین | اون سے گل غیرون نے کہائی ہی شہرت ہاتھ مین

یعنی ظاہر ہو یہ چاہت کی علامت ہاتھ مین | ہمنے گل کہائی نہین ہین داغ فرقت ہاتھ مین

ہوگی دستاویز روز قیامت ہاتھ مین

کچھ بہت آئی ہی نہین حیران ہون لیکن اب | اسقدر مشغول خود بینی مین ہی وہ روز و شب

ہو سکندر کا برا اوسنے کیا ہی کیا غضب | سمجھ اپنے عکس کا ہی ورنہ یون ہو جہ کب

آئینہ رکہتا ہے وہ خورشید طلعت ہاتھ مین

جان دی ہین نے تمہارے عشق مین یہ جان لو | جانتے اینک نہین تم اسقدر انجان ہو

زلف کو لہرا دیا چہرہ کو اب تم کہو لدو ۔۔ مار ڈالو یا نوازو عاشقِ بیتاب کو

آپ کے دونوں مین صاحب رنج و راحت ہاتہ مین

اب تلک تو عشق کو ہمنے چھپایا تہا مگر ۔۔ ہو گیا ہیہات شہرہ وہ نہ آیا جو نظر

قصد ہے صحرا کا پتھر لائے لڑکے ہین کدہر ۔۔ پاس بدنامی کا اب کیا رہ گیا ہی چاک کر

ہے گریبان دیر سے اے شوخ وحشت ہاتہ مین

فی الحقیقت مین تو تہا مقتول ہی سے تیری ۔۔ ظاہراً سر تہا وبالے تہا بار گردن پر مرے

سرخروئی عاشقون مین اب مجھے حاصل ہوئی ۔۔ تیغ کی رکھتی ہی بس یکبار گردن وہ گئی

ہے صفائی فتنہ گر تیری قیامت ہاتہ مین

رنج پہونچے گو تجھے گجری کی تیرے بوجھ سے ۔۔ اور ہو رنگ حنا کا بار انگلی کو تجھے

پھر بھلا اے گلبدن انصاف یہ کیجے ۔۔ دستۂ گل کو کہان نسبت ہی ساعد سی ترے

شاخ نگین کب جو ہی تیری نزاکت ہاتہ مین

عیش کو ہر ایک کی کرتا یہ برہم چرخ ہی ۔۔ عاشقون کی حق مین یہ جلاد کو کیا چرخ ہے

پر ہماری عقل نے اسکا یہ کہا یا چرخ ہے ۔۔ کونسا وہ بادہ کش ہی جسکا مینا چرخ ہے

ماہ اور خورشید کے ہین جام عشرت ہاتہ مین

ہو دیگی صحت مجھے جسدم کہ وہ گلرو ملے ۔۔ حضرت عیسی انہین کچھ فائدہ تکلیف سے

بلکہ یہ فصاد کو سمجھا کے فرما دیجئے ۔۔ یہ مرض ہے عشق کا جاتا نہین مت فصد لے

ایسی ہے فصاد کیا تیری اقامت ہاتہ مین

عجز اپنا تابکے اور حسن کا اسکو غرور ۔۔ ہے جفائی سنگدل سے سینۂ دل چور چور

تنگ ہو کر عجز سے کہتا ہی صنعت ایسی دور ۔۔ اور بت بیدرد کو ہرگز نہ دیتی دل ضرور

کیجئے کیا پر نہین اپنی طبیعت ہاتہ مین

لگا کر آگ بیری سے دل و انا مین کہلایا تو ۔۔ اور اپنی جان پر بیٹھے بٹھائی غم اوٹھاتا ہون

مرا دشمن زمانہ ہو تو ہو غش اسیہ کہاتا ہون تماشا ہے کہ جسکی دوستی مین جیسے جاتا ہون
کبھی سے ابتلک وہ مین محبت آزماتا ہون

خدا کیواسطے کافر نہ مجکو اسقدر ترسا مجہے تو خار کرتا ہے کرونگا مین تجہی سوا
یہ دم دیکھ ڈرایا اوس بیکو آدمی تو کیا جنون عشق سے بد لالیے بن مین نہین رہتا
اگر غم مجکو کہاتا ہے تو مین بہی غم کو کہاتا ہون

ارے چل بیٹھ جہلاتا ہے کیا مجکو یہ عیاری وگرنہ کر دوا اپنی کولی ہوگی بیماری
مگر سچ ہے یہی کہتا ہے تو از راہ مکاری یہ درد اوٹھتا ہے دلمین تری اوٹھتی ہے کیا بیماری
کلیجہ تہام کر رہا ہون سے مین بس بیٹھ جاتا ہون

نہین صورت کو اپنی وہ بیری خاطر مین لا آتی مگر وہ شکل سبکو شکل دیوانہ بناتی ہے
ادہر بیٹھ اوسکی السوی مری چہاتی جلاتی ہے مری دیوانہ پن پر اوسکو حیرت سی جو آتی ہے
تو لیکر آئینہ مین اوس پریرو کو دکھاتا ہون

کہا کرتا تہا مین سب کے وہ دم میرا جی بہرتا ہے مین اوسکو دیکھکر جیتا ہون اور وہ مجہپہ مرتا ہے
پر اب اس شرم سے دم بہی نہین میرا بہرتا ہے نگہ دزدیدہ محفلمین جو وہ غیرون پہ کرتا ہے
تو پہر آزردہ سی کس کس شکل مین آنکہین چراتا ہون

جو نوبت طالع بیدار لے یہ کی مری بیری بجا ہے میری یہ صنعت رہون خاموش آنکہ کے
کرون سینہ کو نقارہ بین اور نالہ کو منتل کے اگر شب کو مری آتی ہے اوسکو نیند آتی ہے
تو حسرت مین سحر تک لتنے سو تو نکو جگاتا ہون

وہ صید جنکے نام سنے تہی فسانہ مین زخمی کئی وہ تو نے سبا کہی نشانہ مین
پوشیدہ نذر گاہ کشتان کی ہے خانہ مین ناوک فگن تیرے صید ہمو لذیذ مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شانہ مین درد چشم سے کیونکر بہہ نہ خون اور کسطرح نہ مین دل صد چاک چاک ہون

روز سیہ جو مجکو یہ دکھلائی چرخ دون — کیونکر نہ تار تار گریبان دل کرون

دیکھو نہین اوسکی زلف کو جب سے بست شانہ مین

خوشبو ہر ایک پہول مین جسطرح سی بسے — اور تخم مین درخت ہین جیسے چہپے ہوے

مے مین نشہ ہو جیسے بس ایسی ہی طور سے — پایا ہر ایک بات مین اپنے یہین یون سمجہے

معنی ہو جسطرح سخن عاشقانہ مین

یہ جان لے کہ جان تو بکتی نہین ہے مول — مت پہس تو اوسکے خال یہ دانہ نہین ہے گول

تیرے لئی کہا یہ نصیحت کا ایک بول — اے مرغ دل سمجہ کے تو چشم طمع کو کہول

ورنہ سنا جو دام مین دیکہی گا دانہ مین

دنیا ملے نہ دین بہی ملے وصل گلرخان — زانو پہ مار دست تاسف بصد فغان

چلا کے کر رہے تہی یہ گل شیخ جی یہان — چلے مین کہینچ کہینچ کے قدکو کیا کمان

تیر مراد پر نہ بٹہایا نشانہ مین

صنعت سے یہ کہا کہ ذرا تو خدا سے ڈر — آخر تری کہانی تو ہوگی نہ عمر بہر

بک بک کی تو نے کر دیا اب شام سے سحر — سودا خدا کیواسطے کر قصہ مختصر

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ مین

دیکہ آئینہ مین اپنے حسن پر تنویر کو — اپنی شہرت کے لئے بہی اور ہی تدبیر کو

کیا ہی پہبتی سوجہی ہے یار عالمگیر کو — دیکہا کل لیلی اور مجنونکی تصویر کو

اونکو دیکہے بہاگ کر اور گاہ مجہ دلگیر کو

پہر کے سودائی تری زلفونکا اسی شکل کی — پہنکر زنجیر مین نے راہ جب لی نجد کی

یہ دعا پہیلا کے دامن حق نے لیلی کو دی — کہ مجنون آباد رہیو تو کہ حشمت ہے تری

بعد مجنون پہر بسایا خانۂ زنجیر کو

مرغ دل کے واسطے وحشت زدہ اوسکی نگاہ — ہین مژہ تیر خدنگ اور دام ہے زلف سیاہ

نے تو اوٹھنے کی ہے طاقت بھاگنے کی ہے راہ　　ناز و انداز و ادا نے دلکو یون گھیرا ہے آہ
صید گہ مین گھیرے ہین جس طرح نخچیر کو

تاڑ لینگے اہل محفل میرا اور تیرا پیار　　اسمین رسوائی تری خلقت مین ہوگی آشکار
اور یہین آنکھون مین ہمچشمونکے ہونگا بیقرار　　آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھا ہے مین نے تجکو یار
مت اوٹھا محفل سے اپنی مجھسے بے تقصیر کو

اوٹھ کے لیتی ہی یہ تہی مشتاق تیری جانجان　　گرد رہ اسکو نہ سمجھو ہے یہ خاک عاشقان
ہے شرافت اس سے بہی اکسیر اعظم کا میان　　دور دامن سے جو تیری ہے غبار ناتوان
مت جھٹک یہجان تو اس خاک دامن گیر کو

صبحدم یکجا ہوئے ہمدرد جب ہم تین سے چار　　کوئی کرتا تھا یہان اپنا قلق اور اضطرار
حالت شب اپنی کہتا تھا کوئی تفصیلوار　　مین کہا دیکھا ہے مین نے خوابمین اجڑی بہار
دوستو مجھسے کہو اس خواب کی تعبیر کو

سب یہ کہتا ہی آخر یہ عشق کا فریبی وہ شے　　بے قرار ہاتھون سے اسکی ہوئے انسان تا بکے
ہے ابھی کیا آئیگا سو بار دشمن پر یہ پیچ　　گاہ گاہے خود بخود مجھتک وہ آجاتا ہے
پر ابھی سمجھا نہین ہے عشق کی تاثیر کو

بولا اک تیر آلگے گا آہ رو سے دل کہین　　دوسرا بولا کہ تجکو تیغ ہو حاصل کہین
تیسرا کہتا تھا ہوگا یار تو گھایل کہین　　آہ اس بدلو کو سنتا تھا وہ قاتل کہین
آن پہونچا سر پہ میرے کہینچکر شمشیر کو

کہتے تھے یاران ہمدم ہائے کیا افسوس ہے　　کارگر او سیر ہوئی نہ کچھ دوا افسوس ہے
کشتۂ صنعت کیا ہے انتہا افسوس ہے　　ہمکو بھی جرأت کی مرنے کا بڑا افسوس ہے
کی بہت تدبیر لیکن کیا کرین تقدیر کو

یا تو ملنا تھا جسے تم ای بندہ پرور چہوڑ دو　　یا تو بدخوئی جو اگلی ہے سراسر چہوڑ دو

ہے وطیرہ گرچہ صاحب کا یہی پر چھوڑ دو — ہمسے یون چھپ چھپ کے جانان غیر کے گہر چھوڑ دو
سنتے ہو جانان نہین یہہ حال بہتر چھوڑ دو

کیا بیان تجھسے کرون مین واقعہ ہی یہ عجیب — ہجر کا تیرے مرض جبسے ہوا اوسکو نصیب
بس اوسی دن سے وہ یہہ پہنچا ہی ہلاکت کو قریب — کیا کہون بیمار کے تیری کہ جتنے ہین طبیب
سب یہہ کہتے ہین کہ اب اسکو خدا پر چھوڑ دو

ہجر مین اوس شعلہ رو کے یہانتلک نالے کیئے — جون کسی شب کو ہی سے گہر اٹہون پہر تو بیٹھے
روز و شب شور و شر سے جبکی سب عاجز ہوئے — کہتے ہین اپنے ہمسایہ مری فریاد سے
مصلحت یہہ ہے کہ اسکے پاس سے گہر چھوڑ دو

عشق سمجھو اسکو ہمدم یا اسے کہہ دو جنون — دلکو بہاتی ہے ہوا وسکی بات اچھی یہ دون
کج ادائی سے بہی اوسکی مین ممنون ہون — ہاتہ اوسکا ہاتہ آجاتا ہی تو مین کیا کہون
کس ادا سے مجھسے کہتا ہی وہ دلبر چھوڑ دو

ہجر مین ہون تیری بیمار ضعیف و ناتوان — نے چلتے جی منہ تونے دکہلایا نہ مجھکو بدگمان
یہ تمنا ہے مری بہر خدا سن او میان — تشنۂ دیدار تیرا ہون بوقت نزع جان
آ کے تک میری گلے پر آب خنجر چھوڑ دو

کہہ دیا بے آبرو تمنے مجھے ای چشم تر — اور گرائی مفت مین لوگونکی سبکی نظر
پیر ہوا اوس شوخ کے اوپر نہ کچھ تیرا اثر — اوٹہ گیا وہ اپنے گہر یان سے گئی بس رہ جگر
ایسا رونا بے اثر ای دیدۂ تر چھوڑ دو

تم خفا ہو اوسطرف ایدہر ہی میرا دل حزین — اسکا باعث اور سبب معلوم کچھ مجھکو نہین
پوچھتا ہون تمسے مین بتلاؤ تو اے نازنین — ہو گئی ناحق خشمگین اتنی ہو کیون مہ جبین
خوب یہہ باتین نہین ای بندہ پرور چھوڑ دو

زیست سے بیزار ہون اپنی مین اوسکی ہجر سے — سر مرا بار گران ہی تن پہ باعث ضعف کے

لو صواب اتنا سرا اب تم خدا کیو اسطے ہون نہیٹ حیدز لیون و ناتوان بازو مجھے

اوس شکار انداز کے جاکر برابر چھوڑ دو

ظلم بیحد کرنا مجھکو کس لیے سکھلایا ہی چرخ روز بد ایسا جو تو نے مجھکو دکھلایا ہی چرخ
اس جگہ اگر ہماری عقل نے کہایا ہی چرخ ایسے بیدرد ہنکے ہمکو دام مین لایا ہی چرخ

کوئی تو کہتا ہے اسکی توڑ کر پر چھوڑ دو

کوئی کہتا ہی کرو زخمی اسی تم اپنی بات اور نمک اسپر چھڑک دو تاکہ تڑپے ساری رات
اسطرح سے کیجیے کرتے ہو گر اسکی نجات اور کوئی بیدرد کہتا ہی یہ بیدردی کی بات

گر تماشا دیکھنا ہی ذبح کر کر چھوڑ دو

یہ یقین ہے کار دنیا اس سے شاید کچھ نہو اسکے مشتاق دیکھین ہرگز کرومت جستجو
جا کے صنعت کی طرف سے اوس سے کہیو کہو ناصحو جراٴت کو پابند علایق مت کرو

وضع یہ اسکی ہے ظاہر یہ قلندر چھوڑ دو

بو فرح بخش غلط ہان مگر انسان کی بو مشک عنبر کی بہی او سے ہے تو جان کی بو
مغز مین جسکے بسی ہو کسی جانان کی بو اپنی خاطر مین کب آتی ہے گلستان کی بو

ہمنے سونگہی ہے گلے لگ کے گریبان کی بو

سو خرابی سے گیا وان تو مین غمناک ہوا گر میرے ربط سے اغیار کے دل پہ جلا
شکر یہ ہو وہ مجھے اب سوختہ دل تو سمجھا بزم مین اسکی مجھے دیکھ وہ کل ناک چڑہا

بو لے آتی ہے کہین سے دل بریان کی بو

بعد اک عمر کے کچھ زور پر آئے جو نصیب تو نصیبا بہی ہوئی نعمت عظمی ہی عجیب
رشک سے خون کرین اپنا جو سنین اسکو رقیب کیا کہون بوسہ مین کیا دیکھی لطف ترکیب

لب میگون سے وہ مل جلکے ترے پان کی بو

خوف سے اوسکے چھپا جا کی زمین مین باسک اور گیا مشک ختن سے بہی تو بہو نچا جو تین

کچھ یہ مخفی نہیں مشہور ہے تاتار تلک — جعد مشکین میں تری کیا کہوں کیسی ہے مہک
شب کو جوں پھیلی پھرے ہو چمنستان کی بو

در و شانہ میں ہوا اور گیا دل بھی بکھر — جی پریشان ہوا جاتا ہے اسی سے اکثر
کمد و مشاطہ سے اب پھر خدا یہ جا کہہ — ابھی کنگھی نکرو اور ہی کہو سلجھو سر
جسکو غش کرتی ہے بس مو پریشانی کی بو

سانپ تو سونگھتے ہی سر کو زمین مار رہا — اور ختن سنکے بھی لیا مشک نے چین کا رستا
شرم سے ڈوب گیا عنبر سارا سارا — نکہت زلف کا جھونکا جو کہین لائی ہے ہوا
ڈوب گئی باغ میں بس سنبل و ریحان کی بو

منصفی تو ہے یہی تجھسے ہو نسبت کب سے — دلین اسبات کو بس سوچیے اور جیسے رہے
اوسکو سب پہنچتی ہے اسی دوستو جتنا وہ بچے — عہد و ماغی ادسے کیونکر نہو ملتی ہے مرے
کہ پری کو تو خوش آتی نہیں انسان کی بو

عطر دانین بھی نہیں ہوتی ہے اثر ایسی — اور خیابان چمن دیکھی مین کمتر ایسی
ہوی عطار کی دوکان بھی نہیں پہرا جیسے — ہار سے گل کے وہ جہاتی ہے معطر ایسی
جیسے مطبوع ہو گی پہولونکی دوکان کی بو

بو سے صنعت مجھے وان ہو گئی جاری ہے جمید — سونگھ ساعات سعد اوسکی گیا جو کو دید
بوسہ لینے مین ہوا سیب تہا کچھ یہ بعید — ہمتو غش ہو گئے تھے لگتی ہی منہ اوسکو سعید
پر معالج ہوی کچھ سیب زنخدان کی بو

اوسے خوش آئے ہیں بہتی تری اگر آنسو — نکال تو بھی جگر سے ٹھہر ٹھہر آنسو
یہ بے بہا ہیں بہا تو نہ اسقدر آنسو — ذرا تو صرفہ سے اے دیدہ صرف کر آنسو
کہ یہان تو چاہئیں رونے کو عمر بھر آنسو

کچھ آبرو نہیں نکلیں گے کم اگر آنسو — نکال تجکو جگر مین بلین جدہر آنسو

یہ سرخروئی ہے تیری کہ کم نکر آنسو — جو کم رہے ہیں تری پاس چشم تر آنسو
تو دو پہر تو بہا خون دو پہر آنسو

فراق یار میں کچھ پیشہ نہیں ہے غم — مقابل اوسکے ہیں سامان رہیان ہر
طفیل حضرت دل اور حباب دیدۂ نم — نہیں نہیں ہم بھی تو ابر بہارے کچھ کم
کہ رعد نالہ ہے برق آہ ہے گہر آنسو

قتیل ہے خضر سکندر کو لایا تشنہ لب — خوشی تھی ملنے کی اوسکو ادھر مجھے تھی طرب
رہے ہم آپ بھی محشر دم پہ کہا سبب — جو یاد ہجر کے صدمہ ہو گئے تو وصل کی شب
ادھر تھی آہ شرربار اور ادھر آنسو

پھر اب ہے ایسا ہی تالاب اشک مردم چشم — کہ مردمونکو نہیں تاب اشک مردم چشم
کبھی کم آئی تھا گو آب اشک مردم چشم — ہے اب تو موج پہ سیلاب اشک مردم چشم
وہ دن گئے کہ چلے تھی ٹھہر ٹھہر آنسو

ہمارے حال پہ اب تو وہ ترس کہاتا ہے — خدا کے فضل سے اب آنکھ بھی ملاتا ہے
ولیکن اب کوئی ہمکو نظر لگاتا ہے — فراق یار پھر آنکھیں سی کچھ دکھاتا ہے
جو اپنی آنکھ میں آنے لگے نظر آنسو

تمہاری غم نے کیا بیکس اسقدر ہمکو — رفیق رہ گئے وحشی سا جانکر ہمکو
میسر اب نہیں کوئی بھی نامہ بر ہمکو — دل رمیدہ کی اپنے جو دی خبر ہمکو
شفیق کون ہے ایسا بنا مگر آنسو

جو بہہ گئی ہے چشم کی زاید یہ ابر و باران ہے — اگر سنجا بیٹھ کہیں مر وہاں ابر بہاران ہے
بس ایک پل تو پھر اشک چشم گریان ہے — زمین کو خشک تو ہو لی دے جوش طوفان ہے
پھر آج کس طرح جدت گئے آنسو

میں اوسکی چال سے دل میں ہوا ہوں شیفتہ — کوئی تو آکے روتا نہیں ہے مصیبہ

تم آپ سو چلو دیکھیں کہ ہو جہاندیدہ
جو دلیہ درد بھی ہیگا تو مر وم دیدہ
رہیں سے روز اسی طرح محو پر آنسو

کہے بتا رو کے وہ کل صنعت غمیں طالب
یہ اپنی اشک تو گوہر سے کم نہیں طالب
یہ اب جنوں سے بدن پر مرے کہیں طالب
رہا نہ جیب نہ دامن نہ آستیں طالب
دگرنہ میں تو گراتا نہ خاک پر آنسو

کیا ہاروت و ماروت نے کیا کیا کچھ
لوط کے قوم نے پائی تھی سزا کیا کیا
امت نوح نے جو کہا سے سزا کیا کیا کچھ
پیشتر ہم سے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ
تو بھی ہم ناتوانوں پہ آئی کیا کیا کچھ

اپنی تقصیر ہی الزام بھلا کسکو دیں
اک شے ہوتی تو دل اسکو چھپاتی آنکھیں
سمجھاتے کہتے ہیں کس چیز کی تفصیل کریں
دل جگر جان بھی بریان ہوئے سینے میں
اگر تو دی اک محبت نے جلا کیا کیا کچھ

دین و ایمان غرور و عز و شرف غیرت تو گئی
یہ تو ہم کر ہی چکے تھے یہ اول ہی فدا
بعد ازاں غمزوں نے اگر جو میں آ کو گھیرا
دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
متصل ہیں غم کے تری ہمنے کیا کیا کیا کچھ

یاس و حرمان و ہوس اور تاسف بسیار
غم و الم رنج و تعب داغ جگر لالہ زار
حیف و اندوہ و صد افسوس اور ارمان ہزار
حسرت وصل غم ہجر و خیال رخ یار
مر گیا میں پہ مرے جی میں رہا کیا کیا کچھ

عشقبازوں میں بھلا کیوں نہ کہیں مجھکو طاق
ہو گئیں بدنامی و رسوائی کا میں مشتاق
ایسی چیزوں سے ہوا خالی بھلا آفاق
درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
آہ عالم سے مرے ساتھ چلا کیا کیا کچھ

مجھکو الزام ہے کیا سرو گل اندام مرے
بدلا اوسکا مجھے ملتا ہی جو ہیں کام مرے

یہ دکھاتے ہیں مجھے گردش ایام مری
نام ہیں خستہ و آوارہ و بدنام مرے
ایک عالم نے غرض مجکو کہا کیا کیا کچھ

خط لکھا میں نے اودھر جو غم ہجران سے دق
یہ تو کس منہ سے کہوں میں کہ بطور عاشق
پر ہو جسطرح کہیگا کوئی بندہ صادق
قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مشفق
مضطرب ہو کے اوسی میں یہ لکہا کیا کیا کچھ

دوستو سنیو مری خط کی ہوئی یہ توقیر
پرزہ نامہ ہوا قاصد کو ہنہائی زنجیر
قاصد و نامہ تھے دونوں ہی غرض بے تقصیر
پر کہوں کیا رقم شوق کی اپنے تاثیر
پھر سر حرف یہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ

فتنہ و شور بلا دیکھا ہے تجھیں ہمنے
آفت و جور جفا دیکھا ہے تجھیں ہمنے
سارے عالم سے سوا دیکھا ہے تجھیں ہمنے
کیا کہیں تجھسے کہ کیا دیکھا ہے تجھیں ہمنے
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کیا کیا کچھ

ہفت اقلیم کے سلطان کوئی ہو بیٹھے
دلربا ہو کے کوئی زیست کی کرتے ہیں سجے
کوئی خمخانہ میں صنعت میں صدا ہی بیٹھے
ایک محروم ہمیں میر چلے دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانہ نے دیا کیا کیا کچھ

دل میں ہے چھوڑ کے اب کسب و ہنر کا تکیہ
بانہ میں چل کسی جنگل میں گذر کا تکیہ
اوسکے زانو کا جو سر اپنے ہے سر کا تکیہ
بند مستوں کو کہاں اور کدہر کا تکیہ
خشت خمخانہ ہے یہاں اپنی تو سر کا تکیہ

تکیے سو اٹھے تھے سنبھل کی رڑی پہر پہر
اودسیر آرام سے سو سکے تھے وہ ایک جم
دل عاشق کو ہی دمیان ہی شام و سحر
چین ہرگز نہیں مخمل کے اوسی تکیہ پر
اوس پہ بکیے ہوئے ہو جو سکے سر کا تکیہ

اور سونے کا جو چھپر کھٹ ہو بہی ہی شب
پردے مخواب کی اور چھتیں لگی ہوں گو

اور الماس کے استادہ جبرائیل ہوں سب ۔۔۔ اور سکو گل تکیوں نکلے خاطر یہی لازم ہے کہ اب

ایک ہو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

عمر گذری ہے کہ ہم رہتے ہیں اس غم میں گھرے ۔۔۔ کہ نہ اب گردش ایام سے دن اپنے پھرے
ہو سو ہو اوس سے یہی کہتی ہے کہ محبوب بھرے ۔۔۔ جی تو یوں چاہے ہے اپنا کہ بستر سو مرے

ہاتھ کا زانو کا بازو کا کمر کا تکیہ

گرچہ یہ بات تو مجھ سے نہیں ہوتی ہے جو ۔۔۔ کہ جو عاشق کی تمنا ہے سو وہ پوری ہو
کیا کہوں دل میں کہ ارمان بھرے ہیں جو جو ۔۔۔ سو تو ممکن ہے کہاں بھیدی لیکن مجکو

جس میں ہو بالو نکی بو ہو تری بستر کا تکیہ

کہا صنعت دل کہ تم خوب ہو اس سے آگاہ ۔۔۔ نہ تو جاگیر ہی ہم رکھتے ہیں نہ منصب و جاہ
عمل و علم یہ اپنی نہیں زنہار نگاہ ۔۔۔ لطف ایزدی سے امید ہے انشاء اللہ

کچھ بھی رکھتے نہیں ہم کسب و ہنر کا تکیہ

اب کسی صورت نہیں راحت دکھائی دیتی مجھے ۔۔۔ شکل سے ہی جلتی پڑتی ہے نظر ہر سو مجھے
سیر گلشن کی خوش آتی ہے نہ گل کی بو مجھے ۔۔۔ بیکلی ایسے گیا ہے سو نہ وہ گلرو مجھے

کل نہیں پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

کیوں نہ ہم غمگیں رہیں اس درد سے اٹھوں پہر ۔۔۔ لب یہ نالہ ہو نہ کیونکر اور نہ ہو کیوں چشم تر
ہمنشیں اس ظالم کا تو ہی بھلا انصاف کر ۔۔۔ کیا اوٹھاؤں سر کو بالیں سے کہ آتا ہے نظر

زیر سر اوس کے لب بام غیر کا زانو مجھے

مجھ سے وہ خورشید رو ملتا ہے بعد اشتیاق ۔۔۔ اور یہاں ہیں اوسکی ہوتی ہے مری حالت تباہ
دوستو واللہ باللہ ہے خدا اسکا گواہ ۔۔۔ زخم اک شمشیر کا سا دل پہ لگ جاتا ہے آہ

یاد آجاتی ہے جسدم جنبش ابرو مجھے

دل کی حالت ہے عجب کچھ اندنوں اے ہمنشیں ۔۔۔ وحشت ایسی ہوتی ہے گلشن میں نہیں لگتا نہیں

دلمین ہی الفت سے اوس کے یہ جی لای چین — جب تلک دیکھون نہ تری شکل کل پڑتی نہین

سچ بتا تو نے کیا ہی یار کیا جادو مجھے

ایکدم تو چین لینے دے مجھے ای بیکلی — ہے مرے عز و وقار آنکھون مین لوگونکی ہنوز
گر نہ اتنا مضطرب ہو پھر خدا بیجا کری — ابتلک تو بات مین لغزش نہین آئی مری

کیون کیا چاہے ہے رسوا بیقراری تو مجھے

غم سے یہان تک ہون نحیف و زار مین شام و پگاہ — جو مجھے کروٹ بدلنا بہی ہوا دشوار آہ
پھر حق اس ضعف کو ای یار تو ہی کر نگاہ — ناتوان ہون بسکہ فرقت سی تری جون برگ کاہ

اب صبا پھیری ہے اوس پہلو سی اس پہلو مجھے

شاید اب غم مین یہ بیتاب دل جلدی ہو چکا — ایک یک جو اشک آتے تھے ہمارا تھم رہا
آبرو کیونکر رہیگی مرد مومین یا خدا — روتے روتے مین تو حیران ہون کہ یہ کیا ہوگیا

اب نہین آتا نظر آنکھون مین اک آنسو مجھے

ایکدن صنعت یہ بلبل کہہ رہی تھی غل مچا — بے سبب اس ظلم سے گردن کی اوسکو کیا ملا
نے تو اوس نے رحم کہا یا نہ کیا خوف خدا — کیا کرون جرأت نہین اوس صیاد قاتل کا گلا

دام سے چھوڑا تو چھوڑا توڑ کر بازو مجھے

رہگئے یون ہی کنارہ پہ کھڑے پیاسے — گو کہ ہم تیرنے والے تھے بڑے پانی کے
پر اسی شرم سے ہم بیچ گرے پانی کے — جیسے غیرون سے جو کل آپ لڑے پانی کے

پر لیے سیکڑون لیکن یہ گہر پانی کے

ہے ہر اک چیز کی ہر ایک کو دنیا مین پناہ — کوئی مشغول عبادت کوئی پابند گناہ
کیونکہ آزادگی حاصل نہو بحسب دلخواہ — خالی از قید نہین آب روان بہی اللہ

حلقۂ موج ہین گویا کہ کڑی پانو کی

اوسکے مخلوق کا کسطرح کرے کوئی حساب — آسمان زیر ہے بیتا و رہت ہی نہ آب

پیش خیمہ ہے اونہوں نکا یہ بغیر از اسباب | زیر دریا بھی ہے لشکر نہ سمجھہ جوش حباب

لاکھوں پانی پہ یہ خیمہ ہین کھڑے پا نکلے

گل صد برگ ہی ملیر راج کا ہر اک دانا | سوسنی رنگ کو نیلم سے ہی کیا کم جانا
گل نسرین کو بھی الماس ہی سمجھو دانا | باغ ہے صانع قدرت کا جواہر خانا

گل پہ شبنم سے جو قطرے ہین پڑے پا نکلے

ہے ہر اک شخص کو دشوار سمجھنا اسکا | دست قدرت کی جراوت کا ہی یہ دیتا پتا
سیکڑوں جوہری عرفان کی ہو وین بینا | دیدہ غور سے دیکھے جو کوئی تو گویا

لعل یا قوت پہ موتی ہین جڑے پا نکلے

ہے ادھر چشم بھی اپنی ہی ادھر تن اپنا | موج زن چشم ہے اور سوکھہ گئے تن ہمکا
ہمنشین اسمین سے ایسے کیا کسکا شکوا | بہ گیا اشک سے اپنا یہ تن زار تو کیا

کیونکہ رستے سے پر کاہ اڑے پا نکلے

ہے گدا شاہ اب اس وقت مین اور شاہ گدا | جتنے اعلی تھے ادنہین کر دیا اوس نے ادنی
اب زمانہ کی بھلا خوبیان کہیے کیا کیا | آج کل زیر فلک گرم ہے مطلع اوسکا

بیچتا لونگ جو جڑے تھا جو سڑے پا نکلے

بوسہ صنعت نہ مگر واہ و فغان جراًتم | عشق کیا خالہ کا گھر سمجھے ہو میان جراًتم
ہے غنیمت جو چھوڑی بھی جان جراًتم | اشک بھر لاؤ نہ دل سے میان جراًتم

ابھی بھرنے ہین تمہین کچھ گھڑے پا نکلے

سر ہو زمین شعر خنجر کی تار سے | پر کلک دو زبان جو ابھر نکالا ہے
ظاہر ہے یہ تو یجہ صفار و کبار سے | اعجاز وصف مطلع ابر و ہو یار سے

شمع زبان کا رنگ لڑا ذو الفقار سے

کٹتا ہو سامنے کبھی جس شخص کو اگر | ڈرتا ہے ریحان سے بھی ہمدم وہ بیشتر

سنکے نکیر سے تو کرون بات اونکو پیر
دیکھون نہ گور مین بھی کبھی آنکھ کھول کر
ایسا ڈرا ہوا ہون شب انتظار سے

جب سے کہ مین نے تجھکو ستمگار دل دیا
اوسدن سے غم کو کھایا ہے خون جگر پیا
لیکن اسی امید پہ یہ نیم جان جیا
کتنا کیا صبر کہ فراموش ہے کیا
وعدہ بھی کچھ کیا تھا کسی بیقرار سے

ہمدم کو غم ہوا مری چشم فگار سے
کرتا تھا عرض تب یہ مین اوس غمگسار سے
کیا پوچھتے ہو حال مرا ابتدار سے
گل کھائے تن پہ چھوٹ کی آغوش یار سے
زخمونکی بد میان ہوئین پہلو نکلے یار سے

قاصد کو اوسطرف کو بمنت کیا روان
سامان عیش مین نے مرتب کیا یہان
آہٹ پہ کان در پہ نظر تھی ہمہ دوستان
جب یہ سنا کہ یاد نہین مہندی لگی ہے ان
شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے

ممکن نہین کہ ہمسر ہو دنیا مین خاکسار
اور ہم سے دل مین رکھتا ہو شاید کوئی غبار
لیکن یہ ہے نصیب کی خوبی ستم شعار
تیرے ہی دل مین ہم سے کدورت ہے وہ شمار
آئینہ صاف ہوتے ہین اپنی غبار سے

چاہے کوئی کہ اپنا کرے نجد مین وطن
اور خاندان اپنے مین چاہے دوانہ پن
اوسکے لیے وصیت مجنون ہی ہے یہ سخن
استاد عشق ہو نہین بنتا ہے سیمتن
لڑکونکی تختیان مری لوح مزار سے

سرسبز کسطرح نہو صفت کی شاعری
مصرع ہر ایک اسکا ہے ہمشکل سرو کی
رنگت جدی ہے سب سے روش اسکی ہے نئی
طرز سخن سے رنگ ٹپکتا ہے اوس کی
گویا زبان دہن مین ہے غنچون بہار سی

دل جگر دیدہ کو ازبس کہ جورسہی بہتی
چشم مین آسکے تو پہر نو عدگر سو برسا

ابر نیساں بھی نہ اس رنگ و صفت سے برسے | کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے

اپنی آنکھوں سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رعد نے طرز اڑا لی ہے مرے نالے کی | برق شاگرد مری آہ کی ہے ادنی سی
ابھی اک چین تو پھیر لی ہے اسکی تیغی | اشک انڈا ہے مرا ابر سے ایسا کہدی کو

آبرو جاہی تو بٹ کر مری گھر سے برسے

بعد اک عمر کے وہ شوخ مرے گھر آیا | رات بھر مجھسے پلنگ پر وہ ہم آغوش رہا
جبھی نوبت بجی اور صبح کا تارا نکلا | بج گیا زور گیا آ کے گیا یار گیا

سینہ سے چشم سے اور دیدۂ تر سے برسے

یہ وہ دامن ہے مرا تجکو نہیں اسکی خبر | اشک پونچھا ہے مرا یار نے اس سے اکثر
گو کہ تر دامنی مشہور ہیں نہیں اپنی پر | جسقدر ابر تو برسے ہی نچوڑو نہیں اگر

اتنا پانی تو مری دامن کے تر سے برسے

ہے برسنے کی مسلسل جھڑی ای یارو | جس سے تشویش مکانات کی ہے عالم کو
بات پانی ہے تو مشکل ہے ولیکن سوچو | اسقدر ابر میں قطرات کہاں تو پوچھو

کسی مشتاق کی ان دیدۂ تر سے برسے

یہ مثل کہتے ہیں ہر چند بڑی اور چھوٹی | کہ برستا نہیں وہ جو کہ بہت سا گرجے
پھر جو دیکھا تو یہاں صاف وہ جھوٹ نکلے | رات بھر نالے کیے ہمنے تو دن بھر روئے

جسقدر شام سے گرجے ہے سحر تک برسے

گر جو حل ہوتا ہے ہر ایک کا وا ابر کو دیکھ | ہمسے جی بیٹھا ہی جاتا ہے اوٹھا ابر کو دیکھ
ہمنشیں کیونکہ نہ پانی ہے یہ ابر کو دیکھ | اوسکے آنے کا ہوا وقت بھلا ابر کو دیکھ

خون دل کیوں نہ مرے دیدۂ تر سے برسے

کہ کتنا آج کا دن مجکو ہے گھڑیاں گن گن | اور گھر آنا تھا کیا ابر کو آج ہی کے دن

یونہی مجکو تھی بو تنگ گھٹا رہی اودی سن — یہ تو کہتا نہیں میں میتہ بدرہے لیکن

جب وہ آجاتی تو پھر جلتا ہے جی برسے بھی

کہا صنعت نے مجھے لعل گہر میں طالب — بات پردہ یہ نکلی ہے آپ اس سے خبر میں طالب
گو کہ ابتر ہیں وصلے لوز لعبر میں طالب — اشک گلگون نہیں یہ لخت جگر میں طالب

آج آنکھوں نے جو کچھ اپنے شرر سے برسے

ترا خال و ر پیشانی یہ سیاہ تو وہ اختر ہے — جبیں پر جبین و ابرو چشم اور کاکل معطر ہے
وہی موج اور کمان ہی یہ وہ کشتی اور یہ لنگر ہی — تری زلف اور عارض اور لب و خط جو چھپر ہے

یہ سنبل ہے وہ لالہ یہ نیلوفر وہ غنچہ ہی

دہان سیب زنخدان اور زبان سب عضو ہیں تیرے — وہ غنچہ چاہ نخشب یہ ہے نازک گل کی پتی ہے
نہ لایا تاب وہ جس شخص نے دیکھا تجھی ہنستے — مسی آلود وہ لب اور دانتیں وہ انکی چمک

وہ بدلی ہی یہ بجلی ہے صدف ہے وہ یہ گوہر ہے

غرور حسن ترا اور غصہ السیتم افزا — وہ ہے ضحاک کا مرشد یہ حجاج و ستادہ کا
کروں تفصیل کس کسکی یہ مجھسا ہو بیاں کرتا — تری ناز و عتاب و عشوہ و غمزہ ادا و طنا

وہ دارا ہے یہ چنگیز وہ رستم ہی یہ سکندر ہی

تری وہ ساعد نازک غضب اور پنجۂ رنگین — یہ ہے برگ چنار اور شاخ صندل ہے یہ رنگین
یہ ہیں تو عدد گر اربعہ عناصر تجھمیں ایسے بدن — عتاب و لطف تیرا اور خو نازک دل سنگین

وہ آتش ہے یہ پانی ہی وہ شیشہ ہی یہ پتھر ہے

تری یہ نگات یہ سینہ بلا ہی اور یہ ہی آفت — حباب بحر یہ دریا ہی وہ یہ موج کی صورت
ترا جو آشنا ہوگا اوٹھاویگا وہی لذت — خرام ناز تیرا اور ادا اور شکل و قامت

وہ آفت ہی یہ فتنہ ہی بلا ہے یہ وہ محشر ہی

جما سبزہ جو عارض پر تو اوسکی فکر کچھ مت کر — وہ ہی خورشید اور یہ ہی کرن گرد اوسکی ایدھر

میں ہوں حیران کہ یا نہیں لگا ہے باغ کیونکر صفائے رخسار کی آفت ہی اور خط ستم تسیر
وہ گل ہے یہ بنفشہ ہے وہ آئینہ یہ جوہر ہے

کیا اب حسن کو حیولی سے اوس قد پہ دوبالا ہے وہ نخل سرو ہے اور اوسپہ یہ لہرائی کالا ہی
ڈسے جسکو وہ کافر پھر وہ کوئی جینے والا ہے بلا وہ جعد مشکیں اور قیامت قد بالا ہے
وہ بابل ہے یہ آشفتہ وہ حیران ہے یہ شیدا ہے

نئے انداز کے اب آپ نے اشعار ہیں لکھے کہ ہر اک مصرع وزن چھوٹا بڑا محظوظ ہوں سنکے
ولے صنعت کی بھی اشعار احوال گذشتہ کے پڑھوں دو چار اسکے مطلع رنگیں اب ایسے
تجلی حسن سے ہوا لب مطلع خورشید انور ہے

سب خوبوں کا سرتاج تو کس راہ نہیں ہے کیونکر یہ کہوں حسن کا تو شاہ نہیں ہے
یوسف بھی برابر ترے اے ماہ نہیں ہے ملنے کی ترے جسکے تمکین چاہ نہیں ہے
کچھ اوسکو مزا زیست کا واللہ نہیں ہے

پتھر نہیں وہ اور شجر و کاہ نہیں ہے اور حور و ملک جن و بشر آہ نہیں ہے
لاریب وہ حیوان بھی بااللہ نہیں ہے جو کوئی ہوا آپ سے آگاہ نہیں ہے
بس سمجھئے وہ بندۂ درگاہ نہیں ہے

مال و زر و دل عشق میں کھویا ترے ہمدم تسخیر بھی ملا تو نہ کیا زور بھی جلکر اکثر
ناچار سے یہ کہتا ہوں تجھسے ستمگر اب تو ہی بتا دے کہ ملوں تجھسے میں کیونکر
آئی ترے ملنے کی مجھے راہ نہیں ہے

کس طور سے دل اوسکے کو پھر کفر نہ گھیرے ہر چند کہ سے کعبہ کے وہ لاکھوں ہی پھیرے
اے شافع ہر جرم گنہ حشر کے میرے جو تجھسے نہ واقف ہوا اور عشق سے تیرے
کیونکر میں کہوں اوسکو کہ گمراہ نہیں ہے

کرتا ہے گذارش یہ سدا آپ سے صنعت محشر میں کرے جسگھڑی اللہ عدالت

انڈونون گنہگارونکی تم کیجیو شفاعت — بخشائیو تم واسطے حسنین کی حضرت
تم بن کوئی گوہر کا تو پاشا نہین ہے

اپنے محبوبونکو زندان سے نکالا چاہیے — خلط اونکا آب دربان سی نکالا چاہیے
پیرہن جنون کچھ اور سامان سی نکالا چاہیے — کار نشتر بار مژگان سے نکالا چاہیے
خون دیوانونکا شریان سی نکالا چاہیے

تکتے تکتے مجلو یان تو ہوگئین آنکھین سفید — ہاتھ سے آئینہ رکھ اب ہوچکا بس یہ بہی کہیل
اسطرف کو دیکھ عاشق کی بر آوے ناامید — عکس کو اپنے خود آرا رکھ نہ آئینہ مین قید
جلد اس یوسف کو زندان سی نکالا چاہیے

اوس پری کے غم مین پہرے اسطرح دیوانہ سا — طوق حلقہ چشم کا اور زلف کی ہو بیڑیان
جبہ سائی سے جبین پر اپنی قشقہ ہو عیان — واسطے زنار کے اے وحشتِ عشق بیان
تار دامان و گریبان سی نکالا چاہیے

روکنا دریا کا تو ممکن نہین اک آن بھر — ضبط گریہ تابکی ہمدم تو اسمین غور کر
ماجرا اپنی آنکھون ہمنے دیکھا بیشتر — جس جگہ رکجای پانی بیٹھ جاتا ہی وہ گھر
اشک سی دل چشم حیران سی نکالا چاہیے

وہ بیابان لق و دق کچھ سیر کی قابل نہ تہا — گر نہ تہی تاثیر عشق قیس تو پہر تہا یہ کیا
نیچی آنکھین کرکے اور شرما کی از روی حیا — ساربان سے نجد مین آہستہ لیلی نی کہا
ناقہ پہرا کر مرا یان سی نکالا چاہیے

عیش و عشرت کے سوا غم کا نہ تہا نام و نشان — اب لگی ہمکو نظر شاید کسیکی دوستان
کیجیے کس کا گلا یارو خدا کی ہی یہ شان — یاد آئی تہی مزاج یار مین یہ بہی وہان
اب تعارف اوسکے دربان سی نکالا چاہیے

سب لگا لیتے ہین دلبر خال سرمہ زیر چشم — زیب دیتا ہی ہر اک پر خال سرمہ زیر چشم

اک معمہ ہے مقرر خال سرمہ زیب چشم
وہ یہ کہتے ہیں لگا کر خال سرمہ زیب چشم
مشک یون نافۂ غزالان سی نکالا جاتا ہی

یہ کہا صنعت نی اوس سی اپنی سر کی دیکی قسم
روشنائی مردمان چشم کی ہی بیجا بہم
لکہہ خط گلزار میں نرگس کا تو لیکر قلم
گر بیاض یار میں بیمار کرتا ہے رقم
شعر ایسے حسن کے دیوان سی نکالا جاتا ہی

درد فرقت سی کہیں ہم نہیں آگی جاتی
شدت نالہ سے طوفان اوٹہائی جاتی
اور جو جاتی تو ہنر اپنا جتاتی چلتی
موج سان کیا خس و خاشاک بہاتی جاتی
آگ کی طرح جدہر جاتی ملاتی جاتی

چرخ دنرات عجب طور کے لاتا ہی رنگ
کشور روم پہ آتا ہی چڑہا والی زنگ
عقل ہے چرخ میں اور ہوش جسے دیکہی دنگ
خط نے اوس عارض گلگونہ کیا عرصہ تنگ
خار ہیں صحن گلستان کو دبا تی جاتی

نہ لو رو سکے نہ جنازہ پہ گئے مٹی دینے
اگر اوس سمت کو گذرے تہی تو لازم تہا یہی
ساری باتیں ہوئیں در گور دلم سینہ بہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائی نہ سہی
فاتحہ کے لئے تو ہاتہہ اوٹہاتی جاتی

چہڑکیان گالیان دو ناکہ ستم اور کرو
پیرو حضرت ایوب ہوا ہوں میں تو
کچہہ شکایت نہیں اسکی بہی جو غیروں سے ملو
آزماتا ہوں محبت میں میں ظرف دلکو
درد و غم ایسے کہاں تک میں سمائی جاتی

میں نے دہمکا کے بہت اوسکو کہا دربان سے
ورنہ جانب سی مری صاف یہ اوس سے کہدے
یہی بہتر ہے مری بات وہ اگر سن لے
راستہ روک کی کہدونگا جو کہنا ہے مجہے
کیا ملیگا نہ کہیں راہ میں آہی جاتی

بار الفت ترا جس روز سے ہی سر پہ لیا
غم ہی کہایا فقط اور خون جگر ہی نے پیا

دن تو رو پیٹا کی جسطرح کٹا کاٹ دیا … ہجر کی شب تری فرقت نے یہ ستم بند کیا
سانس ہی سینہ مین رکنی لگی آئی جاتی

کیا کہون دوستو ایسا ہی برا عشق کا فن … دوستی جس سے کرو ہو وہی وہ جانی دشمن
نور چشم اپنے جو ہین اشک ہے یہ اونکا چلن … آتش عشق یہ کرتے ہین وہ کار روغن
اشک سے تر او رہی ہین آگ لگائی جائے

کچھ یہ ناصح نہین صنعت تو مگر ہی گھبرا … پیش رفت اسمین نہین جانکی بندی زنہار
قیس و فرہاد سے لاکھون ہی ہوئی اسمین خوار … عشق کو ترک کرو یا نکرو ہو مختار
نیک و بد رند تمہین ہم مین جتائی جائے

غم الم درد و آہ وزاری تھی … کہیے کیا کیا جو کچھ کہ خواری تھی
الغرض نزع ہم پہ طاری تھی … شب فرقت بلا ہی بھاری تھی
بچ گئے زندگی ہماری تھی

پہلے یوسف جتا وہ اپنی چاہ … کر گیا دوستی مین مجکو تباہ
تھی توقع یہ اوس سے کب واللہ … دے گیا دلیہ داغ یاس و آہ
جس سے کیا کیا امیدواری تھی

مارتا تھا کبھی مین سر پر ہات … بھکی بھکی کبھی کہے تھا بات
پر کسی ڈہب سے تھی نہ مجکو نجات … دل ٹہرتا ہی تھا نہ اوس بن رات
بیقراری سی بیقراری تھی

مر رہے اضطرار مین صد شکر … نہ بچے انتظار مین صد شکر
کر رہے ہین بار بار مین صد شکر … مر گئے ہجر یار مین صد شکر
جیتے رہتے تو شرمساری تھی

اس عداوت کا کیا کرون مین علاج … کہ وہ کرتا نہین مجھے آماج

بدنصیبوں کا میں تو ہوں سرتاج	کیونکہ آتا وہ قتل کو میں آج
سب سے پہلی ہماری باری تھی	
یاد وہ قول و قرار سیم بدن	یاد کہائیے یہ صاف عہد شکن
اب یہ کس نے تمہیں سکھایا فن	دوستی کر کے ہو گئے دشمن
واہ واہ خوب دوستداری تھی	
کوئی کہتا تھا کوئی ہے ہیہات	اور کوئی مارتا تھا سر پہ ہات
کوئی سنتا نہ تھا کسی کی بات	تھی یہ حالت تری مریض کی رات
گریہ بیشتر و سلے آہ و زاری تھی	
کوئی کہتا تھا میں ہوں اوس پہ جور	کوئی بولا وہ ہے مرا منظور
کیا کہوں الغرض یہ ہے مشہور	اوسکے مژگاں کا کیا کروں مذکور
بات میں دل پہ چہری کٹاری تھی	
کوئی کشتی پہ رکہتا تہا اسباب	غول کہتا تہا کوئی ہو بیتاب
تہا غرض خلق کو بڑا ہی عذاب	گہر کے گہر بہ چلے تہے مثل حباب
گویا طوفان و اشکباری تہی	
ہجر کی شب یہ اپنی تہی ہمراہ	غم الم رنج و درد و عشق اور آہ
کر لو صنعت یہ قصہ اب کوتاہ	جبرات اوس میں بقول حیران آہ
رات حالت عجب ہماری تہی	
غائبانہ اشتیاق اپنا جتایا آپ نے	اور ہر اک حال بیتابی سنایا آپ نے
اب کیا اسمیں برا میں نے بہلایا آپ نے	پہلے تو از راہ شفقت گہر بلایا آپ نے
پہر گیا جبکہ دل تو پہر گہر گہر پہرایا آپ نے	
غیر کے آنے سے اپنے دل میں گہبرائے تہے تم	میرے دل کو ہر گہڑی ہر طور بہلاتے تہے تم

الغرض عاشق مری عالم مین کہلاتی تہی — یا تو بن بن اپنا عالم ہمکو دکہلاتی تہی

یا بکہر کر اب ہی عالم دکہایا آپنے

ناگہانی ہوگئی شاید کوئی تجہسی خطا — یا کسی سے آپکا ہے اندنون دل لگا
کچہہ تو باعث اسکا فرماؤ کہ کیا ہو گیا — یا ہمارا دہیان رہتا تہا تمہاری جی چڑہا

یا ہمین اب اپنی نظرون سے گرایا آپنے

اور سے تم لڑتے تہے جو کرتا تہا ہمسری — یا ہر اک نادان کو اب ہو گئی ہے تجہپر برتری
اب خدا کیواسطے انصاف تو کیجے پری — یا ہماری عقل کے قایل تہی اے شکر پری

یا بکہر کر صاف دیوانہ بنایا آپنے

مین تو حیران ہون کہ ایسا کیا ہوا مجہسے عناد — بلکہ جو اغیار تہے غماض اور اہل فساد
اب اونہین سے مشورہ ہے آپکا اور اتحاد — یا ہمارے ملنے والونکی تمہین رہتی تہی یاد

یا ہماری یاد کو دل سے بہلایا آپنے

چہوڑتے اکدم نہ تہی گہر سے مجہے بلوا کی آپ — یا مری آتے ہی بس اوٹہہ جاتی ہین او کتا کی آپ
ہے یقین اوٹہہ جاؤ تمہین جو ملنے آئین اب گہبرا کے آپ — یا ہماری پاس پہرون بیٹہتے تہے آپ

یا بس رنجش یار سے ہمکو اوٹہایا آپنے

پیار سب صاحب کا مثل سیل دریا ہو گیا — یا تو زور اور شور وہ یا صرف بیتہ گیا
مین تو حیران ہون کہ اب ایسا کنارا کیون کیا — یا ترقی پر تمہارا دم بدم اخلاص تہا

یا بڑہا کر ربط اب بالکل گہٹایا آپنے

غم کا میرے غم تہا تمکو اور خوشی کی تہی خوشی — بس میرا منہ تکتی ہی جاتی تہی تمکو گہڑی گہڑی
یا میرے رونے پہ اب صاحب کو آتی ہے ہنسی — یا ہر عالم ہماری خرمی منظور تہی

یا رولا کر ہمہ عالم کو ہنسایا آپنے

دل مین تہے رہ پوش ہو جی چہوڑ کر سارا جہان — منہ دکہانے کی رکہی جا لہ نہ ہمکو ہمنے یان

بن کہے رکتا ہے دل کہیے تو کٹتی ہے زبان ہائے یہ رعواد کس کے روبرو کیجے بیان

چار دن میں انکا تماشا سا دکھلایا آپنے

یعنی جیسے خواب میں ہوتا ہے کوئی بادشاہ بس اسی صورت سے تھی یہ آپکی دو دن کی چاہ
کیا کیا ہی خوب اپنی بات کا تم نے نباہ یعنی پہلے بے تکلف پاس بٹھلایا او راہ

لگ گیا جب دل تو پھر بیدرد الگایا آپنے

اپنے بیگانوں کی دلمیں کچھ رہی اوسکی بجائے چھوڑ کر اب آپکو فرماؤ کس کے پاس جائے
بولے صنعت آپ سے اب کیا کوئی دل کو لگائے چھوڑ بیٹھے تب ملاقات آپ ہی جس ذات سے ہائے

جبکہ ملنا سارے عالم سے چھوڑایا آپنے

تاک اور جہاں تک سے ہم آپکی رنجور ہوئے اور طلب میں لب میگون کی لب گور ہوئے
تپش غم سے عجب یہ نئے دستور ہوئے آبلہ دل کے پس مرگ بھی کب چور ہوئے

توشۂ راہ ہمیں خوشۂ انگور ہوئے

تیغ ابرو سے تری اسقدر اب چور ہوئے جنکی تدبیر سے جراح بھی معذور ہوئے
کسی مرہم سے نہ وہ قابل انگور ہوئے دل جگر دونوں مری خانۂ زنبور ہوئے

داغ سے زخم ہوئے زخم سے ناسور ہوئے

میری خدمت سے نہ اب تک ہوا کوئی غمخوار اور طبیعت بھی دوا کی نہ ہوئی منت بار
دھیان میں یار کے فی الفور بفضل غفار درد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار

شکر یا رب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوئے

ایک سے ایک زیادہ کری ایجاد انکی دوا اور ہر روز نیا غور سے نسخہ بدلا
آخرش تھک کی مسیحائی یہ اوس سے نہ ہوا اچھا روگ کیا تیرے مریضان محبت کو لگا

چارہ جو دنگ ہوئے تدبیر کری اور وہ رنجور رہا

اپنے بیگانے میری حال کو سنکر رو دئے [illegible] اپنے سبھی آنسو بھر لائی

اور از انجملہ سمجھہ مجکو ترحم کی جایگا　　کی سفارش جو میری اونسی کسینی تو بیا

رابطہ ٹھہرانے تو کچھہ اونکو منظور ہوئے

سنکے اسبات کو وہ اور ادھیج ہی سوچے　　یعنی بدنامی کا الزام اب اوسکو بیجے

تا کہ چھپا چیٹے یہ سوچکے خاموش ہوے　　یہ مکر بولے کہ جی کیون نہ ملو لگا اونسے

ابتو وہ جاننے والے مری مشہور ہوے

بعید اوس بزم کا اب کس سے بہلا پوچھیں　　پاس خاطر کسی جس پاس کہو جا بیٹھیں

اب اسی بات سی رہتا ہون ورانچھ تو نہیں　　کیونکہ نزدیک ہلاکت نہ بہلا ہو تو نہیں

دوست غمگین ہوی دشمن مری مسرور ہوے

یعنی ممکن نہین احوال اب اپنا یہ یاے　　آسمان پر بہی اوڑی اور زمین پہ گرجاے

کیا کہون دوستو اب خوبی قسمت اپنی ہاے　　یعنی سو کام مری جینے نکلتی تو سوے

اونکی سرکار سے نوکر بہی وہ اب دور ہوے

ایک عاشقیہ جو اوس شوخ کی ای آفت　　کہ نکالا جو اوسے بزم سے دیکر ذلت

مجھسے کہنی لگا وہ کیجئے اب کیا صنعت　　اوس نے خدمت سی جو معذور رکہا ای جرات

یا تلک روکے کہ ہم آنکہوں سی معذور ہوے

نہ خادم نہ ہم عاشق زار ٹھہرے　　نہ فدوی ہوئے نی ہوادار ٹھہرے

غرض ہر طرح سے گنہگار ٹھہرے　　نہ مونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھہرے

فقط غم ہی کہانیکی غم خوار ٹھہرے

جہانتک کہ ہے خلقت آدم وجن　　سبھی اس سے واقف ہین دنیا کے ساکن

نہین شہرت حسن ای یار مجھہ بن　　یہہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن

ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

تمہارے لئے مینے کی خاکساری　　ملی خاک مین سو مسرتی خاکساری

بلا اوسکا بدلا جو کی ہین نے خواری — یہی چاہیے مرحبا تم ہماری

ستمگر تمہو داب ہمنوا ٹھہرے

اوسے دیکھتے ہین جو عزیزون سے باہم — تو کہاتے ہین غم او پیتے ہین خون ہم

بہلا تم سے اب پوچہتے ہین یہ ہم — بہین خون دل ہم غم اوسکے ہین ہر دم

وہ دمساز ہم ویسے خونخوار ٹھہرے

ہمین گلبدن جو نظر تم نہ آئے — تمہاری محبت نے یہ گل کھلائے

یہ کہکر وہین ہاتھ دونون دکہائے — بدن پر تو لاکہون ہی گل تم نے کہائے

جبہی تم کہین وہ تن شک گلزار ٹھہرے

گلی مین کل اوسکے ہم از کہ جو بیٹھے — اونہین آیا بہت پیار او ٹہی ہم نہ وان سے

یہ احوال میرا ایکا یک کسی سے — سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولے

کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے

مری گریہ کی طغیانی سے پانی چہت ہے — فغان اور شور سے اپنی جگر دل ہد کا بلند ہے

تڑپنے سے مری بجلی بہی تنگ و سخت محزون ہے — دل بیتاب میرا جب سے زیر خاک مدفون ہے

زمین کو آرہا ہی زلزلہ گر دشمین دون ہے

سیاہ و سرخ چشم اوسکی بلا ہی یکہ افسون ہے — جو فوج عاشقان پر مستعد کرنیکو شبخون ہے

ارسطو بہی یہان ششدر رہے اور حیران افلاطون ہے — تہ محراب ابرو اوس صنم کی چشم میگون ہے

یہ بیت اللہ مین ظاہر ہے یہ طرفہ مضمون ہے

کوئی ہمسر ہو اپنا کسطرح سے عشقبازی مین — جہانتک عاشق جانباختہ گذری خدائی مین

سو وہ سودائی اور مجنون نری ہین کیسی ستی مین — ہین ہم ان روز ازل سے ایسا دیوانہ کہ طفلی مین

مری منت کی بڑی تہی سو وہ زنجیر مجنون ہے

سزا وار عاشقونکو ہی کہ تیری ظلم سہتی ہین — اور اونکی چشم سے چشمہ ہر اکدم خونکی بہتی ہین

مگر اہل معانی بہی یہان حیران رہتے ہین تو وہ ہے مطلع دیوان خوبی جسکو کہتے ہین

قد موزون کا سایہ دوسرا مصراع موزون ہے

ہلال آسا غم مہرو مین کاہش ہے مری تن کو کمان تن کہ کھینچا ہون چلہ کش محرابین ابرو
اور اوسکی تیغ ابرو کا ہون گہایل پہر تو یہ سوچو میرا دیوان نہ کیونکر رشک دیوان ہلالی ہو

کہ ہر بیت غزل مین مطلع ابرو کا مضمون ہے

ترحم کچہ بہی اپنی حال پر اب تجکو آتا ہے کہ خشت و سنگ پر شداد سان زر تو لگاتا ہے
صفائی دل کی کر ناداں کہ یہ کعبہ کہاتا ہے خدا کا گہر بنا منعم عمارت کیا بناتا ہے

نہ وہ ایوان کسریٰ ہی نہ وہ طاق فریدون ہے

گرفتاری مدام اسکو ہے اور جنجال کثرت سے وظیفہ اسکو ہے واللیل کا ہر ایک صورت سے
پریشان حال ہے صنعت پہنسا ہے اسمین مدت سے نکل کر دل کہان جائیگا تیری دام الفت سے

تری زلفون کا شیدا ہے تری آنکہون کا مفتون ہے

جگر خیال خدائی مین شق ابہی سے ہے گہر اپنا لگتا مجہے لق و دق ابہی سے ہے
یہ جان بہی ہونی گو لبن جان بحق ابہی سے ہے شب وصال مین دلبر قلق ابہی سے ہے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابہی سے ہے

مزاج اسقدر اوس نازنی کی شاہ کا ہے کہ بار جسکے بدن پر مری نگاہ کا ہے
سمایا جبین ہر اس کسل جو راہ کا ہے چلا نہین پر ارادہ ہی سیر ماہ کا ہے

یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابہی سے ہے

یہ واقعہ ہے عجب نادرات کے داخل کیا ہے قتل کسی نے ادا سے اوسی قاتل
جو مر گئے سبہی تو بہی ہے اوسکا ایسا دل ہنوز وقت ہوا ہے نہین تیر بسمل

کہ دل لیمین زمین کا طبق ابہی سے ہے

یہ بات وہ ہے جو کہتا نہین بین بہر شہرت نہین ہے جہوٹہہ کچہ اسمین سخا کہ یا ک بحق

نہیں ہے نامہ کبوتر ہی کا غذی یکسر | میں لکھ چکا ہی نہیں حال دل کہ اوسکی طرف
ہوائی شوق مین اوڑتا ورق ابھی سی ہی

خوشی سی منہ کی میری سرخ دیکھکر نگت | تو آج تاڑ لی جو تونسی ہی کچھ اک فرحت
کنایتاً یہ لگا کہنے مسکرا صنعت | کسی نے شام سے آنکھو کیا لگا عشرت
کہ منہ پہ آپ کی پہولی شفق ابھی سی ہی

نے مشابہ تہا تر و رہ نے مقابل قامت کے | اور نہ ہم پوشش نے اعضا اس روش اندام کے
پر ہے یا اتنک عشق تیرا دلمین اس ناکام کے | کل جو بیٹھا پاس مین جا اک ترے ہمنام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تہام کے

مثل خس ہمکو کیا اور شعلہ رو بیداد تمہین | ہو گئے راہ بر کار ساخت تب سو جہا ہمین
اس مثل کو سوچکر ممکن نہین اب کچھ ہمین | جو کروگے ظلم تم ہم سب سہینگے کیا کرین
تم نے اس کام کی اور ہم نے اپنی کام کی

گہات پاکر ایک دن بندہ نے تنہا گہیر کے | اوس پری رخسار کے تہی خوب سے بوسے لیے
اوسکو سمجھ بندہ کیا ہی وہ میاں اے سرور کیجے | مانگوں کچھ سو ٹوٹنے تو وہ یون ارشاد کہے
اوسکو بوسہ دو نہین جو لایق نہو دشنام کی

جبکہ نام اپنا لیا اوس نے زبان کو تہا تمام | سنتے ہی ایکبار اوسکا منہ ہوا میٹہا تمام
دمبدم فرہاد و شیرین سے یہ کرتا تہا کلام | اپنی منہ سی کس مزے سے لیتی ہو تم اپنا نام
لینا پہر اکبار مین صدقے تمہارے نام کی

اب اوڑاتی ہی صبا اس غم سی اپنی سر پہ دہول | گل گریبان چاک ہی غنچون کی خاطر ہی ملول
یہ ہوا گل کی محبت مین اسی غم سی جہول | شاخ گل پر کل جو بلبل جہومتی تہی اون پہ ہول
آج سونا لان ہی کس رنگ پہنچے دام کی

تشنہ خونی ترے کیا کیا دکھاؤ تجکو رنگ | دل کی دل ہی مین رہی یہ آرزو ہی وہ میر او ہمنگ

کیا کرون آیا ہون ہاتھونسے زمانے کی مین تنگ
ساقیا کر بس چلی اپنی تو ہے ایسی ترنگ
دو جہان کو دین تجھے بدلے ہم اک اک جام کے

نے ہوا بدنام رسوا ہوا تو کو بکو
سامنے صنعت کی بہا گاو انسے تو آبرو
مار گالی جب لگا دینے تجھے وہ تندخو
پختہ مغزان جنون مین آپکو کہتا تہا تو
ہمتو دیوانہ ہین جرأت اس خیال خام کی

آرے جراح بہت سے مل کے
مرہم وصل بن اوس قاتل کے
نہ ہوئے زخم برابر سل کے
ناخن ہجر سے پہوڑے دل کے
ہوگئے گھاؤ سبھی چہل چہل سے

بزم آرا جو تھے اوس محفل کے
یہی کہتے تھے غرض سب مل کے
چوم کر ہاتھ سبھی قاتل کے
ہاتھ رہجاتے ہین ہردم مل کے
ہین منے رقص ترے بسمل کے

تیغ خونخوار تھی گویا بجلی
نہین دیکھی ہے صفائی ایسی
منہ سے یہ بات سبھونکے نکلی
تیغ یون کھنچتی ہے گردن وہ گئی
چوم ہیو ہاتھ کوئی قاتل کے

ہمنشین ذکر ہے گل کی سب کا
پاس سے اوسکے مین جسوقت اوٹھا
لیکے منہ رکھیا مین اپنا سا
عرض کی مین نے پھر آؤن تو کہا
آپ مختار ہین اپنے دل کے

اتفاقاً مین گیا اونکے گھر
بولے کہاؤ تو مین بولا چلکر
چھلکے بادام کے وہ لا دلبر
مارو چھلکے یہ اونہین کی سیر
میوے جاتے ہین جنہین چہل چہل کی

اس سبکدستی کے قربان گیا
مرتبہ جس سے یہ مین نے پایا

دیکھکر اوسکو یہ عالم بولا — عرش پر پاؤن تڑپکر رکھا
لین قدم کیون نہ تڑپی بسمل کے

ق
اوسکے دربار سے جو آتا ہے — بزم خونخوار سے جو آتا ہے
کوے دلدار سے جو آتا ہے — محفل یار سے جو آتا ہے
کہکے روتا ہون یہ اوس سے مل کے

اب تو تم آئے ہو یان فرحت سے — ہوکے موقوف پہر اک ذلت سے
اسکی واقف نہین تم خصلت سے — جسطرح تم ہو اسی صورت سے
ہم بہی اک دن تہی اس محفل کے

ق
طرفۃ العین مین سب نے دیکھا — چشم ذرا اپنے سے سہرا چہٹتا
پلمین پہر نام و نشان کچہہ نہ ملا — لے گئی باد صبا یا کہ اوڑا
یا ہوئی خاک مین غائب ملکے

پارۂ دل ہے کہ گلگون تازی — کیا ہی اسمین ہے سبکپروازی
کسطرح اسکی ہو چارہ سازی — لخت دل جون گل آتش بازی
نہین معلوم ہوئی کیا کہل کے

یہ غزل سنتے ہی بولے صنعت — آفرین باد تمہین اور رحمت
کیون نہ ہو ملک سخن مین نصرت — تم ہو شاگرد نصیر اے نکہت
ہین وہ شاگرد میان مایل کے

جب بار عشق عرش تیرا اوٹہا سکے — لوح و قلم بہی تاب پہر اوسکی لا سکے
جن و فرشتہ حور نہ پاس اوسکی جا سکے — ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

جلتی ہین پر جو وہم کا طایر ادہر اوڑے — ہدہد بہی اوڑکے وان نہ سلیمان کا جا سکے

مقدور کیا صبا کا اگر اوسطرف اوڑے | قاصد نہین یہ کام تیرا اپنی راہ لے
اوسکا پیام دل کے سوا کون لاسکے

گر ہو سکے تو آپ کو گردیجیے خاکسار | اوسکی حضور چاہیے ہے عجز و انکسار
ہر آن اوسکے فضل کا ہے امیدوار | غافل خدا کی یاد سے مت ہو ان نہار
اپنے تئین بہولا دے اگر تو بہولا سکے

آگر یہان ڈرا ہی ہے تو کیا قضا مجھے | آنے سے تیری اور بلا ہی مزا مجھے
اوروں کی طرح تو نہ کہین جانتا مجھے | مین تو فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

دیکھا جنہون نے بہول بہلیان کا یہ مکان | بہٹکی اودہر اودہر یہ رہی وان کے بیچ جان
صنعت عجب ہی حضرت انسان کی درمیان | یارب یہ کیا طلسم ہی ادراک و فہم یہان
دو دوڑے ہزار آپ سی باہر نجا سکے

مدام رہتا ہی مجھسے برہم وہ عشق جسکی جناب مین ہے | خیال میرا ہی کچھ نہ اوسکو نہ آپ تا وہ خود حجاب مین ہے
قرار کیونکر ہوا ہی طبیبو ہوا ہے کچھ اوسکی کتاب مین ہے | نہ صبر جسکو نہ تاب دل کو نہ خواب چشم پر آب مین ہے
غم جدائی سی جان میری عجب طرح کی عذاب مین ہے

جو کوئی دیکھے ہی مجکو ہر دم دلیل حال خراب مین ہے | وہ مجھسے پوچھے ہی یہ ملا ہی کہ عشق جسکی جناب مین ہے
تو بہر کی آنکھو مین اشک مطلع یہی بر اوسکی جواب مین ہے | رکہی نکلتے گرو ہمیشہ یہ آنکہ ذات ابلی حجاب مین ہے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے

کب اس سے ہم چشم ہو دریا تو اوڑا جسکا اسکو نجہو | سمایا آنکھو مین ہر سمندر رکھی اسکی دریا دلی نکو
بنا سکندر کی ہین تو تیلی طفیل گریہ یہ تم نہ ڈرلو | یہ کوئی طوفان ہی چشم پر نم ہون نکیو نگر طلسم سکو
حباب دریا مین دیکھی لاکھون ترنگیو دریا حباب مین ہے

نہین ہین مژگان خون چکیدہ آنکھو سے نکلی ہی نیشتر جو | اور اپنی دیدہ بھی دیدہ مثال دریا مین دیکھو بستے

تو وہ کمیتی ہے ہوا جو حیران کہا لوگوں نے کیا کہکے
کہلا کسی نے اگر دریا میں باغ دیکھا ہو تو یہ دیکھے
اگر کس مزے سے ہر ایک قطرہ جگر کا چشم تر آمین ہے

کیا نہ معلوم درد میرا کہا جو دی تھا وہ نہاں
دوا کی لطیف مجھکو دی تو دی مسیحا تو نے ہی نہاں
سوائے تیرے کوئی نہیں ہے کسی جو عشق کا ہو گا زباں
قلق ہے دلیر فغان ہے لب پہ جگر پہ داغ اور جگر پہ [illegible]
اجل خبر کر جان واحد یہ سو طرح کا غذا میں ہے

نہ ناز غمزہ و ادا کر تبسم نہ دلبری ہے نہ بانکپن اور
نہ اچپلاہٹ نہ چلبلاہٹ نہ کچھ بھی تہکی جہاں ہے اور
بھری ہیں لیکن ادا اوسکی دل میں ستمگری کی ہزار باتیں
ندیکھی کر آنکھ اوٹھا کے اودہر غضب میں یاد یہ نیچی نظر
بڑی ہی چتون وہ اوسکی کافر لا الہ شوخی حجاب میں ہے

گیا ہے جب سے وہ رشک لیلی ہیں اوسکے غم میں جنون سے
نہ پوچھ ہمدم تو میری حالت کہ حال دل کا میں کیا بتاؤں
نہ سر کی سدھ بدھ نہ ہوش تنکا خبر نہ اپنی جواب کیا دوں
کسی سے کیا جانے یہ حالت قسم ہی مجھسے جو آئینے میں
کہ دل ہی کتنی دنوں سے بیکل خلل کئی شب سے خواب میں ہے

کبھی ہے گالی کبھی کہانی کبھی ہے تیوری کبھی ہے جلدا
مدام غیروں سے بھی جا کے ملنا ہمیشہ ہمسے فراق جو تا
غرض کہانا تک بیان کیجے کہ اوسکا ادنی سا ہی یہ شیوہ
جفائیں اوسکی جو کچھ ہیں مجھپر ہموہے ہو کب حساب لیکا
گہو نگار و شمار تاکہ ہیں ابھی تو غم حساب میں ہے

کہا یہ صنعت نے دیکھ تحسین میں اس غزل کو بہت سے خوش ہو
اگر ایسی اشعار ہو دیں کسی سے بھری ہیں اندھا [illegible]
ولیکن اپنی خوشی یہی ہے مری طرف سے ادا سکو کہدو
کہ تازہ مضمون شعر حیرت کہو وہ ایسی کہ سنکے جسکو
کہیں سخنداں غزل اب ایسی کسی کی کب انتخاب میں ہے

کسی پہ جو بدار دل ہے چھری وان کہیں بگڑ گئی
دلی وہ بیکل ادھر جس سے کہ جو کٹ بھی نہیں بگڑی
جھپٹ کر نیچے شوخی اوسکی دربانی جو نہیں [illegible]
اونہانے کو کسی نے پھر نہ میری آستین پکڑی
بہ رنگ نقش پا ادھر [illegible] کی جب سے [illegible] زمین پکڑی

شب وصل اپنی یون ادھر ہی ہوئی خوش لگی [illegible]
مکان غیر وہ محبوب شب آ رہی رہی جب تو

قلق سے جی ہی جی میں بس گھٹی تھا میں یا رب | رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکھو کیا ہو

ادھر اندیشۂ دشمن ہے ادھر اپنی نہیں بگڑی

سنواری زلف مشاطہ نے جب اوسکی سنا میں نے | ہوا سودا ایسا مجکو اور اوٹھا ایک رشک سی
تو گھبرا کر یہی میں نے کہا بس رشک کی مارے | الٰہی ناگ لگیو گور میں اوس تیرہ باطن کے

کہ جس نے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

گہن میں آ گیا تھا چاند گویا اس گھڑی یارو | اگر پہٹتی زمین تو جھٹ سما جاتا وہیں میں تو
سٹر پٹنا تلملانا اور قلق اوسدم کا مت پوچھو | دیا کیا دردسر اوس رشک نے مجھ ناشکیبا کو

لگا نیکو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

بڑی لاگی ہے گردن شیخ صاحب نے عبث توڑی | بھروسے حور و غلمان کی کیا زاہد صنم سی بہی
نکر مجکو نصیحت ناصحا گر منصفی تو ہے | او نہیں کیا لطف ہستی ہے جنہوں نے نازنینو کی

نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نہ تھی لیلیٰ کی خاطر بلکہ اوسکو پاس مجنون تھا | ولیکن مقتضا یہ عشق کا تھا اور غیرت کا
بہ رنگ لالہ داغ رشک لیکر قیس نے کہایا | غبار ناقۂ لیلیٰ جو نہیں سوئے چمن نکلا

صبا نے نذر آ کے سبزہ کی بوئے یاسمین پکڑی

کھلی جو لٹی جبھی اہل نسیم کے نواسی کی | تو صنعت اوسکی خوشبو دو جہان میں مشتہر مہکی
نہ تھی تجھپر کھلی یہ بات کوئی جیسی جو پوچھی | شمیم حلقۂ جعد معنبر کسکے یان پہونچی

تو اوشت خلق سی مشک کے جو راہ چین پکڑی

ہر ایک نے عاشق کے لئے مار نکالی | ہر طور کی ایذا کے آزار نکالی
پہر ایسی کسی نے نہیں زنہار نکالی | یہ وضع نئی تو نے اب اے یار نکالی

ابرو پہ نظر کرتے ہی تلوار نکالی

اٹھکیلی کی رفتار ہے اور ناز کی ہر بات | سرمہ وہ دھڑی مسی کی مہندی کا ہر گٹا سرگشت

خالی نہین انداز سے ہمدم کوئی حرکات ۔ ابرو ہین چڑہی مکہری ہین بال اوبہری ہوئی گات

سچ دیکہو تو کیا اس نے دہوان دہار نکالی

ہمدم مری فطرت کو ذرا غور تو کیجے ۔ بہاگی تہا گلی ندام جو کوسون مری بو سے
دی عقل بہلا اوسکی وہین صید دم دے ۔ یاد اوس سے بدی ہمنے محبت لئی بوسے

ہاری بہی تو کیا بار مزیدار نکالے

ہمسایون کی اوس شوخ کی شوخین کرکے ۔ اس حیلہ سے اوس کوچہ مین جا جا کی جو بیٹہے
ہمدم وہین بس رہ گیا مین اپنا سا منہ لے ۔ در پیر جو نشست اوسکی مری ٹہری تو اوسے

راہ اور طرف توڑکے دیوار نکالی

رسوا نہ اوسے کیجیے گو ہجر مین مر جیے ۔ دی جان کہ تا عشق کوئی جان بچاوے
اب اوسکی وفاداری کو ٹک غور تو کیجیے ۔ بدنامی کا کر پاس دم نزع بہی جس نے

کچہ منہ سی شکایت نہ تری یار نکالی

ای وای کہ مرنے سی ہوا اوسکی نہ نادم ۔ اک سوختہ جلاد کہ تہا مجکو یہ لازم
تہا راہ وفا اسمین اسطرح جو قایم ۔ سو حیف تری لوگون نے لاش اوسکی ظالم

کوچہ سے بذلت سر بازار نکالی

صنعت نے کہا اوس سے غزل کہئے تو اک اور ۔ ہے فکر رسا اور تو کرتا ہی بجا غور
اور تپہ خوش آتا ہی یہ پڑہنی کا ترا طور ۔ پڑہ تازہ مضامین کی جرأت غزل اک اور

یہ اور زمین تو نے نئی یار نکالی

زخم جراح نے جب گہر سی نکل کل تانکے ۔ کچہ وہ محکم نہوسے کہ کہ جو کہل کہل تانکے
مثل تیزاب تہا خون کہ گئی گل گل تانکی ۔ یار فولاد سے جون جون دل بجل جل تانکے

توڑ توڑ اسے دل بیمار نے ہل ہل تانکے

یک سر مو نہین کہتی ہین مری فرق ذری ۔ صبح دم مین نے جو جاتے ہی نظر اوس پر کی

اوڑھنی قرمزی اوس ماہ کی یون چمکی تھی ۔۔۔ جون شفق مین نظر آتی ہو کرن سورج کی
نکلے وہ سرخ دوپٹے یہ مسلسل ٹانکی

بال بھی ہو گئے ہین اوس تن لاغر پہ وبال ۔۔۔ اوس پہ تصویر بھی مجنون کی تو فربہ ہی کمال
کر لو دو دو تو تین تمیز آپ ہی پلکون کے بال ۔۔۔ ہے نقابت سے نمایان یہ گبھرو کا جو ہے حال
بالکی ہین تری زخمی کی مسلسل ٹانکی

گئے جراح بھی تھکا اوسکی دوا کر کرکے ۔۔۔ مرہم وصل پن اوس شوخ ستم پیشہ کے
جیتے مرہم کبھی اوس یار کا دم بھر بھر کے ۔۔۔ مژدہ اے مرگ کہ اب اپنی دل مضطر کے
زخم ناسور ہوا کر گئے گل گل ٹانکی

دل مشبک ہی مرا خانۂ زنبور صفت ۔۔۔ اور جگر چور رہے سینہ کی عجب ہی حالت
دست و پا ملتے نہین دیکھی ہے جیسی صورت ۔۔۔ اوس خدنگ مژہ و تیغ نگہ کی دولت
بند بند لیتے رفو اور ہین گل گل ٹانکے

قفس تن مین تڑپتا ہے یہ دل لیل و نہار ۔۔۔ تو گرفتار ہون جون طایر وحشی پردار
سنکے بس شہرۂ آفاق تجھے اید لدار ۔۔۔ ہے یہ شہباز دل اپنے کو ہوائے دیدار
دیدۂ زخم کے اب توڑ ہی پل پل ٹانکی

بولے مصحفی کہ تو ہے شعلۂ رخ کا بیمار ۔۔۔ ہو گیا تیری دوا کر کے مسیحا بیمار
طرح گلخن کی ہر اک زخم ہے تیرا بیمار ۔۔۔ قطرۂ خون کی عوض نکلی شرر کیا بیمار
ہو گئے خاک ہر اک زخم کی جل جل ٹانکی

مرتبہ ایسا بھلا عاشق کوئی کب پاتا ہے ۔۔۔ یعنی اپنے ہاتھہ مجھکو قتل وہ فرماتا ہے
رشک اسمٰعیل پہ ذبیح اللہ کو بھی آتا ہے ۔۔۔ سر لو وقت ذبح اپنا اوسکے زیر پا گرتا ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

ہات جاک جیب پر کچھ پا کر پلنگ بھی تا سا ہے ۔۔۔ اپنی گردن کس لئے زنجیر لو تو ڑ دا ہی ہے

اور لباس عقل اپنی دہجیاں اوڑوا گئے — رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکا گئے

مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلا گئے

مجکو لیلی کی ملاحت نے کہلایا یا نمک — بنگئے کان نمک سب استخوان و گوشت تک

ستل دیوانہ دم آخر بہے مجنون کو بیتک — واہ واہ شور محبت خوب ہے چیڑ کا نمک

استخوان میری ہما کس مزے سی کہا گئے

ہل نہین سکتا ہے وہ تیری نزاکت کی قسم — ساتہ آہ سرد کا ڈہونڈتی ہے ہر دم اے صنم

گاہ کہتا ہے سواری روز کی ہو تجہ پہ ہم — بان مدد طاقت کہی ہے ضعف سی سینہ مین دم

دیکہیئے لب تک خدا کیونکر مجہے پہونچا گئے

جاکے صنعت نے کہا اوس سے کہ او غفلت شعار — اسمین شیخی کم نہین ہو نیکی تیری ز نہار

دیکہہ لے تو بہی تو ظالم چلکر اوسکو یکبار — تر عین ہی ذوق کو یا ننگ ہے تیرا انتظار

جانب در دیکہہ لے ہے جبکہ ہوش آ جائے ہے

ہم وحشتو نکے دلمین کچہہ ابہی امنگ ہے — وحشت بہری ہے اور ہی اور ہی ترنگ ہے

ان گم شدو نکے آگی تو عنقا بہی دنگ ہے — اہل فنا کو نام سے ہستی کی ننگ ہے

لوح مزار ہی مری چہاتی پہ سنگ ہے

نے فکر صبح کی نہ غم شام تہا ہمین — نے ذوق بادہ تہا نہ سر جام تہا ہمین

جب تک عدم مین تہی عجب آرام تہا ہمین — اس ہستی خراب سی کیا کام تہا ہمین

اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

نے یان ہوائی آب ہے نے حرص نان کی — نے دہشت سقر نہ ہوس ہے جنان کی

زاہد یہ باتین سب ہین تری امتحان کی — فارغ ہو بیٹہہ فکر سے دونون جہان کی

خطرہ جو ہے تو آئینہ دل پہ زنگ ہے

جسکو ملا ہے عارف و کامل کا مرتبا — یا جسمین خود وہ آپ ہی آکر سما گیا

ہر ایک مثل غنچۂ تصویر چپ رہا — حیرت زدہ نہین ہے فقط تو ہی آئینا

یا تنگ بہی جسکی آنکھہ کھلی سو وہ دنگ ہی

روز ازل سے مین تو اوسیکا ہون شیفتہ — غلمان و حور کا بہی مین طالب نہین ہوا

مگر اسی سے چھوٹو لگا ای دوستو بہلا — کب ہے دماغ عشق بتان فرنگ کا

مجکو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہی

زاہد کے ساتھہ ذکر کیا ہی مجالی غل — رندونکو اپنے ہاتھہ پلائی مدام مل

ملا سے بہی ملے کہ بجا اپنا زار کہل — عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل

پر اپنے ساتھہ مجکو شب و روز جنگ ہی

مانند غنچہ بند ہے کوئی مثل گل کہلا — کوئی زمین پہ جون گل پژمردہ گر پڑا

اب تو ہی دیکھہ دیدۂ انصاف سی ذرا — مین کیا کہون تجھے نظر آتا نہین ہی کیا

اس گلستن جہان کا جو کچھہ کہ ڈہنگ ہی

جو چاہتے ہین خاک ہی اکسیر کی بہی گرد — صنعت یہ انکا قول ہی جو ہین جہان گرد

سیر جہان سی کیونکہ نہ دل اپنا ہووے سرد — غنچہ شگفتہ ہووی ہی ہووی کہ ہین زرد

دیکھا نہین جاکی تو اپہوری رنگ ہے

سامنے رہتی تہی پر یونکی پری رات اور دن — دیکھنا اونکو اوٹھا آنکھہ نہ تہا یہ ممکن

ہو گیا سو کہیکے کانا سا مین اب جس گن من — وہ تو ایسا نہین محبوب عزیز لیکن

عمر سی کہتنا یہ سرا سب مین بہاتا ہی اوسی
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہی اوسی

ہوا رسوائیکا اپنی جو ہر اک جا چرچا — وضع سے اپنی ولی کسکو یقین آتا تہا

حال ہر ایک نی جب آنکے دیکھا میرا — ہوسکے مشتاق ہر اک دیکھی ہی اوسکو جا جا

عمر سی کہتنا یہ سب مین بہاتا ہی اوسی

جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

پہر وفاداری سے آئی مری سبکو حیرت
پہر مری سب نے یہان آکے جو دیکھی حالت
یعنی اس شخص کو اسبات کی ہی کیا نسبت
ہوئی وہ اوسکی بہی اب دیکھی چلکر صورت

غم سے گھٹتا یہ مرا سینہ بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

غم نے گہلایا ہی مجھے مین نے جو کہایا ہی غم
غم فرقت سے ہوا جسکے یہ اپنا عالم
میری بے چینی سے پردہ نہین اسکا محرم
وہ تو کچھہ ایسا نہین نازو ادا مین ہم

غمسے گہٹتا یہ مرا سینہ بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

آگے اس شہر مین اوسکو کوئی پوچھے تہا کب
اسلیئے اوسکے ہی طالب ہین یہان سبکے سب
اب زمانہ مین ہی شہرہ مری حالت کے سبب
کچھہ بن آتی نہین اے دوست تو کیا کیجئے اب

غمسے گہٹتا یہ مرا سینہ بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

نکلے ہے گہر سے جب مجھہ وہ خورشید نظر
در بدر پہرتا ہون پہلو مین جو دل ہی مضطر
کاہش اب تنکو میرے کیونکہ نہو مثل قمر
یون مجھے دیکھکے وان جاتا ہی ہر ایک بشر

غمسے گہٹتا یہ مرا سینہ بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

دی ہی حشمت جو مجھے اسقدر ایذا اونے
روشنی تب ہو کہ جب چاند گہر سے نکلے
کیا کرے وہ بہی کہ جنگل مین ہی کب مور نکلے
وہ ملے جب تو ہو موقوف یہ مطلع منہ سے

غمسے گہٹتا یہ مرا سینہ بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہی اوسے

وہ اوسکا زخم اول ہی نہین زنہار بھرتا ہی
تپنچہ اوسکے خاطر بہر تو ای خونخوار بھرتا ہی
گواہی اسپہ ہر ناداں اور ہشیار بھرتا ہی
نہ ہو جی یہ اور لئے دم ترا بیمار بھرتا ہی
پر اس سختی مین بھی تیرا ہی دم ای یار بھرتا ہی

جو دیکھو دیدۂ انصاف سی طوفان عالم ہی
جھڑی جسکی مسلسل در ہر پل موج پیہم ہے
کوئی دجلہ ہی یا چشمہ ہے یا ذخار عدم ہے
کچھ اپنی چشم تر کا چشم بد دور ایسا عالم ہے
کہ پانی جسکے آگی ابر گوہر بار بھرتا ہے

مجھی ہوئیگی بدنامی ہٹکین گے اور تیری بازو
پڑین چھینٹین مبادا پاؤن پر ری خون کہیکر گلرو
صلاح نیک بتلاتا ہوں تجکو یہ جو مانو تو
دکہا دی بسمل تیغ نگہ کو جنبش ابرو
بہلا کیون خون مین قاتل عبث تلوار بھرتا ہی

ذرا سوچو تو اس صورت سی اپنی زندگانی کی
بچون کیونکر مسیحا ہو مری مرنے کی جب دوری
بہلا زخمون کی بہرنے کی اب امید کونسی ہے
کبہی داغ جگر پر زلف کا مشک کہستی ہے
کبھی خط زخم دل مین مرہم زنگار بھرتا ہی

یہ عاشق ظلم سہتا ہر گہڑی اوسکا جو سہتا ہے
اسی آتش سے لب نالا اور لہو آنکھون سی بہتا ہے
یہ عالم دیکھکر حیران بشر ہر ایک رہتا ہی
لگا کر سنگ فرقت دل یہ وہ ٹکڑے ہو کہتا ہی
کہ شیشہ ٹوٹتے دم اسطرح جھنکار بھرتا ہی

نہ سودائی نہ آزاری خبطی ہی نہ لیا دل
نہ ہی خفقان اسکو پہر تڑپتا لوٹ ہی بسمل
جواب اسکا تو دو وا ای دوستو تمہین ہو عاقل
اگر برق لگا دو شعلہ رو لگا نہین پاگل
دل بیتاب پہر کیون آہ آتش بار بھرتا ہی

کبھی ہنستے ہوئے اوس شوخ کو اوسنے جو دیکہا ہے
تو اوسکو بیقراری برق کی مانند گویا ہی
اور اوسکی اچپلاہٹ سی بہی یہ سیماب سا ہی
یہ دل یاد غزال چشم جانا نین تڑپتا ہی
کہ آہو جو کڑی جسطرح سو سو بار بھرتا ہی

نہ کیونکر بدگمانی ہو دل بیتاب کو یارو
کہ تیاری کرے جب یار سو غیرونکی جانیکو
نہ کیونکہ اشکباری چشم کو دن رات ہو سو جو
نہ کس صورت بھلا اپنی نینن اختر شماری ہو
کہ ہر شب بانگ مین دہمہ ز شہوار بہرتا ہی

کرون آگاہ صنعت تجکو مین اپنی کہانی سے
غرض اب ہاتہ دہو بیٹھا ہون مین اپنی جوانی سے
دلے طول سخن مین ڈر ہی تیری سرگرانی سے
فراق یار مین اس درجہ دق ہون زندگانی سے
کہ جون بیمار دق دن موت کی لاچار بہرتا ہی

چتونمین تیری ناز بہرا اور ہی کچہہ ہے
تہا وہ بہی ولیکن تو بلا اور ہی کچہہ ہے
انداز ترا سب سے نیا اور ہی کچہہ ہے
یوسف مین کہان تہی یہ لوا اور ہی کچہہ ہی
یہ حسن ترا نام خدا اور ہی کچہہ ہے

یہ حسن خداداد ہوا ہی تجہی حاصل
چہینٹی ہے فرشتونکا بہی اب ورسے تو دل
ہین جن و بشر تیغ نگہ سے تری گہایل
نے حور نہ غلمان نہ پری تیری مقابل
واللہ تو سب سے ہی جدا اور ہی کچہہ ہے

لیلی و دمن بہر نے پائی یہ کہان ناز
واللہ کہ خوبان جہان مین ہی تو ممتاز
رنگ اوسکا تری سامنے کرجاوی ہی پرواز
اس عہد کے معشوق کہان پاوین یہ انداز
انداز و ادا تمنے لیا اور ہی کچہہ ہے

پی تو ہو اپنا نام ہی مل شیشی سے اک رات
خسرو بہی تو ملتا رہا شیرین کی لگی بات
نل نے بہی عبث نالہ مین ضایع کری اوقات
نہ قیس مین تہی اوس سفرہا دین بہت بات
اس دل سے تری عملی سدا اور ہی کچہہ ہے

بہر آہ کبہی کہینچا ہی کو دلمین ندامت
تسنیم مین حیران ہون عجب ہی مری حالت
پردہ مین چہپے اسکی ہی ڈر سی ہی قیامت
نے سرو نہ شمشاد سی قد کو تری نسبت
بالا یہ ترا سب سے بلا اور ہی کچہہ ہے

ہے یار فن ظلم مین استاد تو کامل — گردون نے یہ پیشہ کیا ہے تجھی سے حاصل
کیا جانے ترے ظلم کا کیا طور ہے قاتل — دل ٹکڑے تجھی جان نکلے ہی تڑپون ہو بسمل
ایجاد جفا سب سے نیا اور ہی کچھ ہے

صنعت تجھے معلوم ہے تاریخ کی رو سے — رانجھا سے بھی فرہاد سے اور قیس سے آگے
دنیا مین یہ عاشق ہین جہانتک کہ گذرے — یہہ پر نہین وہ جو برا یہ ہو سمجھو نکلے
عاشق ہی دلیکن بخدا اور ہی کچھ ہے

دم حباب آسا ہم اپنا جانتے ہر آن تھے — اور چراغ صبح کی صورت دنیا بیجان سمجھے
ایسے ہی بنیاد تھے اور کسقدر نادان تھے — کیا کہین عالم مین ہم انسان یا حیوان سمجھے
خاک بھی کیا تھی غرض انکی مہمان سمجھے

ملک اپنی سمجھے جو یہ فرزند و دختر مال و زر — مر گئے یہ آمین اور لٹ گیا وہ سر بسر
یہ ہوا تحقیق ہمکو غور سے جب کی نظر — کر رہے تھے اپنا قبضہ غیر کی املاک پر
سمجھے ہی جب وہ سمجھے تب جانا کہ ہم نادان سمجھے

کر رہے تھے سچ کو جھوٹا تھی یہ انکی برتری — اور اسی خاطر کیا تھا ہمنے حاصل علم بھی
نفس اور شیطان کی اغوا سے کیا کم تھی اڑی — عقل سمجھی تھی بڑی چیز ہین دنیا عزیز
غور سے دیکھا تو سمجھے سخت بے ایمان سمجھے

کس طرح اب عیش و عشرت سے بجا مین جی لگاؤن — خون دل کیونکر نہ کہاؤن اور کیونکر غم نہ کھاؤن
پھر عبرت دوستو اک داستان تمکو سناؤن — ایکدن اک استخوان اوپر پڑا میرا جو پاؤن
کیا کہون غفلت مین دم سے مجھکو کیا کیا ہو گیا تھا

جون قدم اوسپر پڑا قدرت تجھی یہ الہی کی — یعنی کی ہی رہبری اب اوس نے مجھکو طرح اپنی
مر گئے مرشد ہمارے ہی استخوان وہ راہ کی — پاؤن پڑنے سے ہی غرض اوس استخوان نے آہ کی
اور کہا غافل ابھی سمجھی تو صاحب جان تھی

سرگذشت اپنی نصیحت ہو اسی تو کان دھر — تھی ہماری بھی تو تیری سے دماغ و دل جگر
زور بازو و ہواس و عقل ہوش و مال و زر — دست و بازو و سر و گردن شکم پشت و کمر
دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے

اور صورت میں بھی تھے ہم حضرت یوسف نمط — دیکھ ہمکو خلق کا ہوتا تھا اکثر غم غلط
ایک کچھ اپنا نہ سرو قد و قامت تھا فقط — آبرو مینی جبین نقش و نگار و خال و خط
لعل و مروارید سے بہتر لب و دندان تھے

اور ایسے تھے محل کسرا ہو خجل جو دیکھ دنگ — فرش اور مسند قاقم و سنجاب با صد آب و رنگ
جھاڑ بلوری لٹکتے اور ہمین تھے کار فرنگ — رات کو سونیکو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ
بیٹھنے کو دونکلے کیا کیا طاق اور ایوان تھے

اکطرف کو روبرو بیٹھے تھے پریزادنکے پرے — ناچ رنگ اور تان تیا خیال و ترپٹ گا رہے
غم الم اندوہ رنج و فکر و دلگیر کچھ نہ تھی — رنج رہتے تھے پچھے اور ہوتے تھے قہقہے
ساغر و ساقی صراحی عطر و پھول اور پان تھے

دن تو ہمکو عید تھا اور رات کو یا شب برات — ہم بہت سے ناز و نخرو سے لگا رکھتے تھے گھات
دن کسیکے ساتھ کٹتا تھا کسیکی ساتھ رات — لگ رہا تھا دل کہیں چنچل پریزادوں کی سات
کچھ کسی سے عہد تھے اور کچھ کہیں پیمان تھے

بعض بعضوں کے قرار و قول تھے پورے ہوئے — اور کسی سے آج کل آئینگے کچھ پیغام تھے
بعض معشوقوں سے لگی اب لگائی تھی نئی — گلبدن اور گلعذاروں کی کنار و بوس تھے
کچھ لگالی تھی ہوس کچھ اور بھی ارمان تھے

اور سمجھے تھے کہ گذرے گی یونہیں سب دن — نفس اور شیطان نے تھا اسقدر غافل کیا
آخرش جوں باز لیتا ہے کبوتر کو دبا — ایک ہی جھٹکے اجل نے آنکر ایسا دبا
نے تو ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے

۱۰

اب ہمیں ملتے ہیں تلوونکے تلے ہر نا و پیر گورمیں ہیں حشر تک ہمدرد اور غم کے اسیر
استخوان کرتے تھے صنعت نصیحت دلپذیر ایسی بیدردی سے ہمیر پاؤں رکھنا ای ظہیر

او میاں تیری طرح ہم بھی کبھی انسان تھے

اس مریض عشق کی حرکات نامحسوس ہے نبض جسکی دیکھکر حیران جالینوس ہے
پوچھتا کوئی نہیں اپنا یہ درد افسوس ہے اسکی نیرنگی یہ برق خاطر مالوس ہے

جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

کردیا لیلی نے لکڑی کا نسب مجنوں کا نام اور شیریں نے کیا فرہاد کا جاہت میں کام
شعر یہ اوستاد کا اسکی سند بھی لا کلام حسن کو اپنے ہوا اور دلنے کا وش سے دوام

ہر طپش یان شمع کی سوز دل فانوس ہے

ظاہرا مطلق نہیں ہے انہیں گویا یہ ملاپ مومن اور کافر کے ہیں یہ ایک ما اور ایک باپ
اوس نے لاکھوں رنگ سے اپنی صفاتیں کی ہیں آپ ایک اگر سمجھو تو اک پر دیکھے ہیں ہمیں الاپ

گرصدائی بانگ ہی درنغمۂ ناقوس ہے

مال و زر تھا پاس اپنے جسقدر سب کھا گئے تھی ہمیں مقدرتی جبتک ہر صورت کی تھے
موت کو دل سے بہلا شیطانکی استمداد سے کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے

کیا ہی ملک روم کیا ہی سرزمین روس ہے

فوج رکھکر اوسطرف کو بھیجئے لشکر کشی لطف ہے مردانگی اور زندگانی کا بھی
تا قیامت نام ہوگا جان بھی گر ہمیں دی گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی

الطرف آواز طبل اسوصدائے کوس ہے

جو کہ ہو اپنی رعیت اوسکی ہو ہر طرح غور سرکشونکو قتل کیجئے تاکسی پر ہو نہ جور
جبکہ ہو انسے فراغت تب یہ ہو محفل کا طور صبح سے تا شام تک کیجے مئے گلگوں کا دور

شب کے تئیں بھیر ما ہرو لوسی کنار و بوس ہے

بن بھی ٹھہری کہ ہوئے شاہ روم اور ہر سلے | رکھتے فوج بقیاس اب تعدد انکا کیجے
کہنے لگی بیہودہ ایسے یہ وہم کرتے جو تھے | سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا ہین کیجے
چل دکھاؤن تو جو قید ازنکا محبوس ہے

ادھر گھیا کیون حرص مین کرتا ہی عمر اپنی خرچ | دیکھ تو جا کر گڑے ہین کتنے شاہان سلف
کچھ بھی شاہی کا ہوا انکو سوئے عز و شرف | لیکے یکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

اور لگے کہنے کہ کچھ معلوم ہوتا ہی تجھے | ہین یہان شاہ و گدا مدفون ایک ہی طور سے
ٹوٹے پھوٹے تھی پڑی تعویذ بھی ہر قبر کے | مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہی یہ دارا ہی کیکاؤس ہے

زندگانی مین یہ ہفت اقلیم کا کرتی تھی راج | تھا مشرف تخت انکی پاؤن سے اور سر سے تاج
جو زمین بوس انکے تھے تھا غل یہ انکا باج | پوچھ تو اب ہے کہان وہ حشمت و مینا سی راج
کچھ بھی انکی پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

گنبد دستار سر پر اونکی بین خرقہ تھا | نا گہان اک راہ مین خمخانہ قدرت کا ملا
دیکھتے ہی وحشت زر کو پئے صنعت کیا ہوا | کل تو قدرت پاس خم رکھتے تہے تسبیح ریا
آج ہین جام مے وہ خرقہ سا لوس ہے

یہ جان اور دل عاشق ہین لیوبالی لئے | سو اوس کے ناز سے غمزہ سے مسکرا کے لئے
ادا و ناز و کرشمہ مجھے دکھا کے لئے | کہون یہ کیونکہ دل و جان ہین چورا کے لئے
کر اوس نے لا کہ ادا سے مجھے جتا کے لئے

جگر سے آہ تعلق جان پہ غم شنگ بھتی ہین | فگار سینہ و دل ہو نمط خشک رہتے ہین
یہ جنکے واسطے سارے عذاب سہتی ہین | کہا جو اسنے کہ دی جان تمہین تو کہتی ہین
کہ آشنا بھی کرے ہین آشنا کے لئے

یہ ہم نے دیکھا ہی عجب سے تمہارے عالم کو — پھنسا بلا میں دیا اپنی جان خرم کو
بھلا نہ باغ میں تسکین یہ گھر میں اکدم کو — نہیں ہے چین کسی شکل آپ بن ہم کو
تمام تو شکل دکھاو نہیں جیا کو لیے

ہزاروں آپ کے اوپر سے ہیں عاشق بیدل — کوئی تو مر رہا ہے مرتا ہے کوئی ہی گھایل
تو اب بھی جا کے دو باز آؤ اس سے کیا حاصل — وہ جانتا ہی نہیں تمکو واہ صنعت دل
گذر گئے ہی جی سے من جب سخن یہ غم کے لیے

ہوئی مجھی عشق کی دل کو جو اپنے بیماری — نہ اس کی دوا اوسکو کچھ مسیحا کی
شفا ہو جب آئے ہیں ہم یہاں جو ابھی — سنا تھا ہم نے کہ دار الشفا تیری گلی
سو آ گئے ہیں دل بیمار کو شفا کے لیے

جفا و جور و ستم ظلم و رنج و درد و بلا — تمہارے عشق میں کیا کیا نہ ہم نے دیکھا
ہنا خموشی و اور کل رقیب پر ہوا — انہیں کے واسطے خالق نے ہیں کیے پیدا
تمام رنج و الم ہم مبتلا کے لیے

یہ ماجرا ہے نرالا تمام عالم سے — بھایے اسلئے دریا یہ جسم پیر ہم سے
کنارے گور کے بیٹھے ہیں جس کے ہم کب سے — وہ ملکنا رہی ہوتا نہیں کبھی ہم سے
کھڑے ہیں ہم یہاں جس آشنا کے لیے

بھلا میں کیا تو اس عاصی سے اب کہیں ہوں گا — کہ جسکو دیکھ کے شیطان مانگتا ہے پناہ
سوائے فضل کے تیرے مرا نہیں ہے نباہ — دعا بھی ہے مری روز و شب کہ یا اللہ
گناہ عفو مری کیجیو مصطفی کے لیے

کچھ ایذا کیوں ہی تیرے نام سے مجھی نفرت — یہاں تو دو نہیں آتا ہوا اب کسی صورت
ہر ایک شکل بنانے میں اوسکی ہی صنعت — بنا نا اوس نے تو نا چاہ ہو یقین امی منت
ہزاروں منتیں کیں ہیں دعا کے لیے

ادسے تو اسقدر رغبت ہی ہمدم منگ بجلی کی
ڈرے اوس سے گر دیکھے کہین تصویر بجلی کی
نہین وہ دیکھتا صورت کبھی جز جنگ بجلی کی
نکلنا اوس نازنین سے تو ڈالا تقریر بجلی کی
مبادا اوسکو ہو آسیب یا تاثیر بجلی کی

تری بن موسم برسات مین مر رہتے عیارے
دے شکل عاشق مہجور کے بدلی ہوا باری
کہ ابر و برق سینہ پر جلاتے ہین مری اری
مسی ملکر جو تو نے کھل کھلا کر ہنس دیا پیاری
گھٹا دی آبرو دی ابر اور توقیر بجلی کی

یہہ مطلب ہی کہ جو کوئی مری تصویر کو دیکھے
علامت کیجیے سینہ مین بجلی کھینچتا ہون مین
وہ عاشق بن بتائے شعلہ رو ہونکا مجھے سمجھے
مری تصویر کی لب پر مصور آ کے رکھے
بجائی آہ سوزان کھینچنا تصویر بجلی کی

نگہ کا عاشقون کی بھی بدن پر بار ہو جسکو
نزاکت اسقدر خلقت مین ہو دی جسکو باری
بھلا پھر دیکھیے مسی رنگ اوسکا کیون نہ ملا ہو
خرامان دھوپ مین وہ گلبدن کیونکر ہو
کرے تو ناز جو بھی جس سے کم ہی تاثیر بجلی کی

یہ رعد و ابر اس غم سے نہین تھما شور و شین
یہی دستور ہیا دو کچھ جو آنسو اسکے بہتے ہین
جو کچھ ہم اون پر گذرتا ہی اوسے ناچار سہتے ہین
ہنسے گویا کہ اکثر سخندان برق کہتے ہین
ذری دیکھو تو کیا چنچل ہی تقدیر بجلی کی

خراسانی بھی جوہر مین تو ہمدم گر چہ ہی کیتا
بیان سب مین تکلف ہی یہ کاٹی نہین کٹتا
پھنسا کانٹے مین بجلی گویا کوئی مشہور ہی تیغا
کہ رہی ہنسکے جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا
تو خود کٹتی ہی ہو کے آبرو شمشیر بجلی کی

عجب یہہ سانپ چوٹی کا نکالا ہی تری سر نے
کبھی اوس پر عجب بیٹھی کسی کامل سخن ور نے
کہ جسکو دیکھتے ہی خلق بے کاٹی لگی مرنے
نہین چوٹی مین موباف زری اوسی فسونگر نے
کیا ہی سحر جو اس پیچ مین تسخیر بجلی کی

دہ اکگو زیور الماس اور تسپر ہنسی پیری — چمک کو اوسکی لائق ہو کہین گر طور کی جہلکی
بلا ہی اچپلاہٹ تو ستم ہی اور یہ تسپر بہی — بہبو کا تق وہ پوشاک زری اور گانٹہین بجلی
سراپا ہی پری نام خدا تصویر بجلی کی

گلے مین تیری پڑنے سی اسی رتبہ ہوا کا فخر — ہزارون بید سان جس نے دیکہی مین دل اہلِ کا فخر
اسے زرگر نے کس انداز سی دیدی جلا کا فخر — تری اس سوسنی چوٹی مین زنجیر طلا کا فخر
چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی

فقط یہ کہ دشل بام ہے اور سہیر قسمت کا — کہ اک مدت مین تو وہ شوخ بد خو میری گہر آیا
گردون کیا فکر کرسکے لین ہزارون منتین ہارا — دہ روٹھا وصل کی شب بالکسی صورت نہین منتا
مگر سوجہی ہے مجھکو اک نئی تدبیر بجلی کی

جو شاید بخت یاور ہو تو یہ تدبیر بن آئے — اگر گرجے رعد بہی اور آسمان پر ابر بہی چہائے
یہ رعد و برق میری حال پر اب ترس کہا کر آئے — اگر چمکے تو شاید خوف کہا مجھکو لپٹ جائے
خدا کیواسطے اٹہین کیون تاخیر بجلی کی

اسی سی اضطراب اور آبداری اوسکو حاصل ہے — اسی سی یہ تڑپ اور اضطراری اوسکو حاصل ہے
اسی سی یہ چمک کی وضع ساری اوسکو حاصل ہے — اسی سی روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہے
دل بیتاب صنعت ہی مگر جاگیر بجلی کی

بابلی اوسکے لیئے کامل بلانا چاہیئے — اژدر و اکوئی مجرب ہی کہلانا چاہیئے
بلکہ منتر بہی کوئی اوسپر پڑہانا چاہیئے — سانپ کی کاٹی کو لازم ہی کہلانا چاہیئے
زلف کی کاٹے کو تیرا مسکرانا چاہیئے

باغمین کل چلکے سبزہ کو دبانا چاہیئے — پان کہا کر ہوش بلبل کا اوڑانا چاہیئے
نسترن کو بہی ذرا ہنسکر ہنسانا چاہیئے — مل کے مسی سر مہ سوسن کو کہلانا چاہیئے
نرگس شہلا کو بہی آنکھین دکہانا چاہیئے

یہ ناتواں کو اگر تو پہچانتا ہے دلربا
یہ غرض جو چیز ہے آب کا پانی کی جا
تاب دیکھ کا کل پہچان کوئی پھندا بنا
دام زلفوں کا تو ہے یہ خال سر کا لگا
مرغ دل کے واسطے اب اسمیں دانا چاہیے

جو مری شاعری ہم لگے ہیں سمجھ قلیل و قال
پیچ ہے تحت دل ہی اور وہ اہر نیساں کمال
اشک کو پانی یہ کہتا ہے گہر کو وہ سفال
اسمیں ہی ہے آبرو کی چشم آنسو مت نکال
بے بہا ہیں یہ نہ اب انکو بہانا چاہیے

کر نے سے تفصیل کیا حاصل حساب دوستان
مت سنا اِک کو غافل حساب دوستان
دل ہی دل لیتی گئے کامل حساب دوستان
دیکھے دل تو سے لیا ور دل حساب دوستان
لیکن اس کور کو منہ پر لانا چاہیے

آبرو میری ہی ہے چشم کیں ہر پل خون تو
پیرا اب اسکو یاد رکھنا ہے لئے راز رنگ سو
جبکہ طغیانی ہے پیہم اشک کی آئی ہے رو
گر نہیں آنسو ہے آنکھ چشم حیران کھیں تو
سرخرو کی اسمیں ہی اب خون بہانا چاہیے

الاماں ہے ہجر عشق کا فر ہی وہ چیز
سو کنوے جبکو اسے تو اسمیں بھی کل ایسی تمیز
جس نے یوسف کو خریدا اور ہوئی اسکی کنیز
چاہ میں گرا دس یوسف ثانی کو کہیں جان عزیز
جبکہ عاشق ہو گیا دل تلملانا چاہیے

چاہیے مجھسے نہ تجھکو اسقدر نفرت سیاں
خاکساری میں بھی ہو جائیگی میری عزت و شان
خاک رہ میں ہوں تو لگذری اور ہیں
تھمنے سی کسطرح پیسا مجھے غنچہ دہان
ترس کھا کر اے گل مجھکو منہ لگانا چاہیے

اب پریشان حال اس کے ہو گئی عاشق تمام
آ لپٹے کانوں لگے رہتے ہیں جو صبح و شام
میں گرفتار بلا اور ہیں یہیں لا کلام
یاد ہے یہ زلف کافر اب بھی تیرے نام
ہے یہی ہو دانائی نہ اسکو سر چڑھانا چاہیے

یون تو عاشق سیکڑون ہین تری بین ادہر اودہر — اور ہیجا تے ہین غم فرقت مین تیری بیدم و سر
گو نہین اونکی خبر اے گلبدن لیتا ہی تو — مر گیا غم مین ترے جو کہا کر گل اے شمع رو

شمع و گل اب اوسکی تربت پر چڑہانا چاہیے

جستجو مین کسکی تو پھرتا ہے اے مہر دربدر — ٹھہرتا اک جا نہین جیون مہر تو اکدم ادہر
کسکی غم مین اب تجھے کاہش ہے اے رشک قمر — یہ سنا تو بھی کہین عاشق ہوا او بے خبر

آ ایسے بہتر جو ہو تو اوسکو جانا چاہیے

پھر وہ ایسا کون ہی ہون جسقدر جسمین صفات — یعنی ہو ہر بات جسکی نادر عمر کی ثبات
شکل و صورت مین بھی ہووے انتخاب کائنات — سو تو ممکن ہی نہین پھر اس سے بہتر ہے یہ بات

آئینہ اپنے مکان مین اک لگانا چاہیے

بھولے ایام جوانی کو شب دیجور کب — صبح تیری ہو گئی اور اب نہین باقی وہ شب
اتقائی باطنی معلوم ظاہر کے سبب — ریش جیسی ہے سپید پیرانی ہے اگر صنعت تو اب

حرص نفسانی بھی کچھ دلسے گھٹانا چاہیے

شمع دم گرچہ حضور رخ روشن مارے — تاب کیا ہے اوسے گلگیر جو گردن مارے
ہو جو بت سامنے طعن اوسپہ برہمن مارے — لاف گرمی تری عارض سے جو گلشن مارے

آتش گل پہ صبا طیش کا دامن مارے

چھوڑ کر تجکو جو مجنون کیطرح نہین پھرین — حقمین اون عاشقون کی ہم یہ مثل کیون نہ کہین
سنگ سے کمتر وہ برادر مین کہ جو دور رہین — اے خوشا حال اونہونکا جو تری کوچے مین

خاک بیٹھے ترے کوچہ مین آسن مارے

ہوتا تعمیر ترا بام جو مری مٹی سے — استخوان ہوتے مرے کاش بجا لکڑی کے
پڑتی نہین اے یار یہ ہی رشک سے مجھے — کیا غضب ہے کہ تو غرفے مین کھلے بال پھرے

اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے

خار پا سر تلک آ پہونچے ہین اور جان لبون تک — باز آنیکا نہین تو نہ ملے گا جب تک
رحم کر اب تو خدا جور و جفا یہ کب تک — ہم ترے واسطے اے غیرت لیلی اب تک

قیس کیطرح سے ہم دشت بہرتے ہین مارے

خاک پہ گذرا مری یار تو دامان کشان — ہو گیا صاف کچہ اب تک بہی غبار جانان
ہو گئے ناچار کیا اور یہ ہمنے سامان — سر کو اپنے سے کیا خاک رہ سرو قد ان

وہ بہی شاید کہین ٹہوکر دم رفتن مارے

تری اس چشم کو جس شخص نے دیکہا پہر کر — قتل پر ہو گئی اوسکے لیے دنیم سبی مضمر
ٹہگ ہین قزاق ہین جلاد ہین یا ہین ساحر — تیری آنکھین ہین وہ رہزن کہ جنہون نے کافر

قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے

جا کے صنعت نے زبون حال جب اوسکا دیکھا — ترس کہایا بہت اور اوس سے یہ صلاح کہا
ابتو خاموش نہ رہ خوب مچا واویلا — مصحفی کام ترا ضبط سے اب در گذرا

کب تلک غم مین کسیکے کوئی تن من مارے

اوسکی رحمت سے ہے بہار جانفزا برسات کی — زاہد خشک آپکو ہے قدر کیا برسات کی
غم گہٹا دیتی ہے آمد شفقا برسات کی — میکشونکو کیون نہ خوش آوے ہوا برسات کی

جہومتی آتی ہے مستانہ گہٹا برسات کی

یا تو تیری سبز رنگت ہی نے کچہ تاثیر کی — خاصیت اسمین ہے گویا مرہم زنگار کی
اس برس ہی مین تہی آب زر کی کیا آب دہی — زخم ہوتے ہین ہرے ہر سال القابل تری

تیغ زہر آلود تہی وہ قوس یا برسات کی

برق جلتی ہے چہین کرتا ہون آہ آتشین — شور و نالے سے ہمارے رعد بہی ہے سہمگین
اور اگر انصاف کیجے اسمین بہی کچہ شک نہین — پہوٹ پہوٹ اشک سے کیون رو دو نہ اے ہمنشین

قدر میری چشم تر نے دی گہٹا برسات کی

مہر کی بدلی نظر اب تو نہ جو ابر تنک ماہ
چاہ غم مجھکو جھکائی ہے گھٹا کر دلسے چاہ
لو غم فرقت مین رہتے ہین سحر و شام نگاہ
چشم گریان اشک باران رعد نالہ برق آہ
بن ترے یان سیر سب ہے مہ لقا برسات کی

کہا رہا ہے اب بتان ہند کا دل پیچ و تاب
ابر نیسان انکا ہے جسکو دیکھکر دل ہے کباب
پانی پانی ہو گیا شرمندگی سے اب سحاب
زلف مشکین ہے بوقت غسل جو ان پر پڑا آب
ہو برستی جسطرح کالی گھٹا برسات کی

چار ابرو ہو گیا جسدم وہ میرا شوخ و شنگ
اور بھی سر سبز ہوکر حسن ہے لایا ہے رنگ
دیکھنے سے ہو گئے جسکی جناب خضر دنگ
یاد دلواتی ہے خط سبز شوخ سبز رنگ
مجھکو سبزی ہمنشین اب جا بجا برسات کی

یہ کہا **صنعت** نے ذات اوسکی غنی اور ہم فقیر
مانگئے اوسکے سوا اب کون ہے ایسا امیر
مستجاب اوسکو کرے وہ حضرت رب قدیر
مخلص اب امساک باران دیکھکر برنا و پیر
مانگتے ہین اندنون ہر دم دعا برسات کی

کہتا یہ مین نہین کہ یہان شام کیجیے
رخصت کا پرا بھی سہی نہ پیغام کیجیے
کچھ دلمین خوف اسکا نہ گلفام کیجیے
ہے انکھڑیونمین نیند تو اک کام کیجیے
یہ بھی تو گھر ہے انکا آرام کیجیے

آنکھوں سے میری چلکی نگہ اوسکے چہرہ تک
لے لے کے دم وہ جاتی ہے سو جا بہٹک بہٹک
ہجر صنم مین ہو گیا کیا حال یک بیک
یہ ضعف ہے کہ پہنچی ہے تا صبح رخ تلک
گر زلف پر نگاہ سر شام کیجیے

کہتے ہین خط کو نصف ملاقات آشنا
سو اوسکا حال یہ ہوا تقدیر کا لکھا
خط پرزے کر کے سے پیٹے ہے قاصد کو دی سزا
قاصد جو اونسے آیا تو جھنجھلا کے یہ کہا
موقوف ایسا نامہ و پیغام کیجیے

اوس میری تند خو کا یہ عنوان ہی غضب
ناچار ہو کے یہ مجھے سوجھا ہے اور ڈھب
قاصد کو میرے مارتا ہے ہای بے سبب
گر چاہیے ہو خط وہ پڑھے دیکھو تو اب
سر نامہ پر رقم نہ مرا نام کیجیے

اغیار میرے یوسف ثانی کو اپنی چاہ
خوش اپنے دل مین ہوتا تھا سن سن شکاہ
ق
اکثر جتایا کرتے ہین بحالت تباہ
کل مین جو کہا کہ کسیکے الم سے آہ
مر جایئے بس اور نہ کچھ کام کیجیے

سنتے ہی سن وہ ہوگیا اور ہوش اڑ گئی
مین منتظر رہا کہ مجھے کچھ جواب دے
ہم بزم اوسکے جتنے تھے خاموش ہو رہے
تو وہ سنا کے مجکو یہ کہتا تھا ایک سے
کیا لطف ہے کسیکو جو بدنام کیجیے

صنعت ز راہ پند یہ کہتا تھا مجھسے بات
عزت ہو جس سے دنیا مین عقبیٰ مین ہو نجات
کر دلسے اپنی حرص تو موقوف نیکذات
آسودگی سے کھینچیے محنت گر اپنا بات
پھیلا کے پاؤن ذوق سے آرام کیجیے

دربان اپنا اوس بت نادان کرے مجھے
اس رشک سے پری نہ پریشان کرے مجھے
ٹھٹکین غیر دیکھین جو یان آن کر مجھے
دشنام دی ہے غیر کو تو جان کر مجھے
پیار ہے یہ لطف کیجیے پہچان کر مجھے

اوس گلبدن کے عشق مین تا ٹیک ہی چلی
تکلیف قصہ خوان نکو اب سے یقین ہی
نرگس کیطرح شب پہ نپلک سے پلک لگی
کل کیطرح سے آج ہی بس نیند آ چکی
گھیرا اوسی خرابی نے پھر آن کر مجھے

نازک مزاج ہے وہ مرا شوخ دلربا
پھر اور بات کی رکھون امید اوس سے کیا
یا رنگاہ بھی نہ مرا اوس سے اوٹھ سکا
کہتا ہے اک نگاہ پہ آئینہ رو مرا
بس اور اب زیادہ نہ حیران کر مجھے

مدت سے یار کرتا تو قول و قرار ہے
سو آجتک اوسی کا مجھے انتظار ہے
ناچار ہو کے کہتا ہون دل بیقرار ہے
آنے سے بندہ خانے مین گر تجھکو عار ہے
دولت سرا سے اپنی مین مہمان کر مجھے

کاکل کا ہو رہا ہون گرفتار مو بمو
بے تیغ قتل ہوتا ہون ابرو کے روبرو
مژگان نکالتی ہین رگ جان کا لہو
ہون روبروی چشم تو ہون بہر در گلو
پر گیسو و زلف سے نہ پریشان کر مجھے

بے بال و پر قفس مین مین تا کی رہون عبث
گردن پہ اپنی یار مرا لے تو خون عبث
تجکو صواب ہووے نہ ہین جان دون عبث
صدقے ترے مین کب تئین تڑپا کرون عبث
ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے

اشعار پڑھ کے کہتا تھا صنعت یہ مجھسے آج
اہل سخن ہین جتنے وہ ہین اپنے سر کے تاج
آجای اونکا جسگھڑی انصاف پر مزاج
ہین شعر فہم جتنے زمانے کے لا علاج
ای ورد سے وہ مانتے ہین جان کر مجھے

انداز تیرے دیکھ کے جانان نئے نئے
برپا کئے ہین چشم نے طوفان نئے نئے
نکلے جگر سے نالہ و افغان نئے نئے
دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

روز فراق یار نہ یارب دکھائیو
نام رقیب ہی نکوئی کہہ سنائیو
فرہاد کیطرح نہ کہین آزمائیو
جور بتان سے مجکو خدایا بچائیو
پیدا ہوے ہین جان کی خواہان نئے نئے

یاقوت ڈالے جاتے ہین گوہر کی ہار مین
سرخی جمائی جاتی ہے دندان یار مین
آنکھین ہین سرخ سرخ نشے کی خمار مین
مہندی لگائی جاتی ہے دست نگار مین
ہوتی ہین آج قتل کی سامان نئے نئے

دیوانگی ہماری یہ لائی ہے زور رنگ
لڑکے ہر ایک سمت سے لاتے ہیں خشت و سنگ
ہے عقل جسکو دیکھ کے پیر و جوان کی دنگ
آئے ہیں اے جنون ترے ہاتھونسے بہ تنگ
لائے ہیں کہاں سے روز گریبان نئے نئے

آگے بتوں کے جا کے جھکاتا ہے کوئی سر
تعلیم حق پرستی میں ہر چند کی مگر
اور کوئی شیخ جلی بنا جبہ کھینچ کر
دیر و حرم میں کوئی نہیں میری آہ پر
کافر نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے

پھرتے جلو میں پھرتے ہیں گر گونکی اب پرے
فکر معاش بھی نہیں احسان سے ترے
تکلیف شرع کی کوئی دیتا نہیں مجھے
ممنون تیرا ہے دل نالان قدیم سے
ہوتے ہیں اے جنون ترے احسان نئے نئے

صنعت نے جو سنی یہ غزل بات تیری رند
لازم ہے شاعرونکو مدارات تیری رند
بولا کہ مغتنم ہے بہت ذات تیری رند
تو شاعر قدیم ہے کیا بات تیری رند
سامع نئے نئے ہیں غزلخوان نئے نئے

دیکھ گلشن میں پڑی بلبل خوشگو کانٹے
یہی کہتی تھی وہ منقار سے چنچو کانٹے
جائے گل کو کہہ دو کہ ہو گئے خود رو کانٹے
بو گئی باد خزان کیسے یہ اب تو کانٹے
کہ نظر آتے ہیں گلزار میں ہر سو کانٹے

گلبدن دل میں یہی سوچ کے سمجھا ہے فقط
ہاں خزان ہوویگی اوسکی ہے یہ فہمید غلط
یعنی ہوویگی بہار اسکی یہی سبزہ کی نمط
عارض شک گلستان پہ بڑھاتا ہے جو خط
گلشن حسن میں بوتا ہے وہ گلرو کانٹے

جب سے ہم زلف کے سودے میں گرفتار ہوئے
کرکے تدبیر دوا بار زرکھا لوگون نے
تھی تمنا کہ بدن اپنے سے اب خون بہے
نوک نشتر سے بچا تھا سو جنون کی صدقے
پیگئے خون ہمارا کئی جلو کانٹے

پا رہی کو کھیت سی کرنی لگی جو انکا کاوش
کس سے پہر و سکے نگہبانی کی کچھ خواہش
گہر کو دشمن کی بہلا ہو سکی کیونکر بندش
بت تری موی مژہ سے ہی یہ آنکھونکو خلش
اس سے بڑہ کر کبھی کھٹکین سر مو کانٹے

خار ہون شاخمین گلکی نہ کہ ہون گلچین
خلجان تہا یہ تعجب سے دل بلبل مین
راز اس باتکا مشاطہ کے ہے چنگل مین
ٹوٹ دندانۂ شانہ جو رہے کاکل مین
طرفہ رکہتا ہے گل سنبل گیسو کانٹے

پہر میرا انہین تہا جب پئے جنونکی خاطر
دشت پیمائی جو کی تو وہ ہوئی مجکو مضر
اسقدر پاؤن تلی خار پر آئے آخر
پشت پا توڑ کے نکلا سر خار تو پہر
ہو گئے تیر کے مانند ترازو کانٹے

خنجر تیز ہین جانان کے نہین مو مژہ
تیر ہین یا اوس گل خنداں کے نہین مو مژہ
غرض ایسی کسی خوبان کی نہین موی مژہ
گرد امن دیدۂ گریان کی نہین موی مژہ
اشک کی سیل نے بہیکے ہین لب جو کانٹے

کہا صنعت نے کہ جسوقت قیامت ہوتی
خوب تدبیر تہی اوس شوخ پہ یہ دعوی کی
کہ ہوا ہیر اپنی وہ سند کامل تہی
آہ جب ہاتہونپہ گل کہاتی تہی ہمی یادی
ہو گئی سو کہہ کے وہ ساعد و بازو کانٹے

وامق و نل ہجر مین شام و سحر رویا کئے
قیس اور فرہاد بہی اٹہون پہر رویا کیے
الغرض عشاق شب خون جگر رویا کئے
عشق مین کہر بسنے اور شب بہر رویا کیے
لطف کو اک شب کی برسون یاد کر رویا کئے

شدت گریہ سے اکدن بیقراری مجکو تہی
دیکہکر مجکو ہوا غمدیدہ وہ سرو سہی
پہر تو چشمون مین مجکو آبرو حاصل ہوئی
اپنے رونے پہ جو رحم آیا اوسے ہم اور بہی
اوسکو دکہلا ئیو مل مل چشم تر رویا کئے

زیست میں اپنی یہی مد نظر اتنا ہمیں — یعنی بعد از مرگ چشمے چشم کی جاری رہیں
پھر نہ کیوں شوال کو ماہ محرم ہم کہیں — تار رونیکا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ میں
مر گئے جب ہم ہمارے نوحہ گر رویا کئے

جز فقیرون کی نہیں ہوتو کبہی سلطانکا عرس — معتقد کرتے ہیں اکثر مرشد دلشادانکا عرس
ہو سکیگا کس سے اب اس بے سروسامانکا عرس — رونیوالون پر ہے واجب عاشق گریانکا عرس
ہر برس ابر آکے میری خاک پر رویا کئے

اپنے آنسو کو نہیں ہم جانتے گوہر سے کم — قطرۂ نیسان ہین وہ اور ہین جگر سے یہ بہم
آبرو انسے ہے کہ عشق کی مجکو قسم — ذوق ہے رونیکا یانتک کہ وصل کی شب میں بہی ہم
یار کے پاؤں پہ رکہکر اپنا سر رویا کئے

ہمنشین اسکا مجہے کیونکہ نہو رنج والم — وہ نہ اوسکے مصاحب بار بہی تہا جسکو کم
بن گئی اب اپنے جی پر کہا گیا ہے دلکو غم — طور پہ بگڑا ہے اوسکی بزم کا اکدم کو ہم
وان گئے تھے آکے پہر اپنے گہر رویا کئے

ہے عجب کچہ ماجرا شب بیت بیماری کی — پانی پانی جس سے میری آبرو ساری ہوئی
عذر کیا اوسکا کرون ہمدم شب بحر اری کی — رو نہیں کل رات غفلت اسقدر طاری ہوئی
یار آکر پہر گیا ہم اسقدر رویا کئے

حضرت آدم بہی حوا کے لیے رویا کئے — حضرت یعقوب بہی روتے تہے یوسف کے لئے
الغرض تفصیل اب کس کس کی ہمدم کیجیے — کچہ ہمین گریان نہین ہین دوستی احباب سے
حشر تک اس غم سے سب جن و بشر رویا کئے

کل یہ صنعت کہہ رہا تہا آہ پہر کر ہمنشین — خضر کی سی عمر گر مجکو میسر ہو کہین
[illegible] اوسکے غم میں رو دیا پہر کر آہ آتشین — دل کی جانیکا شہید کی حادثہ ایسا نہین
کچہ نہ روئے آہ گر ہم عمر بہر رویا کئے

دہواں دل کا رہ آہ ہر دم رہتی ہی یاں سوز پنہاں سی
ہوا نام اس سی روشن لو لگی ہی ہمکو جاناں سی
بھری ہی آگ دل میں لب پہ شعلہ شمع سوزاں سی
شب فرقت میں تھی ہیں لیشبکل شمع گریاں سی
طپاں سی مضطرب ہی تیرا الم سے اور بریاں سے

قلق دل پر جگر میں آگ اور سینہ میں تھا نالا
ملیگا جب تو اوس سی یہ کہو لگا اے سہی بالا
جنوں سی بیکلی تھی اور بدن پہ داغ جوں لالا
تری فرقت میں کیا کہیے کہ کس کس سی پڑا پالا
الم سی درد سی سوزش سے بیتابی سی ہجراں سے

نہ قد سی سرو کی مستی ہی کچھ سوسن زیادہ ہے
اور اس پر یاد مجھکو دلبری کا فن زیادہ ہے
نہ نرگس چشم سی رنگت سی نے گل تن زیادہ ہے
رخ تاباں ترا ای ماہ نور روشن زیادہ ہے
شہا سی مشتری سی ماہ سی مہر درخشاں سے

ہر اک عاشق کا ہر شب خون کیا کرتا ہی تو ظالم
ترا غصہ معاذ اللہ ہو جاوی جو عاشق پر
ہے اس جور و ستم پر سرخرو کیسا ترا خنجر
کئی تاراج لاکھوں کشور دل تو نے بس یکسر
ستم سی بان سی لب سی اور اپنی ہمک تند آن سی

تو سفاکی میں نادر شاہ سی بھی ہی بڑے ظالم
ترے عاشق تو بن مارے ہی بیتر ا میں ہیں ظالم
کہ لاکھوں خون اک آن میں ہوئے کچھ ظالم
نکر بیوجہ اور مقتول عالم کو ارے ظالم
ادا سی غمزہ سی چتون سی نگہ سی ناز پنہاں سے

جو پالا اوس کو بھی طرح کشتی گم کیا انسی
کوئی سمجھا کی کہدو ناصح بیہودہ نادانسی
نصیحت بھول جاتا اور گذرتا دین و ایماں سی
بچی کیونکر بھلا دل شوخ سی بیباکی جو پنہاں سی
وفا سی مہر سی قول و قسم سی عہد و پیماں سے

ہوا اسکا سا اوس اعجاز کی دیکھ صورت
ہوا حیران ور اوس سی بھی کہنی لگا صنعت
کہا یہ تو نہیں انسان مگر اللہ کی قدرت
سعید انسی جو چاہیں ہیں پر انکو کیا نسبت
پری سی حور سی جا انسی ملک سی اور انساں سے

ہمدم جو دابے ہے جگر انگشت کے تلے
رومال کی کھلی کے تر انگشت کے تلے
جگر کی ہے آگ اسقدر انگشت کے تلے
لے نبض کو طبیب گر انگشت کے تلے
یکدست آبلہ ہون سر انگشت کے تلے

طوفان کو پل مین مات کرے اپنی رود چشم
جاری ہے رنگ چشمہ رہے اپنی رود چشم
مانند ابر اشک بھرے اپنی رود چشم
بس چھیڑتے ہی بہنے لگے اپنی رود چشم
مضراب نیشتر کی ہے اثر انگشت کے تلے

بیٹھے بٹھائے اوس بت نے دم بھرے ہین
رستے دکھائے اوس بت نے دم بھرے ہین
اپنے بن آئی اوس بت نے دم بھرے ہین
تارے گنائے اوس بت نے دم بھرے ہین
سنتے جسکی بانگ کے گہر انگشت کی تلے

تار نفس سے بھی تو وہ نازک ہے بس کمال
اب چھیڑ کر اوسے کوئی گردن لے وبال
جسکا کہ دیکھنے ہی سے ہوتا ہے اور حال
کیونکر مین اوسپہ ہاتہ رکہون اتنی سی مجال
آتی نہین ہے جو کمر انگشت کے تلے

دل شاد شاد اوس سے نہو کیس خط مرا
ہے عاشقو نہین پاس اوسی اک فقط مرا
ہوتا ہے خط مین جو کوئی حرف غلط مرا
شوخی یہ اوسکی دیکھیو تو پارہ کہ خط مرا
ٹوٹا ہے حرف شوق زبر انگشت کے تلے

شمشیر اپنی خون مین میرے ڈبو دیئے
کہتا یہ مین نہین مرے سر قد یہ رو دیئے
غصہ کو تہوک ڈالے لیے سکنہ نیند سو دیئے
اب بعد قتل کے تو مرے ہاتہ دہو دیئے
لوہو لگا ہے بخبر انگشت کے تلے

آیا جو مور فیل کے جون پاؤن کے تلے
یون دیکھتی تہی ہم بہی تو یہ سمجھے تھے پہلے
اے ہمصفیر کیون کف افسوس تو ملے
چنگل سے تو مین چھوٹ گیا صیاد کے دلے
دو چار رہ گئی ہین پر انگشت کے تلے

تا حشر مجہہ رکہیو جدا اوسکا دست مہر — الکدم نہ سر سے ہووے جدا اوسکا دست مہر
صنعت نے دیکہتے ہی کہا اوسکا دست مہر — سر پر مرے تتا ہی سدا اوسکا دستار

عشق کہ شق کیا قمر انگشت کے تلے

نگہ ہی دریئے آزار بے گناہ تری — گرے کنوئین مین وہ ظالم کرکہ جو تیر ہا
عجب طرح کی تجلی ہی رشک ماہ تری — پڑہی ہی بزم مین جس شخص پہ نگاہ تری

وہ منہ کہ جسکے کسا ہی اوٹ پناہ تری

نہ آنکھ ناک منہ نے زبان ہے گویا — نہ ایسی گات نہ یہ بات اور نہ دست نہ پا
جب ایسے دونون ہون مقدر پہر تو کیسی بہلا — کہان سے لائین یہ گویائی اور یہ نقشا

برابری کرین کس منہ سے مہر و ماہ تری

کوئی دکہاتے تہا اوس کلکو اپنا حال تباہ — کوئی جتاتے تہا یا تو نہین اشتیاق او چاہ
رہا خموش یہ سنکر کئے وہ نیچی نگاہ — کہا جو مینے کہ ہے برق دلجلونکی آہ

تو بول اوٹہی کہ تجہی پر پڑے وہ آہ تری

سمجہہ کے آپکو ہر فن مین وہ حریف ظریف — مبادا غیر وہین لیجائے جا بجا تشریف
یہ دی ہی مینے تجہے دوست جانکر تکلیف — نکر تو اوسکی ولا بات بات پر تعریف

خدا ہی جانے کرے کیا یہ واہ واہ تری

کنوئین جہکائے ہین تو ہمکو اے ستم پرور — ہماری بیوطنی پر ذرا تو کیجے نظر
صنم خدا کے لئے غور میری حال پر کر — سبب کچہہ اور نہ پیدایش اپنی کا تہا مگر

عدم سے لائی ہے ہستی مین ہمکو چاہ تری

سب عاشقون پہ تو کرتی ہو تم کرم آخر — اور انتظار مین ہوتا ہی اپنا دم آخر
خدا کو منہ بہی دکہانا ہی اے صنم آخر — نہ آیا اسپہ تو وعدہ پہ اوٹہ ہم آخر

عدم کو ہوگئی راہی یہ دیکہی راہ تری

کبھی تھا از رہ شفقت یہ بابا صنعت
تو دو ہی باتیں میں اوقات اپنی کھو مت
یہ در بدر جو تو پھرتا ہے آہ میں نے ذلت
گدا جو ہو وے تو اُس کے ہی در کا ہو جا آخر
کہ تجھے سمجھے کرین قدر بادشاہ تری

نبھے یار کے اوقات گذارا نکر سکیگے
کیا اس دل بیمار کا چارا نکر سکینگے
غم روٹھنے کا تیرے خود آرا نکر سکینگے
رنجش تری ہر دم کی گوارا نکر سکینگے
اب اور بھی معشوق سے یارانہ کرینگے

فرقت سے تری دل میں لیا ہے یہ تقرر
اس کالی بلا سے ہے طبیعت کو تنفر
اب ایسے سے ملئے کہ جو ہو بھی تجسس
باندھینگے کسی اور ہی جوڑے کا تصور
سر دھیان میں اوس زلف کی مارا نکر سکینگے

ملنا ترا ایک سے ہر صبح سے تا شام
اور ہم نے تو ٹھہرایا ہے دل میں یہ اقسام
واللہ اس آغاز کا ہو دیکھا بد انجام
امکان سے خارج ہے کہ لیں پھر ترا ہم نام
ہمنام کو بھی ترے پکارا نکر سکینگے

ہرجائی تری طور سے ہم کیونکہ نہ گھبرائیں
ہر چند یہ شیوہ نہیں اپنا کہ قسم کھائیں
اور کب تلک بندار تمیز اب تجھے سمجھائیں
یکبار کبھی بھول سے آجائیں تو آجائیں
لیکن گذر اس گھر میں دوبارا نکر سکینگے

اور دو طرح ہمکو بھی سمجھا ہی تو بیہوش
لیکن نکریں وضع کو ہم اپنی فراموش
ہر چند کہ ہے محبت کا یہاں جوش
کیا خوب کہا تو نے کہ کھولوں ابھی آغوش
ملتے ہیں مرے آپ کنارا نکر سکینگے

ضبط نفس گرم سے گر جسم بھی جلجائے
ممکن نہیں اب اپنا یہ انکار بدلجائے
اور خوشۂ انگور کے مانند یہ پھل جائے
گو خاک میں ملجائیں ہم اور جان نکل جائے
پر تجھسے ملاقات دوبارا نکر سکینگے

ہے سرو سے اور بوٹا سے قد کو تری نسبت
بلبل سی لئی صنعت کو ہے گلشن سے نہیں رغبت
سنبل کو بھی ہے زلف کی تشبیہ میں شرکت
اوس نرگس بیمار سی رکھتی ہے شباہت
ہرگز سو عبہر ہی اشارا نکرینگے

مجھ سے اوسی حجاب ہے سخت اضطراب ہے
زندگی جون حباب ہے الغرض اک عذاب ہے
جان کو پیچ و تاب ہے جلن ہے اور نہ خواب ہے
رخصت صبر و تاب ہے ترنم کو بھی حجاب ہے
خانۂ دل خراب ہے دیدۂ تر پر آب ہے

مجھ پہ جو یہ عتاب ہے طرز جفا خراب ہے
ترک خورش اور آب ہے یان غذا اجتناب ہے
ظلم یہ بے حساب ہے جان کو اضطراب ہے
خون دل اب شراب ہے لخت جگر کباب ہے
نے الم عذاب ہے نے غم اجتناب ہے

شیفتہ اوسکے حسن پر ہو گئے جن بھی و بشر
وہ تو چھپی ہے لاکھ پر کہتی ہیں سب یہ بیشتر
ہو گیا تنگ اسقدر یعنی چھپا وہ اپنے گھر
پردے سے روے عشق گر آئے نہ کسطرح نظر
جو ہے فلک سے جلوہ گر چہرۂ آفتاب ہے

زار و نحیف کا وسادہ ہے میں اوسکی تھا پڑا
تیری سبب سے جابجا پھرتا ہوں میں اوڑا اوڑا
خلق تلے روند زیر پا سرمہ صنعت مجھے کیا
ہائے غبار ہی مرا کوچہ میں اوسکے اوڑ گیا
ہاتھوں سے تیرے اے صبا مٹی مری خراب ہے

صنعت عشقباز ہے رکھتا وہ دل گداز ہے
خلوت ناز و راز ہے شکر لعبہ نیاز ہے
اوسکو یہ امتیاز ہے پاس وہ عشوہ ساز ہے
مجلس سوز و ساز ہے پردہ بہ دلنواز ہے
ساقی مست ناز ہے اور قدح شراب ہے

عاشق گذر گئے زندگی مستعار سے
آئی ندا بلند یہ اوس مزار سے
مرقد میں وہ گیا تو پھر اک اضطرار سے
چشم الم کسی سے ہے پیش از مرگ یار سے
امید گریہ ہے مجھے شمع مزار سے

چھوڑوں ہوں اکبان مین پان وسکا اوہر
رنگ سرا بہی ہے جو الصاق کیجے
ہر چند سل پراوسکو ہین گرچہ بہت پڑے
اس خرم حنا کے نگیون ہاتھ پاندھیے

ایٹھی تہی جا کے راتکو پائے نگار سے

جیسے کہ ہے شکار کا اوسکو مزا پڑا
دنیا ہے خون بہا نہین دیتا ہے خون بہا
چھوٹا نہ وہ جو بچہ شفر کا نہین اگیا
شاہین چشم یار کے منہ سے لہو لگا

باز آئے کیا کبوتر دل کی شکار سے

مت بہول آشیان پہ کہ یہی ہے مرا وطن
گلچین مدام تاک مین ہے مان یہ سخن
اشجار و شاخ برگ پہ تو ہو نہ خندہ زن
کام اپنا ایک گل سے رکھہ اے بلبل چمن

وہ بوالہوس ہین جنکو ہے مطلب ہزار سے

ہین دو اعدا حلقہ پر و بال مور مین
مر مرکے ہم جیئے ہین تو افغان شور مین
حیلہ وہ اوسکا دیکھہ کے ہر لوہ لوہ مین
یہ سوجھتا ہے آہ کہ مرکر بہی گور مین

آرام پائینگے نہ دل بیقرار سے

ہستی مین خوف مرگ و غم روز دار و گیر
حسرت سے میرے سامنے کہتا تہا اک فقیر
ان دونو غم سے روکے گریبان اپنا چیر
آکر عدم سے عالم ناسوت مین نصیر

سو جہلے مجہے یہ زندگی مستعار سے

چھوٹیگی یہان تو موت نہ مجکو کسی طرح
صنعت سے بہی کہی تہا وہ اکثر اسطرح
بچنے کی میرے اب تو نہین ہے کوئی طرح
ڈہنڈہون نہ یاد ان سے دن ای رشتہ کیطرح

تار نفس جو جائے نکل جسم زار سے

گردش مین جو ہین چرخ کے ستارے
تقدیر تفضل اوس سے کہنا
انور میری طرف سے یہ زبانی
تو وہ بہی ہین اندنون ستمگارے
حالات جو کچہ کہ ہین ہمارے
کہنا اوسے دیکھ خط کہ پیارے

تھی تمسے ہمین یہی توقع ٭
تمنے جو کیا کنارا ہم سے
آتا ہے جو یاد تیرا جانا ٭
ہر شب تری یاد مین تڑپ کر
اے آئینہ رو ہے مجھکو حیرت
جوبن گئے اڑ گئے یکایک

دشمن بھی تو ہم نہ تھے تمہارے
ہم بہو چکے ہین گور کے کنارے
جلتے ہین جگر پہ غم کے آرے
عاشق ترا کیون نہ جان وارے
یہ کسکے ہوئے تمہین اشارے
سیماب کیطرح ماہ پارے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
سر بکسیم نظر نہ کردی

ہے مانگ کا دہیان دل پہ چھایا
فرق اسمین نہین ہے یک سر مو
اوس سلک گہر کی یاد مین اب
توتیون کے کرتے ہی تصوّر ٭
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ
ابرو کی جو یاد جنبش آئی ٭
مژگان کا جو ہے اسے تصور
بتا ہے کوئی نیزہ بازون کی فوج
قاصد تو مری طرف سے کہنا

دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا
ہر شب ہے وبال جان یہ گویا
آنکھون سے ہے مینہ سا برستا
ہو بخا دل اور جگر پہ دہسکا
رہتا ہے خیال اوس جبین کا
جلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ٭
غم کی پلٹن نے دل کو گھیرا
ہے قلعۂ جان پہ جسکا ڈیرا
کسنے تجھے اسقدر سکھایا

رفتی و مرا خبر نہ کردی
سر بکسیم نظر نہ کردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب
سرخی و سپید ہی و سیاہی

حیران نرگس صفت ہون ہر شب
مجھکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب

پھرا ہے یہ کمپنی کا گویا ‌ ‌ ہے قید فرنگ مجھ پہ بے سبب
قاتل ہین طلسم کے ہین پتلے ‌ ‌ ہین دشمن جان مردم اغلب
وہ کان تو عیش کے ہین ارکان ‌ ‌ دہیان اونکا ہی کان غم کی یارب
بالا ہے وہ مہ یہ جیسے ہالا ‌ ‌ موتی کی جھلک ہے مثل کوکب
ہون حلقۂ ماتمی مین بیٹھا ‌ ‌ اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت مین باندھ کر تصور ‌ ‌ کہتا ہون مین اوس سے اوسکا سبب
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی ‌ ‌ یکبارگی یان سے جائیے کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بریکسیم نظر نہ کردی

عارض جو ہین اوسکے وہ منور ‌ ‌ خورشید و قمر سے دونون بہتر
ہر دم جو ہے مجھکو یاد اونکی ‌ ‌ ہے داغ مرے دل و جگر پر
پائی ہے وہ اوسنے ایسی خوبی ‌ ‌ خود بینی ہے جس سے اوسکو اکثر
دم ناک مین لائی ہے مرا وہ ‌ ‌ غمناک ہون اوسکی یاد کرکر
یاقوت سے اوسکے دونون لب ہین ‌ ‌ یاقوت ہے عاشقو نکا وہ پیر
لپکا مجھے پڑگیا ہے اونکا ‌ ‌ پہنچا لب گور اب مین مضطر
کر یاد مین ہونٹ چاٹتا ہون ‌ ‌ لب دیکھئے کب ہون وہ میسر
صورت کا ہین اونکی کر تصور ‌ ‌ اور موندکے اپنے دیدۂ تر
کہتا ہون کہ واہ آفرین باد ‌ ‌ کیا رسم وفا یہی تہی دلبر

رفتی و مرا خبر نکردی
بریکسیم نظر نہ کردی

دندانکی چمک وہ آبداری ‌ ‌ ہے برق کو جس سے بیقراری

یاد اوسکی ہین بیق سان [illegible]
کیا کہیے دہن کی اوسکے
معلوم نہین کہ وہ کہان ہے
پیدا ان سے کچہ پتا ملے ہے
جیون غنچہ گل مین ہووے بہی
لو ظاہر دیکہو تو ہے پنہان

نیناں کہلے ہین سے اشک باری
تعریف مین جسکی ہون مین عاری
دیکہون تو جو کچہ زبان سے جاری
گر کہیے عشوہ و غمزہ دلداری
یون لب سین زبان تو تمہاری
کی تو نے یہ خوب دوستداری

[illegible]

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

دیکہے جو زنخ کا اوسکے عالم
حیدان سے ہے چاہ اوسکی ہمکو
اور خال ہے اوسمین اک نمایان
گویا ہے چاہ نخشبی ہے
داغ اوسکا ہے یہ نہین ہے سویدا
گردن وہ صراحی دار اوسکی
عاشق سے ہے حق مین [illegible]
لیلی سنین دیکہنے کو دو اسے
خواب مین سے اوس کی عمر

سیب ہو سیب کو اوسیدم
گرداب بلا مین پہنس گئے ہم
کچہ ماہ سے بہی دو چشم مدہم
کاسے ہو اوسکی برگشتی کم
فرقت کا ہے دلبرا اسقدر غم
دیکہے جسمین ہو ہزار یک خم
[illegible]
سینے ہی مین [illegible] ہم
بیچارہ و تشنہ ہو گئے ہم

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

سینہ مین بحر حسن کا ہے
[illegible]

وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے
کچہ ایک سے ایک خوشنما ہے

کلیان ہین کنول کی یا کہ بھونرا / اون دونون پہ آلپٹ رہا ہے
ہر اوسکے ہین چشمہ تنگی چشم / دریا کیطرح سے خون بہا ہے
پیتا ہے نہین اوسکی یاد کرکے / اور آنکھون مین دم حباب سا ہے
ہے دل پہ جو اوسکا کچھ تصور / اک داغ سیاہ پڑگیا ہے
غنچہ کیطرح سے لپٹ گئی ہے / دل سخت بلا مین آپھنسا ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ / سینے سے ہاتھ کب جدا ہے
اللہ ری تیری سخت جانی / یہ تونے ستم نیا کیا ہے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بے تبسم نظر نہ کردی

ہے پارہ کا کچھ شکم نہ چھو / سیماب کا بحر ہے وہ یارو
اور ناف ہے اوسکی چاہ نخشب / گرداب بلا ہے یا وہ مجکو
یاد اوسکی مین دل ہے پارہ پارہ / غم کے مین لپیٹ مین ہون اہو
غم سے نہین بیش و کم ہے فرصت / اسکا تو علاج کچھ بتاؤ
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا / اے مہر خدا سے مجھے نکالو
کسطرح مین اس بھنور سے نکلون / تم راہ کوئی سے مجھے بتاؤ
ہے حسن کے باغکی خیابان / گر غور سے زیر ناف دیکھو
خاشاک کو دیکھیے تو گویا / ممکن نہین اوسمین نام کو ہو
مین اوسکا اسیر ہو رہا ہون / اور تونے دغا سے پا سے کاٹا

رفتی و مرا خبر نکردی
بے تبسم نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان سنو ہو / کیا اوسکی صفت ہو چشم بد دور

سمجھا اوسے وہ شگاف گندم   آدم ہوئے جس سبب سے مغموم
خواہش مین ہوا ہی اوسکی پیرا   اب سینہ شگافتہ اور جگر چیر
رانین وہ بھری ہوئی ہین شفاف   حیران ہو دیکھکر جسے حور
یاد اوسکی ہین کیون نہ دل پہ آکر   اور کیون نہ [illegible] شمع [illegible]
ہین ساق بلورین اوسکی ایسی   ہو دیکھکے جسکی تاب [illegible] شمع [illegible]
سر تا بقدم ہے بے تصنع   سانچے مین ڈھلا وہ بقعۂ نور
پاتا نہین مین نشان اوسکا   اپنا نہین ورنہ تو مقدور
اوس شکل کا باندہ کر تصور   صنعت کی یہ ہے زبان پہ مذکور

رفتی و مرا خستہ نکردی
بہ تبسم نظر نکردی

تو میرے حال بد پہ قاصد اگر نظر پہلے   پھر اوسکے بعد اگرچہ اپنی [illegible]
کسی عنوان سے پہونچا اوس مسیحا کو خبر پہلے   مین جی جاؤن اجل سے آج اپنا اگر پہلے

یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

تری پاؤن پڑی تھی ہم کہ دل ہی پا گیا یعنی   [illegible]
خدا کی شان ہی جو تو نے کہنے کو ہوا قابل   [illegible] دل [illegible] دل [illegible]

ترے اس بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

کسی عاشق نے ایک بخت رسا ایسے پائے   نہ خط بھیجا نہ دی زبانی اور [illegible]
یہی ڈر ہے کہین مجھکو نہ شادی مرگ ہو جائے   وہ [illegible] اگر کویا [illegible]

لگا محل تمنا مین [illegible] گل ہی ثمر پہلے

تمہاری [illegible] ناطق [illegible]   [illegible]
[illegible] خاتم [illegible]   [illegible]

ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے

کرے ہے جو دمِ شستن ادا سنگ [illegible] اللہ اکبر کا
تو انکو [illegible] بیچ [illegible]

بجا گویا گجر بجا بجا القصہ وہ بھی بجا
شبِ وصل عریان ہے تیری [illegible] خواب ہو گا

[illegible] دل [illegible] نشانہ [illegible] پہلے

مرا عاشق بنانا ہے ہی اول [illegible] القصہ
اور [illegible] ظلم [illegible] اسیر [illegible]

[illegible] دشمن [illegible] کوئی [illegible] خواہان
بھلا [illegible] دل دیا [illegible]

کوئی پیدا ہوا [illegible] بیمار سنا [illegible] پہلے

عجب تقدیر ہے رو رو کے راتیں [illegible]
ہوئی کوئی نہ [illegible] گو [illegible]

رہا [illegible] دل کی شب [illegible] خیال [illegible]
شب [illegible]

الٰہی آج نکلے مہر تاباں سے قمر پہلے

شجاعت کسب پر علم [illegible]
وہ خوش ہوتا نہیں [illegible]

بغیر [illegible] اسکو [illegible] پیدا [illegible] نہیں [illegible]
[illegible]

ہنر مند [illegible] والد [illegible] پہلے

مجھے ہے سینہ بریاں کباب کے بدلے
بس اب تو مجھ پہ کر [illegible] عنایت کے بدلے

پیا ہے خون ہی [illegible] شراب کے بدلے
ترا ہوں تشنہ [illegible] دو آب کے بدلے

ہو گیا شراب ہی ساقی کباب کے بدلے

لکھا ہے ہی تماری سرنوشت میں گویا
یہی ہے عشق کا عنوان [illegible]

کہ شادی مرگ سے [illegible] نصیب [illegible] دنیا
نیاز نامہ کو پہنچا سکے نامہ بر میرا

جواب نامہ [illegible] لایا جواب کے بدلے

نقش اپنا ہے [illegible]
اب اسکو جلوہ کی تاثیر ہے ہی شاید [illegible]

تو مجھکو اسکا [illegible] روز [illegible]
عجب نہیں ہے اگر [illegible] صبح محشر کو

مرا ہے داغ جگر آفتاب کے بدلے

سنا ہے آپ نے مسئلہ کہا لکا اے شیخ
کہ کرنا جان کا ہے فرض اولا اے شیخ
یہ فائدہ کہ ترے سے نہیں کہا اے شیخ
[illegible] ہے فقط زیست مت جھکا اے شیخ

عذاب ہو نہ کسے ہجر ثواب کے بدلے

یہ فائدہ ہے بدی جسقدر ہو دلبر سے
تو عاشق اوسکو سمجھا ہے نیک بہتر سے
جلا یا ہجر میں کیا آتش نے یا ون تک سر سے
کسیکے عشق میں ہیو نہ عذاب محشر سے

شب فراق ہے روز حساب کے بدلے

جو معنی آیت الافتلو کے تم سمجھو
تو دل سے ہم وہ گھٹا تا ہے اے مسیحا کو
وہ مستحق عنایت ہیں جہنم جنکے ہو
نوید ابر مباری ہے [illegible]

نزول رحمت حق ہے عذاب کے بدلے

یہ زیست مدت سے بدتر کمال ایذا ہے
کہ جسمیں ہر گھڑی اک اضطراب حاصل ہے
یہ تنگ ہو کے یہ صنعت اوسیکا سائل ہے
شب فراق میں گر نیند آئی مشکل ہے

تو عشق موت سے آجائے خواب کے بدلے

مجھے دل دہی کو اپنی خطا اور کچھ نہیں
اور گاہ شیخ اوس سے کہا اور کچھ نہیں
چاہت کی ہو سزا یہ دلا اور کچھ نہیں
ہے خشم و قہر و جور و جفا اور کچھ نہیں

قسمت میں اپنی اسکے سوا اور کچھ نہیں

سودا ہے مجکو کیا لب ہی جو شہ نہیر
یہ پیچ و تاب ہے عبث مجکو دفتہ کر
چلیں جب سے ہیں [illegible] کا قد [illegible]
ہر دم شبیہ [illegible] کرتی ہے بل تو گر

اجزاعت یار اپنی خطا اور کچھ نہیں

جاناں مدام جسکو اوس دام سے کہیں
لیکن بلا [illegible] ہم نہ [illegible] کیا کرین
خانہ بدوش رو کو تو کیوں نکر [illegible]
[illegible] آنگے [illegible]

نازل جہان میں ہم پہ بلا اور کچھ نہیں

پیاسے ہیں تجھکو آسکے اس انتہا تلک
شربت کی ہے نہ چاہ نہ طالب شراب کے
جو سر کٹے نہ لگے ورنہ ہم اسے جناب سے
ورتصاف ہم ہیں تشنہ خنجر کی آب کے

بس نیچ کیجے اسکا صلا اور کچھ نہیں

جیسے طبیعت اپنی گرفتار ہو گئی
تدبیر کچھ مسیح سے اسکی نہو سکی
ممنون مو بمو ترا ہوتا ہوں میں ابھی
زنجیر زلف سے مجھے تو باندہ اے پری

دیوانہ پن کی میرے دوا اور کچھ نہیں

فرہاد و قیس و وامق و نل ست عشق تھے
وہ اپنے یار سے محروم ہی رہے
سب اس جہان سے لیکن یہی کہتے ہو گئے
ملجائے عشق خاک میں اسکی یا تہ سے

دل خاک میں ملا ہے ملا اور کچھ نہیں

عالم ہوا اوسکا دیکھا ہے عہد شباب میں
چشم فلک کو بھی نظر آیا نہ خواب میں
ہو عرض کیا حباب نزاکت آب میں
مست ایسی چیز مارا لیسی کہ جام شراب میں

پیالہ ہے عکس لطف دو شنا اور کچھ نہیں

سب کچھ او سکو تب ہی ہوا ہو لو مرگ
صنعت کا اوس ہی دم ہیاں لگا فوت کیا
دنیا کا غم نہ دل میں رہا ہو وقت مرگ
جاری زبان سے نام خدا ہو وقت مرگ

جو وقت کی بس یہی ہے دعا اور کچھ نہیں

خفا ہیں ہمسے ہم جنسے پیار رکھتے ہیں
لبوں پہ نالہ ہے یاں چشم زار رکھتے ہیں
عجیب بخت ہے ہم سوگوار رکھتے ہیں
مدام سوز محبت سے کار رکھتے ہیں

شرار دل میں بہ رنگ چنار رکھتے ہیں

کیسے کہے جیسے گرفتار ہو گئے ہیں ہم
انہیں سے زیست بھی ہے اور ہیں ...
ہے اسے ... نعیتین کی قسم
فغان و آہ و قلق اور درد سینہ ہم

فراق یار میں ہم چار یار رکھتے ہیں ٭

یہ آرزو ہی مجھے دیکھتے کی بس اوسکی — کبھی جو بھول کے وہ مقبرہ میں آنکلے
صدا یہ آسے عجب کیا ہی میری تربت سے — نہیں ہے نرگس شہلا مزار پر میرے

یہ دیدہ بعد فنا انتظار رکھتے ہیں

ستم کا دل مرا جو رنگ دیکھئے اب کیا — نہیں ہے ہاتھ جو یہ ڈال ہاتھ میں لیگا
اور اوسکے سامنے بھی بھاگ بھی نہیں سکتا — بچے گا کیونکہ مرا دل کہ جسکے دست نہ پا

وہ تیغ ابرو کی بس آبدار رکھتے ہیں

ہر ایک عضو بدن ہے عشق میں اب تو — یکایک آ گیا سر پر سے نصیحت گو
تو پھر میں ہو گیا حیران چھپائیں کس کس کو — جنون کے ہاتھ سے فصل بہار میں یارو

نہ اپنے جیب و گریباں میں تار رکھتے ہیں

بنا جنون نہیں بھی ہمکو دل لگانے سے — کہ دور ہو گئے احباب اور زمانے سے
نہیں ہے فائدہ عاشق کو دل جلانے سے — مگر تو منع ہمیں اپنے پاس آنے سے

کہ اسمیں ہم نہیں کچھ اختیار رکھتے ہیں

کدورت اوسکو ہی ہمسے ہے ہمیں حیرت — ہے مجھکو اوس سے محبت ابھی ہوئی نفرت
ہم اس مقام پہ حیران ہیں کہ کیا قسمت — ہم او نصاف میں آئینہ دار الفت

وہ ہمسے یہی دلمیں غبار رکھتے ہیں

اپنے بیمار سے آگاہ وہ پیارا ہی نہیں — غیر کی مجکو دوا کرنا گوارا ہی نہیں
غرض کا اسکے [illegible] کو بھی یارا ہی نہیں — ہے یہ وہ درد کہ جسکا چارا ہی نہیں

[illegible]

نہ تو خط ہے نہ نشانی ہے [illegible] — نقش قصہ کہانی ہے [illegible]
نامہ [illegible] کا پانی ہے [illegible] — وعدہ وصل زبانی ہے [illegible]

ہاتھ سر پر ہاتھ تو اوس شوخ نی ڈالی تھین

چین پڑتا ہی رہا مجکو مری بن گھر آئی	بار آتا نہ تھا اون سی جو گو کوئی سکہائی
ہر نشتم مجکو خدا کی جو ہمیشہ سے چہپائی	کل یہہ آموز دل کیا مجکو سکہا یا تمہی نی

آج وہ آنکہہ جہپک وہ اشارا ہی نہین

غم دلدار نصیب اوسے ہوا جسدن سی	رات کٹتی نہ مجھے تاری گنتی گنتی
شب دیجور مین بکتا ہون مین گہبرا کے	کل جو سرگوشی کی جو یاد دلاتا تھا مجھے

آج دیکہا تو فلک پردہ ستارا ہی نہین

سچ ہے صنعت کہ مین ایسی کیا کیونکہ نہین	سر پہ بار گنہ اور بڑا جوش جنون ہو
سر وکی طرح سے گو بیبرد آزاد بہی ہون	مصحفی آکی کیونکر مین بکہ دوش کہون

بار ہستی تو ابہی سر سی اوتارا ہی نہین

کوئی کہتا ہی اوٹہی ہونہہ ہی کیونکہ باہر	اور سمجہتا ہی کوئی اوسکو سراسر باہر
کوچۂ عقل سی وہ پہر نہین باہر باہر	چشم عاشق مین برابر ہی درا گہر باہر

ایک سا جلوۂ معشوق ہی اندر باہر

آشیان ڈہر کے گلچین نی ہین ویران کیئے	اور صیاد سے بہی بازو اودہر کے میرے
پیر بازو نہین دیتی ہی جگر گل سکے	مین وہ بلبل ہون کہ گلگشت چمن کو ترسی

ایسے لیتی کو لگا کر مرہا بیٹہا

تا دم زیست تہا مین گلبدنونکا بیمار	اور غم اوٹہی مین گل کہاتی ہین ہائی مہو
غم نہین دل پہ مری باد خزان کا زنہار	بعد مرنے کے بہی ہو سامنا تو فصل بہار

قبر مین داغ جنون پہولونکی جادر باہر

چشم کو رہے جو صورت نہین اوسکی دیکہی	اور جانان مین نہین آو تن و دان جہان کی
عشق وہ نام کہاں اپنا رہا اور کسکی خو	خانۂ چشم مین سب پیا جو نہید آئی لگی

مردم دیدہ یہ چلاتے کہ باہر باہر

پانی مانگا ہی نہین اوسکی کسی گھائل نے — اوسنے دیکھا جسے بسمل نہین پایا پلنے
خود بخود مر گیا وہ اوس سے جو آیا ملنے — کر لیا قتل ہزاروں کو یونہین قاتل نے

میان سے بھی کبھی نکلا نہین خنجر باہر

ہے یہ دنیا مین میسر عمل ایسے عیش و فراغ — مضطرب وصل کی دھن آپ وہان ہے در باغ
اور پریان ہین بھر بھر کے لاتی ہین ایاغ — ناز حورونکی اوٹھائین یہ کہان ہمکو دماغ

ہو ہمارا در فردوس سے بستر باہر

ہے گناہوں سے سیہ نامۂ اعمال مرا — اس گنہگار کا موجب ہے یہی بخشش کا
دسترس مجکو نہین اور کسی تک بخدا — یہ تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا

قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

کیا صنعت ذرا اسکو سمجھے ناسخ — ہے یہ دنیا وہ تاسّف کی جگہ ہی ناسخ
حسرتین دل سے نکلین ہین کبھی ناسخ — کف افسوس کے ملنے کو کفن سے ناسخ

نکلے ہے بعد فنا دست سکندر باہر

کچھ جنگ ہے یا مجھسے تری آنکھ لڑی دھوپ — ہم دلجلوں کے کسلیے پیچھے ہی پڑی دھوپ
تا شام جو رہتی ہے مرے گھر مین اڑی دھوپ — ٹلتا ہی نہین ہجر کا دن کیا ہی کڑی دھوپ

خورشید قیامت ہے مرے گھر مین کڑی دھوپ

اس محو کی دستار مین کچھ بھی نہین سامان — دیکھی انہین پایہ ہون تو رہا جیب نہ داماں
آنسو بھی نہین ضعف سے بہتے ہین تو حیران — کیا لال و لعلی ہین مری زنجیر کی کڑیان

تڑپی ہے غضب وادی وحشت مین کڑی دھوپ

سر پہ مین تھی اس گرمی کی کسی شخص کو امید — حیران ہے احوال سے ہر ایک کی فہمید
سب سوچتے اور غور سے یہ کرتے تھے تمہید — کیا پردہ سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید

خلقت جلی جاتی ہے پڑی آج کڑی دہوپ

نکلی جو مری آہ دہوان ہو کے جگر سے
جون گہر کے کبھی ابر نیو رسے برسے
تو روشنی جاتی رہی ہر ایک کے گہر سے
تاریک ہوا دن مرے رونیکے اثر سے
جسطرح چہپا دیتی ہے ساونکی جہڑی دہوپ

جو چاندنی مین عرق پسینے مین ہو اکثر
اور دوسرے رہتا ہے رقیبو لگا ادہی ڈر
وہ دہوپ مین نکلے کہو کسطرح سے باہر
اب دیکہیے کسطور سے ہو وصل میسر
ڈر ہے لو لگے غیر لب بام اڑی دہوپ

مین شیفتہ بدلی جو ہون شعلہ رخون کا
ہر داغ ہی خورشید قیامت سے زیادا
اور اونکی تصور مین ہون آتش مین سراپا
ہر کا شب تاریک مین داغون سے جو بہایا
اک خلق مرے سامنے کہاتی ہی کہڑی دہوپ

گل کہا گئی تہی جو غم مین ترے غیرت گلشن
دل بہی مرا پرنور تہا غم سی ترے پرفن
سو سو گیا ہے گور مین گلزار مرا تن
ہے تیرے تصور سے مری قبر بہی روشن
ہے مہر جہانتاب مرے ساتہ گہڑی دہوپ

دام مین لاکر جو بٹہاتا ہی وہ اسیر گلگی پہ
یون تو بہیدے لیہو وہ پر توڑتا ہی گلکے پر
آج تک دیکہا نہین جو اڑ گیا ہو کہلکر پر
ظلم سے صیاد نے توڑے تو پر بلبل کے پر
یہ کیا احسان کہ پہینکے جاتی اوپر گلکی پر

سب کو اک سودا ہے اور چہوٹا بڑا بیمار ہے
زہر سے معصوم ہر نادان اور ہشیار ہے
ہر گرفتار اجل دینے کو جان تیار ہے
اژدر کے ڈستی ہے دل عاشق کو وہ ناگنی
گوکہ ظاہر مین نہین اوس شوخ کی کاکل کی پیچ

اس معنبر جال مین پہنسکے ہی جا چرندہ نواز
بلکہ واجب ہے اوسے شکر خدا کے بے نیاز
سو گرفتار مین حاصل ہے دسکو عز و امتیاز
دام گیسو مین اوسے طلبہ کر سب کیا ہی فلکر ناز

نہان منہ سے کس طرح کے ہین ناز سنبل کے پر

رنگ گل کا بھی اوڑا تھا اس سمن کو دیکھ کر … اور لالے کے جگر پر بھی ہزارون داغ تھے
آشیانے سے نکالا اسکو اپنے ہاتھ سے … دور لیجا کر چمن سے باغبان بیرحم نے

نیم بسمل کر کے نوچے ہائے جب بلبل کے پر

سینہ تھا مقدور بلبل کا جو اوس سے دے عوض … پر یہ کہتی تھی کہ اب آئندہ اسکو دو عوض
پھر یہ کہتی تھی نہین ہین چاہتی اس سے غرض … لب پہ اوس بیکس کے تھا یا دن خنجر آ کے غرض

خلد مین غنچونکی کلیان اور برگ گلکے پر *

دیکھ خط صنعت کو تو کو دیا ہی بہیجا شتاب … اوسنے اوسکے توڑ کر بازو کیا ایسا عتاب
کچھ جواب خط کے لینی کی رہی اوسمین نہ تاب … گر کبوتر سے شہیدی مانگی خط کا جواب

لوٹے دکھلاتا ہے وہ اندر ہی سے کر گل کے پر

دیا نہین لا کر وہ زلف رسا دہری گات ہم … مارنے چھپاتی ہے یہ دونون ہاتھ مین پیہات ہم
ہین ترے بتلا کہ کاٹین کسطرح اوقات ہم … وصل کی سو سو کرین تدبیر گو دن رات ہم

پر کہین پاتے نہین ملنے کی تیرے گہات ہم

کچھ ادائی سے ہے اوسکی دل مرا جلکر کباب … ہر گہڑی سیدہی سنا دیتا ہے وہ کر کے عتاب
کچھ بن آتی ہی نہین یہ دوستو ہے یہ عذاب … دے ہے وہ کج خلق بد خوئی سے الٹے ہی جواب

اگر کبھی سیدھی طرح اوس سے کہین کچھ بات ہم

خط نہ پہونچا اوسکو یہ بھی تھا لکھا تقدیر مین … ہے عداوت دوستو تقدیر اور تدبیر مین
آرزو اپنی بہی تھی اس دل دلگیر مین … گر سماتا یہ بیان تحریر اور تقریر مین

اپنی سوز دل سے کچھ کرتے رقم حالات ہم

روز و شب پھرتے ہین غمگین در بدر اور جابجا … کاہش غم سے ہلال آسا مرا تن ہو گیا
ہجر مین اوسکے روز روشن بھی ہے شب دیجور سیا … معشوقونکی ہے جدائی یہ قیامت اس سوا

عافیت سمجھے ہیں زیر آسمان آفات سے ہم

ہیں تصور میں ترے تیر اندازہ و ہمرہی جو گات
غنچۂ دلمیں کھٹک جیسا ہے دن رات

ایک سا غم در سر اشعت سوا اور دس کی سات
تازہ ہو داغ جگر آئے یاد اوسکی یہ بات

سیر گلشن کو چلیں حرمان تا سیاحت سے ہم

رشک لیلیٰ رو شہ کر تیرے چلے جانی سے ہم
ہجر میں واقعہ میں ہم آپ سے دانی سے ہم

تکلف ہی مگر جیتے ہیں غم کھانی سے ہم
پھرتے ہیں آوارہ مجنوں اور دیوانی سے ہم

صاف بیگانہ نہیں ہیں آپ بیگانے سے ہم

کونسا نادان ہی بیمار ہو جو آپ سے
یا بلا ہی ناگہانی مفت اپنے سر پڑے

میری جانب سے کوئی واعظ سے یہ جا کر کہے
اختیار عشق ہی پر ہیں ہے سمجھو وہ لے

کیا کریں مجبور ہیں اس دل کے للچانے سے ہم

ہیں تو در کتا ہوں ہیں تو غم کو چھپائی یہ
پر نہیں آتا قرار و صبر دل کے متصل

کیا کروں ناچار ہوں نہیں میرو تیری تحمل
گر ٹھہر سکتا درون سینہ یہ صبر دل

ناصحا باہر ہوئے تیرے زبانی سے ہم

اسقدر مغرور ہے جو بن کے عالم سے وہ شوخ
ملتفت ہوتا نہیں ہے سارے عالم سے وہ شوخ

کیا کریں تدبیر جو آوے کسی دم سے وہ شوخ
ہم خدا نا کردہ کچھ دلمیں خفا ہمسے وہ شوخ

جان سے عاجز ہیں اپنے اور دل کے گھبرانے سے ہم

اسقدر جور و ستم تو نہ کیجے اے تندخو
جسکے سہنے کی کسی انسان کو طاقت نہو

یاد کر کے تیری اون جور و ستم کو جنگ کو
ہو گئے ہیں مدت سے ہم تیری گلی کی راہ

آج آ نکلے تھے یہاں سن کے بہکانے سے ہم

جبکہ آتا ہوش میں حیرت سے کرتا تھا بیان
ہے کدورت سے لبالب یہ خرابات جہان

دین و دنیا میں سمجھتے اوسکو ہیں پیر مغان
دور مجھ سے حرمان ہیں ہمارے مستیان

چھپے کشش میں جانی کو شرکی جانے سے ہم

یہ ہے مبتلا قتی بظاہر مری درد نہانی سے | کہ لب تک جان آپہنچی ہے زیر ناتوانی سے
ہوا ہوں سخت ہی نادم میں اپنی سخت جانی سے | رہا افسوس میں جیتا جدا ہو کر جوانی سے

غرض اب موت بہتر ہے مری اس زندگانی سے

اب عشق یار میں جو سوکھکر تن ہو گیا تنکا | نزاکت کی تصور سے اور اسکو یہ ملا رتبا
سبک ہوں سب کی نظروں میں الہی دم کہوں گیا | یہ لاغر ہوں فلک پر سے اڑا لاکر ہوا کا جھونکا

ہوئی حاصل مجھے معراج اپنی ناتوانی سے

رکھا شور و فغان سے ہمسایونکو سونے بھی | ہوا الکرم میں ناحق کشتی عمر دم ڈوبنے سے
ملا کیا فائدہ رو رو کے اپنی جان کھونے سی | یہان تو آتش دل اور بھی بھڑکی ہے رونے سی

غلط ہے یہ جو کہتے ہیں بجھے ہے آگ پانی سے

غم فرقت میں یہ حالت ہے جس شخص کی شب بھر | قلق دل میں جگر پر داغ اور آہ و فغان لب پر
زمین پر لوٹتا ہو جب تلک بر میں نہو دلبر | تشفی ہو نہ جب مضطر کی قاصد خط کو بھی پا کر

بھلا کب چین آوے اوسکو پیغام زبانی سے

یہ جوہر اوس میں ذاتی ہے کہ گردن کاٹ سکتا ہو کیا | کہ زخمی جس کی جنبش کا کبھی ہرگز نہیں جیتا
تو اے ہمچشم ہے ایسی جگہ بس جان کا کھٹکا | نگین کی سطور سے نقشہ وہ اوسکی تیغ ابرو کا

کہ آتی ہے صدائے الامان ہر اودانی سے

نہ تنگ آسمان پھرتا ہے منہ کو اپنی پھیلائے | نہیں یہ چھوڑتا ظالم جو اسکے دام میں آئے
کوئی اے غافلان اہل دنیا کو یہ سمجھائے | وہیں فی الفور وہ دریائی غم میں غرق ہو جائے

حباب آسا کوئی پھولے جو دم بھر شادمانی سے

یہ صنعت کیطرف سے آفرین کو کوئی سمجھاتا | سنا اگر قصہ خوان تنہا بھی وسکی پاس میں جاتا
تو وہ عیار ہے اور نکتہ دان ہے اور بڑا دانا | نہ کہہ اوس فتنہ دوران کی آگے دل کا افسانا

وہین سوجا لگیگا وہ آفرین تیری کہانی سے

فقط آنسو ہی نہ اے چشم تو سر بار نکال   جسمین یاقوت ہون وہ موتیون کا ہار نکال
اب تو خدا لاہی نہ سیر امژہ زار نکال   اشک تر ہی نہ دم رخصت دلدار نکال
لخت دل ہی تو کوئی دیدۂ خونبار نکال

جیتے جی اوسنے کیے مجھ پہ تو گو ظلم شدید   لیجیے اوسکا عوض یہ تو ہی عاشق سے بعید
کی وصیت یہ دم نزع بھی کرکے تمہید   ہوگی شرم اوسکو جو یہ پوچھینگے کیسا تھا شہید
ہمنشین نعش مری مت سر بازار نکال

آ بسی مین تو نہین کہتا ہون اپنا جوہر   تو وہ دلکو یہ کرتے ہین مشبک دلبر
مثل جونک کے سینہ کو بھی کر دے نشتر   تیر مژگان نے تو چھانا ہے کلیجا یکسر
تو بھی جوہر کوئی تیغ نگہ یار نکال

کچھ شکایت نہین مجھکو جو نہین تم سے ملتے   نہ کیا اوسکا بھی شکوہ کہ جو غیرون سے ملے
کام عاشق کو ہو دلبر کی رضا جوئی سے   ہوگئی ہے ترے ہر ظلم کی برداشت مجھے
ظلم اب اور نیا دیدۂ خونبار نکال

کیا صنعت نے کہ خط لکھنے مین کچھ کر ایجاد   تجھکو ہر طور کی رنگین عبارت سے ہے یاد
لکھے نرگس کے قلم گل کے ورق پر استاد   دور اوس عارض گلبرگ سے تو ہے آزاد
نامۂ شوق مین طرز خط گلزار نکال

فراغت اونکو وہان ہوگی جنہیں یان تنگدستی ہے   یہان مفلس وہ رہتا ہی جو کرتا حق پرستی ہے
وہان اوسکو سزا ہی یان جو کرتا عیش و مستی ہے   عجب ڈھب کی یہ دنیا بھی خراب آباد بستی ہے
کہ پستی یان بلندی ہے بلندی یان کی پستی ہے

کھلی سنہ وان چلی جاؤ نہین ویرانہ بستی ہے   سواریکی نہین حاجت جو تمکو تنگدستی ہے
اور آخرت مین ہانکو رہ سفر کی خوب سستی ہے   تردد کیون تمہین آسا کنان ملک ہستی ہے

عدم کی راہ سیدھی ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

بغیر از یار کے دنیا میں کیا جینے کی لذت ہے | فراق اسکا میں کیا کہوں جو کچھ دل پر اذیت ہے
کہے دیتا ہوں قاصد یاں ملک تجکو اجازت ہے | وصال اسکا عوض مرنیکی گر ٹھہرے غنیمت ہے

متاع وصل جاناں جان دینے پر بھی سستی ہے

حماقت سے ہی ہم اپنی دانائی پہ مرتے ہیں | کہ یعنی قول پیغمبر سے بھی ہم در گذرتے ہیں
نہیں ہوتا ہے کچھ حاصل مصیبت مفت سہتے ہیں | حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہیں

ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

یہ دنیا مزرعہ آخر ہے اسمیں تو نکوئی کر | جو بوئیگا وہی کاٹیگا ہے یہ قول پیغمبر
کہا صنعت نے سب سے تو تماشا یہ کیسی ہے | سمجھ ہر ایک کو ہشیار ہم آئے ہیں یاں آخر

بچشم غور جب دیکھا تو متوالوں کی بستی ہے

کماں ابرو میں جو ہے سر کش وہ خنجر میں نہیں | چشم فتاں کا جو عالم ہے وہ عبہر میں نہیں
تابِ عارض کی سی ہرگز ماہ انور میں نہیں | اور رنگت سا سعتر یاقوت احمر میں نہیں

نازکی جو لب میں ہے برگ گل تر میں نہیں

بے وصالِ یار تو یہ عمر ہوتی ہے تلف | بنگیا ہے جسم میرا تیر فرقت کا ہدف
التجا میری بھی ہے تم سے یا شاہ نجف | کسطرح میں اوڑ کے جاؤں کوچۂ جاناں کی طرف

طاقت پرواز میرے بال و شہپر میں نہیں

بات سیدھی ہے یہ جو وہ سید ہی ہے بالنفس | وعدۂ فردا ادا جسکا ہو بارہ برس
کیا کریں ناچار ہیں چلتا نہیں اپنا ہے بس | راست قامت تو ہے پر کج ادا ایسا کہیں

راستی کی بات ہرگز اوس ستمگر میں نہیں

تنگ و تاریک ایسا دنیا میں کوئی کوچا نہیں | وان دلِ گم گشتہ کو ہرچند کبھی ڈھونڈھا نہیں
کالا پانی جو گیا وہ تو کبھی چھوٹا نہیں | زلف مشکیں میں پھنسا جو دل تو وہ نکلا نہیں

پیچ و تاب و سمین جو ہی وہ سنبل تر مین نہین

عرض کی یہ حضرت موسیٰ سے پوچھیو اسکا مزاج　　زندہ کر دیتے کا حضرت آپکے سر پر ہی تاج
کچھ جلا نیکا ہمارے یاد ہے تمکو علاج　　کشتگان تیر مژگان تری یہ کہتی ہین آج

نوک مژگان مین ہے یہ تیزی کہ نشتر مین نہین

بندہ پرور جسکو تم دیکھو چشم سحر باز　　تو وہ ہو بدمست اور ہشیار اور بی امتیاز
یہ خوشامد سے نہین کہتا ہو نہین بندہ نواز　　چشم میگون مین نشہ ہے جو تری اے مست ناز

ہے اگر پوچھو تو صہبائے احمر مین نہین

بولے صنعت آفرین تمنے لکھی اچھی غزل　　آپ کے دیوان مین دیکھی ہے کم ایسی غزل
ہے کہا تمنے نہین کچھ بے سبب جیسی غزل　　وصف دندان سے ہوئی جو آبدار اپنی غزل

اسطرح کی آب صوفی سالک گوہر مین نہین

قتل کا خوبونکو سکھلاتا ہے جوہر آئینہ　　دیکھتے ہین وقت آرایش کے دلبر آئینہ
کوئی اسصورت نہین ہے دیکھتا پر آئینہ　　جیسکے کی کیا سیر کل اوسنے جو بلکیا آئینہ

دیکھتا تھا عالم اسنے ورد مسی پان کا

دیکھتے ہی عکس اپنا ہو گیا وہ بیقرار　　کوئی ایسی شکل دیکھی تھی نہ اوسنے نہار
حوصلہ یہ تھا اوسیکا جو لگائی اتنی بار　　یعنی پہلے دیکھ کر سو ہو کے پہر لے اختیار

آپ بوسہ لے لیا اپنی لب دندان کا

دیکھا ہے صاحب توقیر کو پلٹے کہاتے　　اونکی سب منصب و جاگیر کو پلٹے کہاتے
ہے نہ پیشانی کی تحریر کو پلٹے کہاتے　　نہ ہنسو دیکھکے تدبیر کو پلٹے کہاتے

دیر لگتی نہین تقدیر کو پلٹے کہاتے

اسنے ہر ایک کمینے کو بڑہایا دو تا　　ادنا اعلیٰ ہوئے ادنیٰ ہو گئے اعلیٰ ادنا
کچھ بھی سب دیکھو ہین اسکو ہوا لیکن اصلا　　بخت برگشتہ عاشق نہ کبھی پلٹا

عمر گذری فلک پیر کو سے ملتے کھاتے

ایک تو آگئے ہی اوس لعف کا سودا تھا مجھے ۔ اور بیمار پریشان سا بھی تھا اوس سے
دوسرے دلکی بگڑنے کا بیان کیا کیجے ۔ ساتھ سنا لوٹ گیا دیکھئے سینہ پہ مرے

یاد سے زلف گرہ گیر کو سے ملتے کھاتے

یا تو وہ لطف و عنایات و کرم ہم پر تھے ۔ یعنی اکدم کی جدائی نہ تھی منظور اوسے
یا مری شکل سے بیزار وہ بیوجہ ہوگئے ۔ یون نظر یار کی بدلی کہ نہ دیکھا ہمنے

اسطرح برق کی شمشیر کو سے ملتے کھاتے

اسلئے دل یہ ہوا اوسکی نگہ کا گھایل ۔ یعنی اوس شوخ کی فتراک کی ہووے قایل
وہ تو ہرگز نہوا تمسی میں اب ہوں سایل ۔ دل بیتاب نہ دیکھا تو و دیکھو بسمل

ہے غضب کسی تحجیر کو سے ملتے کھاتے

اعتبار اوسکی ہونین قول کا کیجے زنہار ۔ لاکہہ اقرار ہین پہر سامنے اوسکے انکار
کیا صنعت نے یہ خندہ ہین مکر اظہار ۔ اے ظفر اوس سے نہ کر بات کہ دیکھا بار

اوس بھی عیار کی تقریر کو سے ملتے کھاتے

تمہارے جانے سے کیا آنکھ پہر نہ آویگی ۔ شب فراق مین مجکو سحر نہ آویگی
یہ عرض آپکی خاطر مین پر نہ آویگی ۔ تمہاری آنیکی جب تک خبر نہ آویگی

ہماری زیست بھی ہمکو نظر نہ آویگی

اوٹھائی رنج اور اندوہ گذرے اوسکو برس ۔ اور اوسکو کرتا تھا مطعون ہر کس و ناکس
زلیخا باولی کہتی تھی یہ ہر ایک نفس ۔ کسیکی چاہ نے ایسا کیا ہے تنگ کہ بس

طبیعت اب کہین بار دگر نہ آویگی

تری جدائی مین ہے عرض اے مسیح زمان ۔ بجز ترے کرے کون اس مریض کا درمان
تو آشنائی سے کر جیوت ہمکو اے جان ۔ سکے ہے مجھسے یہ طولانی شب ہجران

کہ جی سے جاؤگے تم پر سحر نہ آویگی

پڑا تھا بھی خط مرا یا اوسنے کر دیے پرزے
اب ایسی باتوں کو سنتا نہیں ہے کچھ جھگڑا
جواب خط بھی یہ پایا کہ اوسنے لکھو کہ بھیجے
کہا اوسکے آئیگی جلدی خبر سنا دی مجھے

تسلی خط سے تو اے نامہ بر نہ آویگی

ہے دل کو بستگی غنچہ کی طرح شام و پگاہ
کچھ اسکی کیجیے تدبیر دوستو واللہ
قلق ہے جان پہ پژمردہ ہوں بحال تباہ
شگفتہ ہونگے ہم مثل گل کی جب تک آہ

نسیم کوچۂ جانان ادہر نہ آویگی

ہماری ہو جو ای ابر تو نہ برسے کہیں
کہ لعل تیرے برسنے میں تو برستے نہیں
وگرنہ ہم سمجھ لے ابر دکھ دینگے وہیں
جو آئے رونے پہ یہ چشم خون فشان تو کہیں

جو تیری لطف تری اے چشم تر نہ آویگی
لز ابر

نہ تو نہ سنتا یا تھا اوسکو کچھ صنعت
تو کرکے منت و زاری اوٹھانا اب ذلت
کہہ تیری یار کو کچھ نام بھی اثر سے نفرت
ہزار درد دل اوس سے کہو گا تو جرات

ولیکن اوسکی کبھی چشم پھر نہ آویگی

ہمنشین یہ تو شبہ ہی تری عنایت ہوگی
فکر کچھ اسکی تو کر ورنہ پھر آفت ہوگی
اور سکے ہنسنے سے مری زیست کی صورت ہوگی
کل وہ گھر جائیگا تو سخت قیامت ہوگی

جان غمخوار مری تن سے ہم رخصت ہوگی

مجھکو اول ہی سے صحبت ہی معشوقوں کی
ہمنشین اس سے جواب ہوگی جدائی مری
نہ کیا اونھیں سے آزردہ کسی نے بھی کبھی
صورت اک اک کی جب یاد مجھے آویگی

آہ اور نالہ سے کیونکر مجھے فرصت ہوگی

صبح گردش میں اسی کے گا و لالا کی شکل
ہوگا بیتاب یہ جیون آگ پہ سیماب کی شکل
خوابھی میں بھی نہ یہ دیکھے گا کبھی خواب کی شکل
بستر میں تڑپے گا پڑا ماہی بے آب کی شکل

حق تو یہ ہے کہ عجب دلکی حقیقت ہوگی

روشنی ہوتی ہی خورشید سی مہ مین پیدا — ہو مقابل جو نہ اوسکی تو نہ پاے وہ ضیا
بس اسی شکل سے احوال ہے یارو میرا — جبکہ وہ نور نظر آنکھ سی اوجہل ہوگا
پہر مری چشم مین کیا خاک بصارت ہوگی

اب تو وہ شوخ ہے مشکل سی ملتا مجھکو — پر جدائی کے تصور سے ہے گہبرا مجھکو
اسکی تدبیر تو ہمدم کوئی بتلا مجھکو — یاد آئیگا وہ جب چاند سا مکہڑا مجھکو
کیا کہوں پہر تو عجب کچہ مری صورت ہوگی

آج کی رات رہی کاش وہ مہ میرے گہر — مرغ کو ذبح کرون اور نہ بجنے دون گجر
یا الٰہی رہے خورشید زمین کے اندر — کہتے ہین عزم سفر یار کا ہے وقت سحر
مجکو فردا نظر آتا ہے قیامت ہوگی

دلربائی کی تو وہ فن مین ہے گویا اوستاد — یعنی ہر موقع پہ ہر بات سی وہ کرتا ہے شاد
ہوں جدا ایسی سے پہر کیون نکرون مین فریاد — بستر عیش پہ مل بیٹہنا جب آئیگا یاد
پہر تو ملنے کی ذرا مجہہ مین نہ طاقت ہوگی

صنعت ایسا جو ملے یار پریزاد سے — یعنی ہر بات مین کرتا ہی رہے شاد اوسے
ساتہہ دشنام کی بوسہ بہی ہو امداد اوسے — روز و شب کی یہ نشست آئیگی جب یاد اوسے
پہر تو اوٹہنے کی بہی جرأت نہ ہوگی

نہ اچھی شکل ہی اور نہ ہی بلکہ توقیر مجنونکی — کہ ہوتی جس سے لیلیٰ ایسی دامنگیر مجنونکی
مگر ہان عاشقون مین ہی بڑی تقدیر مجنونکی — محبت اب تلک کہتی ہے یہ تاثیر مجنونکی
کہ بے لیلیٰ نہین کہینچی کبہی تصویر مجنونکی

تمام عاشق جفا و جور معشوقونکی سہتے ہین — جگر سے آہ اور آنکہوں سے آنسو انکی بہتے ہین
تو پر سو مین کہین اک رات اونکی پاس رہتے ہین — یہ مرکر بہی نہین چہٹتے تعشق اسکو کہتے ہین

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

بظاہر دیکھیے فرہاد کی بھی سخت محنت کی — کہ کھودی نہر بھی اور جان شیریں اپنی کھو دی
ہر اک سے پر بھی نہیں تصویر انکی ایکجا دیکھی — خدا جانے یہ کیا اسرار تھا اور کیا وہ حالت تھی

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

دمن کے واسطے نل نے بہت سی خاک چھانی ہے — دمن نے بھی جو کچھ نل کی الفت کی جانفشانی ہے
سو دونوں کی کتابوں میں انکی ساری کہانی ہے — نہیں ہے یہ محبت تو مگر راز نہانی ہے

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

اگر کھینچے اکیلی ہیر رانجھے کو کھینچتا ہے — و لے تصویر دونوں کی اکیلی کس نے دیکھی ہے
مجھے حیرت تو ہے پر عقل میں یہ بات آئی ہے — مصور نے زلیخا کی قسم ایسی کہانی ہے

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی نہیں تصویر مجنوں کی

تعشق سسی اور پنوں کا بھی مشہور ہے گویا — مری وہ اونسیہ وہ اوسپر یا یہ پھنسا ہوگا
مگر دونوں کا ایک جا پر نہیں دیکھا کہیں خاکا — مری بھی عقل حیران ہے جگہ ہے یہ عجب نقشا

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

ہزاروں اور بھی عشاق ایسے ہیں یہ نعمت — کہ جنکو جانکا دینا تھا راہ عشق میں فرصت
کسیکی مثل مجنوں کے ہوئی ہے عشق میں شہرت — اثر یہ پاکبازی کا تھا یا اللہ کی قدرت

کہ بے لیلی نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی

آپ پر یہ تو نہیں کھینچی ہے دلبر کرتی — کامرانی کی نثار کرنا ہے زر کرتی
یہ تو زنہار نہیں ٹھہرتی دم بھر کرتی — ہے جو یکتا زری کی مہر وہ یہ شکم پر کرتی

کب اور تنہا دیگی یہ زنجیر کا لنگر کرلی

آگ پانی میں ہے ضد بلکہ بہم نفرت ہے — ہاں مگر اربع عناصر کی یہ کچھ صورت ہے
کیا بیان کیجیے اللہ کی یہ قدرت ہے — ثابت ہے جنبش خورشید مجھے حیرت ہے

اسپہ اب ٹھہری ہی شبنم کی یہ کیونکر کرتی

ایکمدت ہمین گذری کہ ہم استنا کین تہی
سو وہ امید بر آئی مدد طالع سے
اونچی ہو جاوےسی کرتی کی شکم کو اوسکے
دیکھ بیتابی سے ہم پیٹ پکڑ بیٹھ گئے

ساتھ انگڑائی کے جب وہ تہہ گئی اوپر کرتی

ہی صفائی کا یہ عالم شکم اور سینے سے
کہ جسے دیکھنے سے پاؤں نظر کا پھسلے
یہی اندیشہ رہا کرتا ہی دلمین اوسکے
ناف کی چاہ مین تا جا نپڑے لا اگرے

اسلئے پہنے ہے جالی کی وہ اکثر کرتی

کسطرح عقل مری چرخ نہووے یارو
رات دن چرخ جو گردش مین ہی رکہتا مجکو
دنکو تارے نظر آوین نہ بھلا سوچو تو
چون کتان چاک گریبان مرا کسطرح ہو

چاند تارے کی جو پہنے وہ سمن بر کرتی

اشک تو ہجر مین جاری رہی عنابی سے
مردم چشم بھی بیکل ہوے بد خوابی سے
ہے تعشق جو اسی اک بت ہرجائی سے
مرغ دل دام مین تڑپا کیا بیتابی سے

دھیان مین اوسکی رہی جالیکی شب بھر کرتی

دل و جان صبر و خرد جسپہ کئے تو نے نثار
ملتفت تیری طرف کو نہوا وہ زنہار
صنعت دست دکھا اوسکو تو اے یار اکبار
شاید اس دام مین آجاوے ترے وہ انوار

لیجیو اوس پاس تو جالی کی بنا کر کرتی

شربت وصل ہی گو اسکی دوا ہوتی ہے
مرض عشق سے پر کسکو شفا ہوتی ہے
جان اس خوف سے اب تن سے جدا ہوتی ہے
دیکھ حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے

روح تمام شب فرقت سے ہوا ہوتی ہے

ایک تو زلف کی سودے ہی سے جینا تہا وبال
یاس و امید کا ہے در پئے دلکو جنجال
مخمسہ مین ہوں گرفتار عجب مین فی الحال
قطع امید نہوتی ہے نہوتا ہے وصال

اجل آتی ہے نہ مجکو شفا ہوتی ہے

یہی ہے جو کہ مقسوم اوسے کیا کیجیے
یعنی ہر بات مین کچھ ساتھ مری ضد ہی اوسے
لطف اور شفقت و اخلاق تو ہی ساک گئے
مین جو روتا ہون تو کہتی ہین یہ مجھ سے ہنسی کی

جو کرے عشق سو اوسکی یہ سزا ہوتی ہے

جوبن اوس یار کا گدرایا ہوا ایسا ہے
ہاتھ ہر ایک لگا دیکھ جسے ملتا ہے
کھلی پڑتی ہے بھی تنگ بدن اوسکا ہے
رنگ اوس شوخ کا شوخی سے جو اڑ جاتا ہے

پاؤن جہانک پہ ہر کہتا ہے خفا ہوتی ہے

کہا صنعت نے کہ مالوم ہے کہتا اب بھی
بار ہا آپکی خدمت مین ہی کی عرض یہی
اعتبار انکو نہین قول کا زنہار کبھی
برق پچھتاؤ گے بات تو نہ بگاڑو اونکی

ہم سکے دیتے ہین باز آؤ دغا ہوتی ہے

ٹھہرنے دی لنگر گران تقدیر کا باندہی
شکستہ کہینچی کو کشتی گر نہ پانی جابجا باندھے
تلاطم ہو تو اوسکے رد پر دست دعا باندہی
مہر دم بادبان کشتی پہ اپنی ناخدا باندھے

خدا کے کارخانے مین نہ یہ اپنی ہوا باندہی

نہین اعجاز یہ کچھ حضرت عیسی کی ذاتی ہے
صدائے قم باذن اللہ مردونکو جلاتی ہے
یہان ہر دم صدائے قم باذنی اسیر آتی ہے
لب جان بخش کر آسکے بھلا کب پیش جاتی ہے

مناسب ہی دم عیسی کہان اپنی ہوا باندہا

حباب اوسکا سنین دریا مین عیش کی کھلتا
اسی صورت نہین معلوم ہوتا ہو تیکا آنا
تو ہر دم یاد اوسکی بھولنا ہرگز نہین اچھا
نہین وقت معین کوئی موجود دنیا سے جانیکا

یہان رخت سفر لازم ہی ہر شاہ و گدا باندہی

دوا سو دل کی کرکرکے مری انیلکر ہو درستے
پریشانی اوٹھانا ہی سبب سی ہمدہ ہوتا ہے
یہ کہدو اوس سی ہوتی ہے مفید ہر مرض
مین عاشق زلف کا ہون گر مجھے تعویذ

تو لازم ہے رسن میں زلف کی میرا گلا باندھے

مری آنکھوں سی جو بہتی ہے وہ ہے کوئی دریا
یہ طغیانی سے جاری ہے ہمارے چشم کا چشمہ
سمندر توڑ جھکا او طوفان اوسکا ہے بالا
اگر سدِ سکندر ہے تو توڑے جب بند اوسکا

کوئی دریائے چشم تر کا پل باندھے تو کیا باندھے

زبس ہوں صید لاغر قتل کرنے میں اوسکی ہے یارو
سو منظور اوسکی یہ تدبیر کی ہے اوسکو تم سن لو
یہی ہے خوف وہ مجھکو کریگا قتل کا پہلو
میں خواہاں خنجر قاتل ہوں جو بعد میرا ہو

بجائے حرز بازو پر مرے آہن رُبا باندھے

سوادِ ہند میں ظلم کی اوسکے یہ ہے شہرت
پہنسا ہے دل مرا ایسی جگہہ کیا کیجے صنعت
کہ جلادِ فلک کو بھی ہے جس سے ہر گھڑی دہشت
میں عاشق اوسکا ہوں جو شوخ ہے خشم اسپائی و وحشت

رسن گردن میں آہوئے ختن کی بخطا باندھے

مطلع
کوئی دیکھا ہے منہ کا تو نہیں اس تجمل کا
دوات کم شگفتہ غنچہ ہے اور سوت سنبل کا
کہ ہو آب زنگین اسقدر جسکے توغل کا
قلم ہے شاخ گل اور جائے کاغذ ہے ورق گل کا

خطِ گلزار میں لکھتا ہوں قصہ عشق بلبل کا

مطلع
خدا کے گھر کا ہے ابدال وہ خاص خانہ زاد
سو کون شیر خدا جبریل کا اوستاد
نبی کا قوت بازو برادر و داماد
صفت ہے اوسکی تو لکھوں یہ سب سے ہے زیاد

کسیکہ مولد او خانہ خدا ست علی است
پس اہلبیت خدا و ہم اہلبیت نبی است

خواب میں بھی وہ آتا کبھی دلدار نہیں
کاش مرجاؤں یہ جینا مجھے درکار نہیں
اور دربار میں اب اوسکے مجھے بار نہیں
قطع امید ہوئی وصل کے آثار نہیں

ہاں وہ فرمائیں کہیں آئیں تو سو بار نہیں

ہوئی اس ہیر کی ترکیب اگر خاطر خواہ
تو زمانے میں ہوتی کوئی شے اسکی پناہ

اسقدر بے سروسامانی پہ سبحان اللہ — چرخ کے سات تو ہی توڑ گیا ناوک آہ

سر نہیں پر نہیں پیکان نہیں سوفار نہیں

تھا مزاج اپنا بہی وصل آئینہ رو کی صورت — دم مین ہوتا تہا مکدر مین یہی تھی عادت
یا وہ ہی ہین ہوا ابلیس دیدہ ودلکی دولت — صاف آداب محبت نے اڑا دی غیرت

یار بیزار ہی مین یار سے بیزار نہین

مجکو بہی بیچایا دربار پہ غمخوارون نے — اور سفارش کی بہی ٹھہرائی مری یارون نے
کما دہکا کے یہ دربان نے اور عیارون نے — کیون لگائی ہے یہان بھیڑ خریدارون نے

گرچہ بازار ہے یہ مصر کا بازار نہین

منفعل ہو تلمون کہ نہین ہوتا اپنی خطا — دور ہی پاس ادب سے جو کرون اسکا گلا
اپنے نزدیک تو صنعت ہے خموشی اولا — یار کہتے ہین کہ کم بخت خطا تو بتلا

کیون رسا محفل جانان مین تجہے بار نہین

یہ کشتی سے طوفان نے جوش مارا — علی جسکی پناہ اور نہ پایا کنارا
کیا ہجر نے حال ابتر ہمارا — رساند خبر کیست آن آشنا را

کہ طوفان گریہ کند غرق مارا

کہین بہی سنا ہے بہم کفر اور دین — کہین ضد کی چیزین ہین یہ باہم نہ کیین
مگر یہ کرامت ہے اسے ماہ تمکین — پیشش تو شرمندہ فرہاد و شیرین

لب نوشکر جا دلت سنگ خارا

تھا جیسے تہا آب طوفان کا بیم — یہ طغیانی تہے ہو سے ہوئی تہی بہت کم
دکہاتے ہین وہ سیر اب آپ کو ہم — روا نشد ہجر تو چشمہ ز چشم

بیا در یاین طرفہ تر ماجرا را

قیامت کرے ہے وہ شوخ مسیحا — جو ٹہوکر سے مردو نکو زندہ ہی کرتا

کہان کی قیامت دم صور کسکا | بہر رنگ خود سیکند حشر برپا

محبت کردید نام رنگ حنارا

کرے ہے کوئی اسلیئے مے پرستی | کہ نشہ مین اوسکے کرین عیش و مستی

مجھے تو یہی ہے بڑا لطف ہستی | زعشاق دنیا برم ہیشہ سستی

خدارا بیاور برم اے خود آرا

مجھے سُننکے اسبات کو ہے بڑا غم | کہ نسبت سے ہے ماہ کی مجھپہ برہم

سو دل مین ہے جاکر کہون اوس سے ہمدم | چہ تاب ار برا ماہ پارہ بگویم

چہ نسبت بتو ماہ بد ست و پارا

نہین سوجھتا اب ہمین اسکا چارہ | کہان جائین اوس سے کرکے کنارہ

نہین دیکھی ہین اوسکی صنعت گذارا | بہ نیم نگہ ساخت دل را دو پارہ

عجب صنعتی کرد یور لصارا

ہیزہ یہ زیست اپنی تیری یار ایسی کٹی | ہر گھڑی ہر پل ہمین تجھ اشکبار ایسی کٹی

یون تو اپنی عمر ساری بیقرار ایسی کٹی | کل شب فرقت ہماری کیا ہی خوار ایسی کٹی

کچھ کٹی زار ایسی کچھ اختر شمار ایسی کٹی

دل دیا جسدن سے تمنے مجکو او غفلت شعار | یا ترا رہتا ہے اکثر یا اجل کا انتظار

ہوکر اب ناچار کہتا ہون بحال اضطرار | کچھ وصال اور وصل مین اپنا نہین ہے اختیار

زندگی اپنی بہت بے اختیار ایسی کٹی

یاد ہے یان جاگئی سو نہین تیری ستمگر | تو بدے اعتبار سے یاد اور فراموش اب اودھر

اور کبھی ہمکو نہین تم یاد کرتے بھول کر | آپ نے ہمکو کیا دل سے فراموش اسقدر

اور ہمین ہر پل تمہاری یادگار ایسی کٹی

زلف کی سودے مین اپنی زندگی بھی ہے بال | ہر شب تاریک مین رہتا ہے مجکو خیال

یا تو اوسکا وصل ہو اب یا مرا ہو وے وصال
کچھ نہ پوچھو دوستو فرقت کی بیمارونکا حال
دن کٹا نالے سے اور شب بیقراری سے کٹی

سو طرح کی رنگتیں بدلا کیے لیل و نہار
آرزو اپنی بر آئی پر نہ اوس سے زینہار
جب سے اوسکی چشم کا بیمار ہوں میں اشکبار
ایکدن نکلی نہ جی سے وا ہی حسرت شکل یار
مثل نرگس عمر اپنی انتظاری سے کٹی

شامت اعمال ہے یہ کیجئے کسکا گلا
ہوگیا محکوم جو میں نفس و شیطان کا
کیا کہوں ایسا ہی تھا انکا دھیان دل پر چھا گیا
مر گئے لیکن نہ کی افسوس کچھ یاد خدا
عمر کٹنے کو کٹی پر شرمساری سے کٹی

آہ صنعت رندی مستی تری تا ہے کیے
دن بسر کرتا ہے اپنا تو بجا کر چنگ و نے
راتکو بد مست رہتا ہے پڑا تو پی کے مے
حیف ہے صد حیف ہے افسوس صد افسوس ہے
زندگی طالب تری بد اختیاری سے کٹی

مبادا اس سے ہو صدمہ کسی سرو چراغان کو
دیا آسیب ہو شاید کسی سیب زنخدان کو
تو اب ناچار ہو کر جسم سے اپنے بیابان کو
جلایا آپ ہمنے ضبط کر کر آہ سوزان کو
جگر کو جسم کو پہلو کو دلکو سینہ کو جان کو

مکان ہے جسم میں مہمان کی لائق تو فقط اک دل
سو وہ بھی تنگی جا سے نہیں رہنے کی کچھ قابل
مجھے کو کثرت مہمان سے ہو تکلیف بھی حاصل
جگہ کیونکر نہ دوں دلمیں تری یا تو بھی ہے قاتل
کمان ابرو کو تیر پلکو بانک کو خنجر کو پیکان کو

تعشق میں یہی یار و حواس خمسہ اپنے ہیں
جدا ہوتے نہیں اکدم کہ ہم ممنون انکے ہیں
رفیق و غمگسار اپنے نہیں ہیں آجکل سے ہیں
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں
الم کو یاس کو حسرت کو تنہائی کو حرمان کو

اگر ہو حضرت یار ہی سے ہمسری کوئی
وہ جیتا ہے اوسیکو دیکھکر جسپر مرے کوئی

بغیر از یار کے تو موت بھی کہ دن بھی ہے کوئی — منھ جب تو ہی او ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی

ہوا کو ابر کو دریا کو بھی کوہسار و بستان کو

کہا صنعت نے فرقہ دیو کا ناری مقرر ہے — فریق حور و غلمان نور سے مخلوق یکسر ہے
یہ خاکی ہے وہ لفظ خلافت سے مشتہر ہے — بنایا اسی ظرف انسان ہی کو خالق نے بہتر ہے

ملک کو دیو کو جن کو پریکو حور و غلمانکو

عزت اغیار کو حاصل کبھی ایسی تو نہ تھی — اور صحبت بھی یہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی
خوے بد بھی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی — بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ایک دم پھر بھی تجھے چین نہیں ہے زنہار — مرغ بسمل کیطرح تڑپے ہے کیون لیل و نہار
فکر میں اوسکی کرون جیسی تو کچھ کر اظہار — لیگیا چھین کے اب کون ترا صبر و قرار

بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

روشنی مہ میں ہو خورشید سے جیسے پیدا — یون ہیں معشوقونکو عشاق بھی دیر میں چمکا
پر یہ حیرت ہے نہیں تو نے یہ اب تک سمجھا — عکس رخسار نے کسکے ہے تجھے چمکایا

تاب تجھ میں مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

مثل نرگس مجھے حیرت ہے یہی اے گلرو — نہ تو کچھ میں ہی بیا ہون نہ بیا ہے کچھ تو
بیمار کی نظرون سے اب دیکھا جو تو نے مجکو — تیری آنکھون نے خدا جانے کیا کیا جادو

کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

زلزلہ کیون ہے زمین پر یہ ہیں حیرت میں ہون — کوئی اب عاشق بیتاب ہوا ہے مدفون
بیقرار ایسے تڑپتا ہے کوئی یا محزون — یا مرگو بان کوئی زندا نہیں بنا ہے مجنون

آئی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

چشم امید بھلا اوس سے مجھے تھی کسدن — کل نہ تھی جبکو شب روز مری ایذا بن

حال پر ترس مرے کہا ہو نہ تہا یہ ممکن ۔۔۔ چشم قاتل مری دشمن ہے ہمیشہ لیکن

جیسی اب ہوگئی قاتل کبھی ایسی تو نہ تہی

دل گیا پہلو سے اور جان پر آئی تکلیف ۔۔۔ کیا یہ عاشق کے لئے حق نے بنائی تکلیف
بارہا عشق مین دل کہو کے ہے پائی تکلیف ۔۔۔ ایکی جو راہ محبت مین اوٹہائی تکلیف

سخت ہوتی ہمین منزل کبہی ایسی تو نہ تہی

یا تو اغیار کی اغوا سے ہوا ہے بیدل ۔۔۔ یا وہ خود آپ ہی دل سے کسی پر مائل
کچہ یہ عقدہ نہین کہلتا ہے نہایت مشکل ۔۔۔ نگہ یار کو اب کیون ہے تغافل اے دل

وہ مرے حال سے غافل کبہی ایسی تو نہ تہی

روٹہنا ہر گہڑی ہر بات پہ کرنا تکرار ۔۔۔ خالی علت سے نہین ہین تو نمانون نہار
ہے بیانون شاید ترا صنعت سے پیار ۔۔۔ اے سبب کیا جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار

خو تری جور شمائل کبہی ایسی تو نہ تہی

جب تنگ ہوا وعدۂ دیدار سے اونکے ۔۔۔ تب مینے کہا محرم اسرار سے اونکے
کچہ فرق بہی ہے وعدہ مین انکار سے اونکے ۔۔۔ حاصل ہوا کچہ کبہی اقرار سے اونکے

محروم رہے آج بہی دیدار سے اونکے

ہر چند کہ رکہتے ہین یہ ذرات تک و دو ۔۔۔ اور روشنی بہی رکہتے ہین دونون وہ اگر سو
لیکن نہین ممکن کہ ہون تشبیہ مین یکجو ۔۔۔ اور ترے ہوئے ہین چرخ پہ خورشید و مہ نو

اعجاز رخ و ابرو خمدار سے اونکے

کیونکر نہ بہلا کہوا نہین ہند کے ساحر ۔۔۔ انکو دل و دین دیکو ہم ہوگئے حاضر
کیا کہیئے کہ ہے سحر کی تاثیر یہ ظاہر ۔۔۔ کافر ہے کیا عشق بتان نے ہمین آخر

تار رگ جان گہٹ گیا زنار سے اونکے

صد چاک دل اور درد کیا کرتا ہے شانا ۔۔۔ اور حال پریشان لہو آنکہون سے بہانا

خنجر چھانہ بدوستی سے کے وزراء نے سجانا
ہر رات تیرا ہے مجھے کالے کو کھلانا

کیا عشق ہوا طرۂ طرار سے اپنے

ہرچند یہ کہنے کو بڑی بات بنائی
پر جھوٹ نہیں خلق یہ روشن ہے بیائی
کمتر وہ سہا سے بھی تو دیتا ہے دکھائی
خورشید قیامت نے کہاں تاب یہ پائی

ہم چشمی کرے روزن دیوار سے اونکے

ہے سینۂ عشاق تو معشوق کا تودا
اور تیر مژہ کا وہ ہدف روز ہے ہوتا
یہ حسن کے نیرنگ کا دیکھا ہے تماشا
ہے سرخی پان کا لب معشوق میں ہوگا

ٹپکے ہے یہ خون تیر کے سوفار سے اونکے

فرصت تو اوڑا دی ہے تھی دل انکی سے بالکل گل
اور ہو لیکر بھی بیٹھنے میں تھا ہی تامل
رونیکی جگہ ہے یہ کرے کیونکہ تحمل
گل کھائی تھی بلبل نے جو چھوٹا وطن گل

بوئی ستم آئی ہے چلی ہار سے اونکے

صنعت جو ہو غم بیش اوسی کیجیے گوارا
کچھ بن نہیں آتا ہے ضعیفی کا تو چارا
تنہا فقط ایسا ہی نہیں حال تمہارا
کرتی ہیں اب انسان ہی سلیمان سے کنارا

یا فخر تھا پریونکو کبھی پیار سے اونکے

دشمن تھی بہت چرخ ستمگار سے اونکے
تھی یاس جنہیں خواہش دیدار سے اونکے
حاصل وہ ہوا طالع بیدار سے اونکے
کیا ہاتھ لگا مصر کے بازار سے اونکے

پوچھو کوئی یوسف کو خریدار سے اونکے

تنور اب چشم اور گریہ کیا طوفان بن میرا
کہ جسمیں ہو گیا ہے غرق گردن تک بدن میرا
نہ آیا کام ہرگز تیرنے کا کوئی فن میرا
نمایاں آتش میں ہے نیلوفر آسا دہن میرا

ہوا گھر کی دولت علی یا من وطن میرا

دفعۃً زور وحشت ہو گیا ہے سم گل میں
سراسر آ گیا ہے فرق بھی صبر و تحمل میں

جرا ملتا ہے شاید اوسکو میرے شور و غل میں — کیا ہے اسقدر پابند جو زنجیر کاکل میں
خوش آتا اوس پریکو ہی مگر دیوانہ پن میرا

بہلا سرو چراغان کو میں کب خاطر میں لاتا ہون — کہلے گل جسم پر میرے پر طاؤس سے افزون
بچا ہے آپکو گر مالک دوزخ سے نسبت دون — فراق آتش مہر رخ جانان سے جلتا ہون
بنا خورشید محشر سے ہر اک داغ کہن میرا

نہ خوف محتسب ہے اور نہ کچھ ملّون سے ڈرتا ہون — طریق عشق میں شیخ و برہمن جب گذرتا ہون
طواف کعبہ و بتخانہ میں یکسان ہی کرتا ہون — جہا تک جسقدر معشوق ہین ہر سب پہ مرتا ہون
گروہ عاشقان میں کچہ علیحدہ ہے چلن میرا

پہرا ہون دو ڈہتا میں تو میان وادی ہامون — نہیں رہتا بدن پر تار کپڑے کسطرح پہنون
ہوا ہے خوف ناصح کا تو اب جارا ہے مجنون — بدن پر عالم دیوانگی میں خاک ملتا ہون
ہوا وحشت کی بخشش سے ہی خاکی پیرہن میرا

یہ صنعت نے کہا غمخوار مجکو جانئی حافظ — نہیں کچہ جہوٹ اسمین راست اسکو مان لے حافظ
نہیں کچہ چاہتا تو گو نسی پایا کہے اس سے حافظ — شب و روز اس تمنا میں ہے سعی نظم ای حافظ
کہ بعد از مرگ دنیا میں ہی قائم ہے سخن میرا

مشفقے آنکو کہ آرد آن ستم ایجاد را — یا بہ پیش او برد ہمرہ من ناشاد را
مرغ دانا را خموشی در قفس ہم لازم است — این ہمی باید کہ آزردہ کند صیاد را
ہیچ میدانی چو باید بار بر سرو چمن — زانکہ سر ہم بار باشد مردم آزاد را
بشنود بر باد در فرقت ہوا خواہ شما — ای صبا از من بگو آن خانہ آباد را
یارب اندر دام آن صیاد گر افتادہ ام — ہر کہ آموزد جفا با طرز تو جلاد را
پیش بیگانہ وشی گویم چسان احوال خود — ہر کہ آن انصاف دشمن نشنود فریاد را
جان شیرین داد صنعت تن بخسرو در گذاشت — بر سر خسرو نزد تیشہ چہ شد فرہاد را

مهر تو گر روز و شب هر چند گردد آفتاب
نیست ممکن مهرویا بی وصل گردد آفتاب

نیست او را چشم و بینی نی دهن نی دست و پا
پس چگونه ای پری مثل تو باشد آفتاب

چونکه بردارد نقاب از روی خود محبوب من
بی تکلف کمتر از ذره نماید آفتاب

زین سبب شکل پیاله مهر پیدا شد مدام
تا که او در ساغر خورشید نوشد آفتاب

مهر او گردند و می جویند بهرام و زحل
مشتری و ماه و زهره هم عطارد آفتاب

رو برویش تاب او هرگز نمی گیرد قرار
روز و شب از صولت او می گریزد آفتاب

گفت صنعت در شب وصلش بقول شاعری
یا الهی تا قیامت بر نیاید آفتاب

آن ملیح تند خو بر گریه ام خندیده رفت
بر جراحت های من مشک و نمک پاشیده رفت

همنشین از من چه میپرسی که جای مرگمان است
او بپیش من مزاج غیر را پرسیده رفت

گر نه دزد دلم از مهلوم آن دلربا
پس چرا ای همنشین از من نگه دزدیده رفت

از دو بالم کی رهد صیاد من ای عصفیر
در قفس انداخته بال و پرم ببریده رفت

شور فریاد و فغان هر چند بنمودم ولی
آن بت مغرور هرگز عرض من نشنیده رفت

گفتم از سودای زلفت صد پریشانی مراست
سوی من نگرید و از غصه بخود پیچیده رفت

صنعت و فرهاد و مجنون پیش از تو مشهور شدند
در قمار عشق هر یک نقد جان بازیده رفت

تا عرش پرید و پر ندارد
جز ناله کس این هنر ندارد

صد حال بحال آن اسیری
صیاد از او خبر ندارد

و اردو سر عشق آن ستمگر
بر دوش کسی که سر ندارد

گویم چه درازی شب هجر
تا شام دگر سحر ندارد

او سیمبر است و عاشق زار
صنعت چه کند که زر ندارد

کرا مجال به پیش تو عرض حال کند
دهی به تیغ جواب ار کسی سوال کند

وصال یار میسر نمی شود گاهی
در اشتیاق اگر عاشق انتقال کند

مدام خاطر آشفته باشد عاشق اگر
بسوی زلف تو در خواب هم خیال کند

ز کور چشمی خود میل دیدنش دارد
بشیخ گو که نه این دعوی محال کند

کند چو نقشهٔ آن رشک ماه مانی چین
چه طاقت است مگر مشق چند سال کند

بماه من نرسد چرخ گو مهر خود را
بشکل بدر کند گاه گه هلال کند

چو گفتمش که مرا گریه لاحق است بهجر
بخنده گفت که دار وی آن کحال کند

ق
شنو بنابر تفریح از پی گلگشت
چو قصد باغچه آن سرو نونهال کند

شود ز رنگ مسی سرمه در گلو سوسن
ز رشک لعل لبش گل زبان لال کند

همین دعاست که سرسبز مزرع صنعت
طفیل پنجتن آن رب ذوالجلال کند

امشب اندر خانه ام مهمان بت مغرور باش
بشنود تا در دو عالم از من صدای دور باش

دیده و دانسته عاشق بر دل آزاری مشو
بایدت اکنون دلا در رنج هم مسرور باش

آرایش روی بخانه آن بت مغرور را
در تلاشش او دلا مصروف تا مقدور باش

رشک می آید مرا چون هر کسی بیند ترا
زانکه میخواهم مرا برو در دلم مستور باش

از جهان افتاده ام دور و براه دلبری
او بوقت وصل میگوید که صنعت دور باش

بر بنا مدار تو امید یکه دلبر داشتم
ای تقربانت روم ناچار دل بر داشتم

من ز چشم افتاده پیش مردمان گر بوده‌ام
گر ز ای همچشم طفل اشک ابتر داشتم

ق
گفت بلبل الفت گل از قفس کمتر مرا
از چمن بهر پریدن قصد اکثر داشتم

لیک ای صیاد مثل ماهیان و بسفید
طاقت پرواز نتوان شد مگر پر داشتم

دل ز راه چشم می آید پی آرام او
سایهٔ مژگان صنعت دیده‌ور داشتم

تمت

مثنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں توحید رب العالمین کی
بنا کی جسنے کل دنیا و دین کی

ہوا وہ بحر وحدت جوش زن جب
مرتب ہو گیا کون و مکان سب

وہ یکتا ذات جب کثرت میں آئی
بنی نیرنگ سے رنگین خدائی

وہ روشن نور قدرت از مکاں ہے
کہ جسکا پرتو کون و مکان ہے

سو کثرت میں کیا وحدت نے جب جوش
ہوئی تفریق سے تشبیہ ہم آغوش

ہوا وہ بحر مخفی جب ہویدا
کیا ہر ذرہ ہزار عالم کو پیدا

کیا ہر ایک کو نابود سے بود
ولیکن خود رہا ہر اک میں موجود

نگہبان مور سے لے تا مگس ہے
کس اور بیکس سبھوں کا دادرس ہے

نہ اوسکو نیک اور بد پر نظر ہے
وہی ہر ایک کی لیتا خبر ہے

وہ آب و خور سے خود رہتا ہے آزاد
ولیکن قوت ہے سب کا اوسے یاد

جو دیکھا غور سے تو ہے وہ معبود
سبھی عالم ہے ساجد اور وہ مسجود

جو کی یاں نیت توحید ہمنے
بچھا کاغذ کیا سجدہ قلم نے

اوسیکا فرض پہلے جاننا ہے
قیام اوسکو ہے اور باقی فنا ہے

وہ ہے رنج و الم سے پاک سبحان ولے ہے درد کا ہر اک کے درمان
وہ مایوسونکی بر لاتا ہے امید کرے ہے آن مین ذرہ کو خورشید
اگر محتاج پر وہ مہربان ہو تو اک پل مین وہ سلطان جہان ہو
نظر بھر کر جو دیکھے کمترین کو تو پہنچاوے اوسے عرش برین کو
نگاہ قہر اوسکی جسپہ ہووے گدا ہو شاہ تخت اک دم مین کھووے
عدم کی سرزمین سے لے زرِ خاک بنائین اوسنے کیا کیا صورتین پاک
نشان ایسا دیا اوس بے نشان کو کہ پایا خاک نے کون و مکان کو
بنائے اور بھی کیا کیا طلسمات مہ و خورشید غبرا اور دن رات
کہین صحرا کہین دریا کہین بر کہین موتی کہین مونگا کہین زر
کیا اوسنے کسی کو صاحب تاج کسیکو کر دیا روٹی کا محتاج
کوئی عالم کوئی حکمت سے آگاہ کوئی عارف کوئی برگشتہ گمراہ
کوئی دیوانہ عاشق عشق مین چور کوئی معشوق حسن اپنے پہ مغرور
ولے جب اوسنے عالم کو بنایا تو دام عشق مین سبکو پھنسایا
محبت جنس نادر بے بہا ہے جناب عشق کا رتبہ بڑا ہے
اگر سوچو تو یہ جان جہان ہے محبت مغز اور جسم استخوان ہے
اگر خالق وجود اسکا بناتا بجز سلطان کوئی اوسکو بناتا
نہ کچھ الفت فقط انسان مین ہے سبھی جن و بشر حیوان مین ہے
محبت کی نہ جو اسمین ترنگ آئے تو کیون پھر شمع کیجانب پتنگ آئے
اگر ہووے نہ اوسکو الفت گل جفائے باغبان کیونکر سہے گل
نکلس مین بھی محبت گر نہوتی تو پھنسکر شمعدن مین کیون جلا ہوتی
محبت گر نہ تیا اوسکو مولا نکرتی پرورش فرزند کی ما

محبت گر نہووے تو ستم ہو کسیکا کیون کسیکو درد و غم ہو
محبت سے اگر خالی بشر ہے تو وہ مثل شجر بے برگ و بر ہے
محبت سے اگر خالی ہو انسان تو وہ انسان ہے یارو نہ حیوان
محبت شاہ کر دیوے کمترین کو دکھادے آنکھین چرخ برین کو
محبت نے کیا ساجد کو مسجود محبت سے بنا عابد کو معبود
محبت سے ہوا قایم زمانہ محبت غیر کو کر دے یگانہ
ذرا دیکھو محبت کے یہ سامان محبت سے ملا ہے دین و ایمان
جناب عشق کا مین کیا لکھون اوج محبت جسکے دریا کی ہو اک موج
فلک نے بھی نہ بار اسکا اوٹھایا کہ اسکا ایک عالم پر ہے سایا
سو اوس خلاق کی ہے یہ بھی اک شان اسے جسنے بنایا اوسکو پہچان
جہانتک فہم کو ہووے رسائی نظر آتی ہے بس اوسکی خدائی
ثنا مین اوسکی کیا بندے کو ادراک چہ نسبت خاک را با عالم پاک
وہ نیرنگی ہے سب رنگو نمین معمور تفاوت سے ہے پاس اور پاس سے دور
یہ نادانی ہے اپنی ہر طرف ہے فاینما تولوا ہر طرف ہے
بد اندر ہر کسے کو اہل دید است کہ در قرآن من حبل الورید است
نفخت فیہ من روحی کو جانو تو کیون بھٹکے پھرو کہنا تو مانو
صفت کا اوسکی کیا انسانکو مقدور پیمبر جسکی مداحی سے مجبور
سنا ہے ما عرفنا مصطفے سے ثنا ہو اوسکی کیا مجھ خاکپا سے

نعت

پلا ساقی شراب خاص کا جام کرون جسکے نشہ مین نعت اقدام
ہے اوسکی نعت مین کیا مجھکو ادراک کہ نازاں شان مین ہے جسکی لولاک

کوئی مداح اوسکا ہو سکے ہے — خدا جسکو محمدؐ خود کہے ہے
غلط ہے اوسکو گر کہیے خدا ہے — سوا اسکے جو کچھ کہیے بجا ہے
نبوت جو ہوئی بعد از چہل سال — کرے ہے عقل اس مدت پہ یہ دال
کہ یعنی میم کے حسب کم عدد ہون — تو بیشک اوسکے ہی احمدؐ احد ہون
رہا اعداد تک اس سے ملا میم — پھر آخر ہو گیا احمدؐ بلا میم
وہ چار وہن جو کہ اصحاب نبیؐ تھے — بلا شک واقف راز خفی تھے
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ — یہ چارون اربع عناصر تھے برابر
نبیؐ کے منہ سے ہے یہ شان حیدرؓ — مدینہ علم کا یہ اور وہ ہے در
علیؓ را قدر پیغمبرؐ شناسد — کہ ہر یک خویش را بہتر شناسد
وہ سبطین نبیؐ دلبند زہراؓ — شہید اکبر و فرزند زہراؓ
جگر ہے دوش نبیؐ چشم بدور — کہا جبریلؑ نے نور علے نور

مناجات

الٰہی دور ہو صنعت سے یکبار — ہوا و حرص دنیا مکر و پندار
یہ تیرا کمترین بندہ ہے صنعت — اسے دے فضل سے اپنی محبت
رہے دنیا و دین مین اسکی عزت — نہ کوئی ہند ہو دنیا کی حاجت
بچا و بچو اسے اعدای دین سے — کہ یعنی نفس شیطان لعین سے

آغاز داستان

کدھر ہے ساقی فرخندہ فرجام — شتابی دے مجھے تیار کر جام
کہ تا مین پیکے جام ارغوانی — لکھون اسطور کی نادر کہانی
سُننے سے جسکے ہو مرا ایک بیہوش — سر بسر آوے سبھو نکو از رہ گوش
کہ میرے آشنا ہیں اک فلان نام — ہنرگو ہر نقش بیشک نام اونکا ہے

وہ دریائی سخاوت کے ہین گوہر وہ بحر آشنائی کے شناور
وہ ہین کیا مکتب الفت کے استاد کہ ہین شاگرد اونکے قیس و فرہاد
نہایت عاقل و زیرک خردمند ہیں اونمین دانش و بینش کا پیوند
بڑے دانا بہادر شعر گو ہین ہر اک فن مین نہایت نکتہ جو ہین
کہا مجھسے ز راہ مہربانی کہ موزون کرنی کوئی کہانی
بموجب اونکی فرمائش کے ناچار لکھے ہین اور لکھی ہین چند اشعار
یہ میری عرض ہے تمسے سخندان مرکب ہے خطا سے نوع انسان
بقدر وسع در اصلاح کوشند اگر اصلاح نتوانند بپوشند
تھا شاہ ہند جو ایک اہل اسلام اوسے کہتی تھی خلقت شاہ بہرام
بظاہر والی ہندوستان تھا حقیقت مین ولی شاہ جہان تھا
خدا نے اوسکو بخشی تھی یہ ثروت کہ ہفت اقلیم پر تھی اوسکی ہیبت
وہ استنبول کو اوسنے سمجھ کر کیا تھا خرج پان اوسنے مقرر
دیا کرتا تھا بیشک عجز کی راہ خراج اوسکو ہمیشہ روم کا شاہ
جو اوسکے وقت مین خاقان چین تھا سو وہ اوسنے سا اوسکا خوشہ چین تھا
وہ شاہنشاہ اوسکو جانتا تھا تو اوسکی دھاک سے چین مانتا تھا
علی جمشید کو تب شہریاری جو کی مدت سے اوسکی آبداری
جو والی ماوراء النہر کا تھا تو اوسکو میر بحری کر دیا تھا
اوسنے قدر کی نوشیروانکی عدالت کی اوسے داروغگی دی
تھے اوسکے فوج مین سالار لشکر کئی مانند دارا و سکندر
یہ اوسکے عدل کا تھا [illegible] کہ چڑیا نوچتی تھی باز کے پر
خفا ہو شیرنی کے ساتھ [illegible] کہا کرتی تھی بیہودہ نہ بک ری

تھا مشکل بھیڑ کو ایذا ذرا دے ۔ اگر منہہ گرگ کے منہہ سے چھڑا دے

لیا تھا وان سے قفل اقون ذرستہ ۔ حنا کا چور بھی تہا دست بستہ

جو ہوتا شمع کی گھر جو پنہان ۔ تو کرتے تھے اوسے سر و چراغان

جو تھا اسطرح سے وہ ملک آباد ۔ وہ رہتا تھا نہایت خرم و شاد

نہیں تھا کہ نہ تھا اوسکو کبھی غم ۔ غنیمت جانتا تہا اوسکو ہر دم

مگر جیتی نہ تھی اولاد اوسکی ۔ اسی سے طبع تھی ناشاد اوسکی

طبیبون نے بھی کی ہر چند دارو ۔ نہ فرق آیا مگر اوسمین سر مو

جو عامل تھے وہ آئے اور فسون خوان ۔ منجم تبدیر خوان بھی اور رمل دان

ہوئے عاجز تو پھر اوس شہ ذی الجلال ۔ کہا دستور سے سارا یہ احوال

کہ سب کچھ کر چکا میں تا بمقدور ۔ مگر حسرت رہی سے ایک دستور

کہ اب یہ التجا فقرا سے کیجے ۔ طلب فرزند جا فقرا سے کیجے

اگر انکی طرف سے کچھ مدد ہو ۔ یقین ہے تو بلا بالکل ہی رد ہو

نہ آیا کام اپنا کچھ بھی واللہ ۔ حکومت مال و حشمت شوکت و جاہ

یہی بہتر ہے اسکو ترک کیجے ۔ پیالہ جا کسی عاشق کا پیجے

مصمم کرکے یہ دل مین ارادہ ۔ ہوا طیار چلنے کو پیادہ

وزیرون نے کہا ای شاہ اعظم ۔ سفر کیجے نہ ہرگز آپ اسدم

خدا کی ہے جو یہ خلقت ودیعت ۔ گئے تم تو یہ پاویگی اذیت

یہی بہتر ہے اب ای قبلہ عالم ۔ کہ لاوین عارفان حق کو یان ہم

دل و جان سے کرین آپ انکی خدمت ۔ یہ اونسے عرض کیجے اپنی حاجت

یقین ہے آپ سے ای بندہ پرور ۔ نہ ہوویگی وہ تا مقدور باہر

خدا ملتا ہے اس ترتیب کے سبب سے ۔ جو کیجے غور تحقیق سب سے

وزیرون نے جو کی از بسکہ منت
ہوئی عرض انکی معروض اجابت

خوشی ہو کر سبھون نے اوسکی فی الحال
فقیرون سے کیا عرض اپنا احوال

کہ کہلاتا ہے یہ نائب نبی کا
یہ تمسے مدعا ہے اوسکے جی کا

جوان صالح ہے اور ہے وہ جوان بخت
نہین رکھتا ہے لیکن وارث تخت

وہ اس غم سے کرے گا ترک دنیا
ہمارے سر پہ ہوگا حشر برپا

اسی غم سے ہے ہمکو بیقراری
سو ہم آئے ہین خدمت مین تمہاری

قدم رنجہ وہان تک کیجیے گر
تو ہووے شاہ کو تسکین مقرر

یہ سنکر اونہین جو تھے ایک کامل
کہا آسان تیری ہووے مشکل

نہین کچھ وان کے جائز ہے توقف
دعا مین اوسکی ہم یان بھی ہین مصروف

مری جانب سے تم اوسکو یہ کہیو
کہ تو اس غم سے اب آزاد رہیو

ترے ہوگا پسر حکم خدا سے
گر ہوگا اس عاشق کی دعا سے

تو وہ بھی عشقبازی مین ہو غازی
حقیقی اسمین ہووے یا مجازی

ولے پیدا ہو جب وہ وارث تخت
تو اوسکا نام رکھیو تو جوان بخت

وزیرون کو ہوئی سنکر یہ فرحت
ہوئے تسلیم کر اوس سے لیکے رخصت

حضور شاہ خوش ہو کر وہ آئے
لیے آ اب سب نے مژدہ کے

اور اوسکے بعد سب بولے مبارک
کہ فرزند آپ کو ہووے مبارک

یہ سنکر شاہ کو آئی جو حیرت
سبھون نے عرض کی ساری حقیقت

یہ سنکر قبلۂ عالم ہوئے شاد
کیا جا کر خزانے مین یہ ارشاد

کہ منھہ توڑ دو تکے یکسر کہولدو آج
رہے کوئی قلمرو مین نہ محتاج

بموجب حکم کے لائے بجا وہ
جو کچھ ارشاد تھا سب نے کیا وہ

یہانتک زرفشانی کی ہر یک بار
کہ اب سب ہو گئے فی الفور زردار

یہ سنکر خوش ہوا بس شاہ بہرام ۔ کیا اوس شب محل مین جا کے آرام

ہوئے مصروف عشرت شاہ سلطان ۔ صدف پر جیسے برسے ابر نیسان

ہوا چالیس دن مین بہر یہ عالم ۔ کہ ہر یک شخص تہا بس شاد و خرم

غرض پورے دنون خاتون اعظم ۔ ہوئی تو تہا یہ شہزادے کا عالم

جہلکتا تہا شکم مین اوسکا یون تن ۔ کہ ہو فانوس مین جون شمع روشن

اوٹہا ماں کے شکم مین درد یکبار ۔ ست سی دائیان تہین وہان تیار

ہوئی جب دردِ زہ سے بیقراری ۔ زبان پر شعر تہا یہ اوسکے جاری

الٰہی غنچۂ امید بکشای ۔ گلے از روضۂ جاوید بنمای

تولد یون ہوا وہ بخت بیدار ۔ صدف سے جیسے نکلے درِ شہوار

خوشی سے یہ ہوا بخشش کا انشا ۔ خراج اک سال کا دہقان کو بخشا

ملازم جسقدر تہے اونکو بہی عام ۔ ہوئی اک سال کی تنخواہ انعام

ہوئی جب اسقدر بخشش کی حالت ۔ مبدل ہو گئی عالم کی صورت

گدا سب ہو گئے امرا سے بہتر ۔ ہوئے امرا وزیرون کے برابر

وزیرونکو ملا یہ منصب و جاہ ۔ کہ ہر یک جانتا تہا آپکو شاہ

سب اوسنے پالکی اور فیل گہوڑا ۔ دیئے ہر اک کو گہر مین کچہ نہ چہوڑا

ہوا بخشش کا جو عالم یہ ناگاہ ۔ گدا شہ ہو گئے اور سب گدا شاہ

ہوا منشی کو فوراً حکم عالی ۔ کہ ہفت اقلیم کے جو جو ہین والی

روانہ کیجئے فرمان سب کو ۔ کہ سمجہین مخبر وہ اپنی طلب کو

تو جہٹ منشی نے لکہہ لکہہ کر وہی آن ۔ روانہ کر دئے ہر سمت فرمان

وہ پہنچے سب جو انکو نسبی لگائی ۔ یہ قاصد سے کہا تو چل ہم آئے

تہی مہمانونکی کثرت اور بہی دہوم ۔ جب آیا شاہ چین اور قیصر روم

در دولت پہ یون بجتی تھی نوبت ‏ فلک تک ستور کی پہنچی تھی نوبت
جہان تک ناچنے والے تھے آئے ‏ سبھون نے ناچ کر مجرے سنائے
بھگتیے بھانڈ اور سنگیت قوال ‏ یہی گاتے تھے دیدیکو وہ سب تال
مبارک ہو جیو فرزند اور راج ‏ رہے تا حشر قائم تخت اور تاج
وہ جو جو شاہ ہفت اقلیم کے تھے ‏ کہ مالک تخت اور دیہیم کے تھے
کرون کیا اونکی دعوت کا مین مذکور ‏ کہ جیسے شاہ کا ہوتا ہے دستور
ضیافت الغرض اسطرح کی تھی ‏ نہ دیکھی تھی کسی نے نہ سنی تھی
اونھین دیکر موافق اونکے خلعت ‏ کیا بعد از چھٹی پھر سب کو رخصت
طواف بھانڈ اور نقال سب کو ‏ دیا انعام جس لائق تھا جو جو
کیا فرزند دائی کے حوالے ‏ کہ مثل دل بغل مین اوسکے پالے
تو وہ دائی بھی اوسکو مثل محرم ‏ جدا چھاتی سے کرتی تھی نہ اک دم
ہوئی عمر اوسکی بسم اللہ کی جب ‏ کیا شہ نے اوسی شادی سے مکتب
وہی نوبت وہی ناچ اور وہی رنگ ‏ وہی بخشش وہی انعام کے ڈھنگ
معلم اک بڑا اقبال بلایا ‏ پسر کو اپنے مکتب مین بٹھایا
اتالیقون کو فرمایا کہ وان جائین ‏ فنون شہریاری اوسکو سکھلائین
کریں تعلیم اوسکو باری باری ‏ سکھاوے کوئی گھوڑے کی سواری
کوئی سکھلائے اسکو فن تیر ‏ نشانے کی کوئی بتلائے تدبیر
کوئی سکھلائے چوسر کوئی شطرنج ‏ کبھی فن مین نہوا اسکو شش و پنج
کوئی خط اسکو نستعلیق سکھلائے ‏ شکستہ کی بھی کوئی وضع بتلائے
لکھون تفصیل اوسکی مین کہان تک ‏ وہ سیکھے فن جہانمین تھے جہان تک
ہوا جب چودھوین سن مین وہ داخل ‏ تو ہر فن مین ہوا استاد کامل

عجب کچھ حسن تھا اوسکا خداداد | تھی اوسپر عاشقِ مولا کی امداد
بلوغت کو جو پہونچا وہ جوان بخت | تو دل مین اپنے سوچا صاحبِ تخت
کہ شادی کی اب اسکی فکر کیجے | دل اپنے کا نکال ارمان لیجے
نہین دم کا بھروسا دم مین ہمکو | وہی بہتر جو اپنے روبرو ہو
سُنا جب شاہزادے نے یہ احوال | کہا اک ہمنشین سے اپنے فی الحال
حضورِ شاہ مین یہ عرض کرنا | مری جانب سے تو دل مین نہ دھرنا
کہ شادی کا نہ کیجے اب سرانجام | کہین نسبت کا میری ہو نہ پیغام
مین بے دیکھے نہین کرنیکا شادی | گدا زادی ہو یا ہو شاہزادی
پری ہووے پرستان کی وہ یا حور | نہین ہے مجکو بے دیکھے وہ منظور
یہ سُنتے ہی ہوے غمگین و حیران | وزیر اعظم و ہم شاہِ ذی شان
وزیرون سے پھر اونسے مشورت کی | کہ اب کیا کیجیے تدبیر اسکی
یہ سب نے عرض کی حضرت فی الفور | نہین اسکے سوا تدبیر اب اور
زمانے مین ہین جتنے اہل اسلام | وزیر و بادشہ اُمرائے عظام
محل مین جسکے ہووے کوئی دختر | جوان نازک ادا تابندہ اختر
شبیہ نازنین اوسکی منگالو | وہ شہزادیکو منگوا کر دکھادو
سوا اسکے نہین کچھ اور تدبیر | پسند آوے جو شہزادیکو تصویر
وہان نسبت کا پھر پیغام کیجے | اوسی نقاش کو انعام دیجے
ہوا ارشاد ہے یہ بات بہتر | اسی تدبیر کو رکھا مقرر
سُنی یہ بات سب خرد و کلان نے | کہ یہ تدبیر کی شاہ جہان نے

داستان آگے تصویر کی ملاحظہ شاہزادہ مین

اوسی دار الخلافہ مین بہ آرام | مصور تھا بڑا اک حسن کش نام

سفر مین اپنے لا ثانی مقرر ... وہ تھا بہزاد اور مانی سے بہتر
یہ کی بی بی نے اوسکی اوس سے تقریر ... کہ تو بھی کھینچ اک اچھی سی تصویر
اوسے لیجا کے شہزادیکو گذران ... یقین ہے تجکو منصب دے اوسی آن
کہا اوسنے کہ سچ ہے فی الحقیقت ... اگر اوسنے کہا لا اسکی صورت
تو ویسی شکل مین کیونکر بناون ... مبادا قہر سلطانی مین آون
ولیکن اس سے ہے یہ بات بہتر ... کہ اک مدت جہانکی سیر کر کر
اگر ملجاے کوئی شکل ایسی ... لبسی میرے تصور مین ہے جیسی
تو اوسکی شکل کو مین کر کے تحریر ... دکھاؤن شاہزادیکو وہ تصویر
اگر پوچھے تو مین اوسکو بتادون ... نشان و نام کا اوسکے پتا دون
کہا بی بی نے اوسکی ہے یہ بہتر ... جدہر ہو حسن تو وان کا سفر کر
یہ سنکر اوسنے کی جلدی تیاری ... سواری کی نکی پھر انتظاری
پرستان کا کیا اوسنے ارادہ ... چلا تنہا اودہر کو پا پیادہ
ہنر کا اپنے اوسنے چہوڑ سامان ... لیا کاغذ کا تختہ اور قلمدان
نہ خطرا تھا اوسے کچھ دشت و بن مین ... لباس فقر پہنے تھا وہ تن مین
ہر اک بستی مین پھرتا تھا کئی دن ... نہ بہائی شکل کوئی اوسکو لیکن
اسی صورت سے بس منزل بمنزل ... جہان کی سیر کرتا تھا خوشی دل
غرض پہنچا پرستان کی وہ جب پاس ... وہان اس کام کی اوسکو ہوئی آس
کہ وان عالم نیا ہر بات کا تھا ... وہ سارا شہر مستورات کا تھا
وزیر عورت تھی اور تھی شاہ عورت ... ہر اک پیشہ سے تھی آگاہ عورت
سپاہی عورت اور عورت زمیندار ... ہر اک خدمت مین تھی عورت ہی مختار
وہان دیوان اور منشی تھی عورت ... غرض ہر کام وان کرتی تھی عورت

جو کوئی دیکھتا خوش طور صورت
ہوئی جاتی تھی اوسکی اور صورت

خصوصاً وہ جو تھیں اوس شہ کی ہمراہ
کوئی زہرہ کوئی مہر اور کوئی ماہ

اور اوسکی شکل کو تو وہ تباہ ہوے
جو اوسکے دیکھنے کی تاب لاوے

اور اوس شہ نے زمانے سے نرالا
نیا آئین تھا اپنا نکالا

کہ دیکھے خواب میں بھی مرد کو جو
نکلوائی تھی آنکھیں اوسکی بدخو

مگر درویش کو از راہ شفقت
فقط اک سیر کو دی تھی اجازت

وہ شہر عورات سے بالکل بسا تھا
تو نام شاہ سلطان النسا تھا

حسین تھے واں کے ساکن خاص و عالم
تو اوس بستی کا حسن آباد تھا نام

وہ بستی حسن کشش کو جو خوش آئی
در دولت پہ جا دہونی رمائی

بچھایا اور یہ اپنے مکر کا دام
کہ حاضر جس میں ہوں سب خاص و عام

کسی سے بات یعنی کچھ نہ کہتا
پڑا بستر پہ اپنے چپ وہ رہتا

رکھا میوہ کچھ اک پوشیدہ لاکر
یہی کی فکر کھانے کی مقرر

کئی دن اسکو جو گذرے اسی طور
لگے ہر ایک کرنے اسکا پھر غور

یہی ٹھہری کہ ہے درویش کامل
ہوئے چھوٹے بڑے سب اسکے مائل

ہوا ہے گوشہ زد اس بادشا کے
کہ یاں آئے ہیں اک عاشق خدا کے

تمہارے حال پر فضل خدا ہے
در دولت پہ جو بستر کیا ہے

سنا اوسکو جو یوں مشہور آفاق
ہوئی پھر بادشہزادی بھی مشتاق

غرض اکدن چلی وہ پا پیادہ
قدمبوسی کا اوسکی کر ارادہ

جواہر کی بھریں پھر کشتیاں ساتھ
برائے نذر لائی شاہ عورات

جب آئی پاس اوسکے وہ پریوش
تو اوسکو دیکھتے ہی کر گیا غش

ہوئی حیران جو دیکھا ایسا احوال
گلاب اوس نے منگا کر گھر سے فی الحال

خواصوں نے جھروکو آیا جو اوسکے
قدم تب چوم سلطان انسانے
دعا کے ساتھہ مجکو یاد کیجے
جو کچھ درکار ہو سو وہ ہے موجود
کہا درویش نے ای شاہ والا
ہمین درکار ہے حق کی محبت
رہون کسطرح جا تیرے مکانمین
دعا ہے یہ کہ رہ تو خرم و شاد
لیکن اب رخصت ہے تجہسے شاہ عالی
یہ کہکر بستر اوان سے اوٹہایا
وہان سے چلکے فوراً پھر اوسی آن
کیا تحریر اوس کاغذ پہ خا کا
لگا تحریر کرنے جب وہ اوسیر
وبال اوسکو ہوی تھے کھینچ بال
بلا کالی مین جا کر گھر گیا تھا
زبس حیران تھا چوٹی کا تھا دھیان
کہ دکھے ہی سے جسکے زہرہ چڑہ جاے
لکھا اوسکو مگر کھیل اپنے جی پر
مصور سے کھینچے وہ مانگ کیونکر
بد شواری مصور سے کھینچی مانگ
جبین کو اوسکی مشکل سے بنایا

تو آیا ہوش مین وہ نیک منظر
کہا بھیجا ہے تمکو یان خدا نے
مرے اس شہر کو آباد کیجے
ہے مجکو آرزو دے تفضل معبود
فقیرونکو ہے بس یہ مرگ جبالا
سوا اسکے نہین کچھ اور دولت
کہ پھرنا ہے مجھے سارے جہان بیز
رہے تا حشر تیرا ملک آباد
رہے بانا بترا اللہ والی
جو تھے چھوٹے بڑے سبکو دولایا
نکالا اوسنے کاغذ اور قلمدان
سراپا شاہ سلطان انسا کا
تو سر اعضا پہ تھا حیران و ششدر
مگر کھینچے کہ بس یاور تھا اقبال
مگر و اللیل پڑہ پڑہ کے بچا تھا
وہ چوٹی کھینچنے مین تھا پریشان
اگر وہ یک سر مو لغزیر آے
کہ اوسکو یاد تھا کالے کا منتر
کہ جسمین خضر بہولے ہر قدم پر
مدد اوستاد سے جب اوسنے لی مانگ
کہ آدہا چاند جب اوسنے لگایا

مصوّر حسن ہوا تہا دیکہکر کان ۔ کہ اوسکے کہینچنے کا تہا نہ امکان
رکہے اوّل تو اوسنے کان پر ہات ۔ ہوئی اوستاد کی جب کچہ عنایات
پہر اوسنے کان اس خوبی سے کہینچے ۔ کہ مانی دیکہہ جسکو کان پکڑے
کہینچیں ابرو نہ اوس سے حسب دلخواہ ۔ لگا دے اوسکو وہ جبتک نہ دو ماہ
ہوا تہا کہینچنا مژگان کا دشوار ۔ کہ سنگینیں لیے پلٹن تہی طیار
پہر اوسنے اپنے سینے کو سپر کر ۔ لکہیں مژگان مگر اک پل میں ڈر کر
کہینچیں کیونکر وہ آنکہیں مست سرشار ۔ کہ ہووے دیکہنے سے جنکے بیمار
اگرچہ خوف جان لکہنے میں تہا پر ۔ لکہا اوسکو بہی آنکہیں بند کر کر
بنایا رنگ اوس بینی کا جدم ۔ غرض آیا تہا اوسکا ناک میں دم
کیونکر شمع مومی جلکے ہو خاک ۔ وہ بینی عیب بینی سے تہی پاک
تہی رخ پر بینی باریک یک سو ۔ کہ ہو دُرِّ نجف میں جسطرح مو
گردن کیا منحنی میں اوسکی تقریر ۔ دو چشمی سے (حرف ہاے ہوز ۱۲) وہ تہی قرآن میں تحریر
دہن کا اوسکے کسی صورت سے بہری رنگ ۔ بنایا جب تو یہ از بس ہوا تنگ
غرض ہر چند مشکل ہی سے ناچار ۔ لکہا اوسکا دہن تہا بسکہ دشوار
لبوں کے کہینچنے نے یہ دیا زور ۔ مصوّر حسن کش پہونچا لب گور
وہ رخسارے تہی جو خورشید و مہتاب ۔ نہ لا سکتا تہا جنکو دیکہہ مہ تاب
بمشکل گو کہ اعضا سب بنائے ۔ کوئے پر اوس زنخدان نے جہکائے
وہ تہا تحریر میں گردن کی حیران ۔ کہ اس سے پیک ہے کیونکر نمایان
لکہا اوسنے پہر آخر رنگ پان کو ۔ بیاض اندر کوئی سرخی لکہے جو
لکہا سرخ و سپید اوسنے تہا اوسکو ۔ شفق پر جسطرح ابر تنک ہو
بہی کہتا تہا وہ ہیہات ہیہات ۔ لکہی جاتی نہیں ہے مجہسے یہ بات

مصور کو کہاں یہ دست قدرت
یہ قدرت کی جو کھینچے نزاکت

جہاں تک دسترس تھا اوسکا ناچار
لکھا ہاتھ اوس پر لگا گو تھا دشوار

مصور نے لکھا جب اوسکا پہنچا
لبوں پر دم تب اوسکا آن پہنچا

نظر خود اوسکی پہنچے پر تھی حیران
وہ تھا جوں پنجۂ خورشید تابان

نہ کیوں لکھنے میں اوسکی ہو کشش و پیچ
ید بیضا کو جسکے رشک سے رنج

وہ سینہ آینہ سا تھا چمکتا
ہر اک حیران ہوکر جسکو تکتا

عجب سینے پہ اوسکے دو نشان تھے
بہار حسن کے جلوے عیان تھے

مصور میں ہنر تھا گرچہ ذاتی
ولیکن اوسکی تھی ایسی نہ چھاتی

کہ ڈالے ہاتھ سینے پر لگا یک
مہ و خور کی رکھے جبتک نہ عینک

غرض اوسنے بھی ایسا ہی بھرا رنگ
کہ ہووے آینہ بھی دیکھکر دنگ

جب اوسپر نور کے تیغے بنائے
تو گویا چاند دو اوسپر لگائے

شکم اوس بحر خوبی کا تھا نایاب
تھیں لہریں حسن کی لو ناف گرداب

مصور کس طرح سے اوسکو لکھ پائے
کہ جسمیں عقل غوطے سیکڑوں کھائے

وسیلے تصویر کا تھا یہ تو پانی
نہ بہزاد اوسکا ثانی تھا نہ مانی

شکم کو اسطرح سے اوسنے لکھا
کیا کوزہ میں گویا بند دریا

سراپا اوسکا آگے کیونکہ لکھتا
کہ پوشیدہ تھے اوسکے سارے اعضا

بدن نیچے کا سب مستور بھی تھا
سوا اسکے ادب سے دور بھی تھا

کھنچی تصویر سلطان النسا کی
مصور سے یہ تھی قدرت خدا کی

جب اوسکی شکل ایسی کھینچ پائی
تو ہاتھ آئی مگر اسکے خدائی

کیا مہر اوسنے جانے کا ارادہ
جہاں رونق فزا تھا شاہزادہ

جو تصویر اوسکی کاغذ پر لکھی تھی
کروڑوں کی وہ گویا ہنڈوی تھی

نہ تھی تصویر جو ایسی بنی تھی
سنہ گویا وہ ملک ہند کی تھی

خیال حسن کش نے کی یہ تدبیر
کہ فرمان وزارت ہی یہ تصویر

ہوا تصویر لے وانسے روانا
جہان رہنے کا اوسکے تھا ٹھکانا

نہین تھکتا تھا وہ تھا بسکہ خوشدل
چلا تا تھا وہ منزل بمنزل

غرض اک بعد مدت قصہ کوتاہ
ہوا وارد وہ گھر مین اپنے ناگاہ

ہوئی زن اوسکی خرم اور خوشحال
کیا پھر اوسنے استفسار احوال

حقیقت من وعن اوسنے بیان کی
وہان جانے کی آنے کی یہان کی

رکھی تصویر وہ گھر مین چھپا کر
نہ لایا ذکر بھی اوسکا زبان پر

خوشی سے اوسکو وہ گھر مین کٹی رات
سحر کو اوسنے کی سب سے ملاقات

جہان تک اوسکے تھے اہل زمانہ
عزیز اور آشنا یار اور یگانہ

ہر اک کی خیریت کا حال پوچھا
اور اوسنے شاہ کا احوال پوچھا

کہ یعنی شہ نے جو کی تھی منادی
کہین ٹھہری بھی شہزادی کی شادی

وہ بولے کی بہت حضرت نے تدبیر
منگائی تھی مگر اک لاکھ تصویر

ہر اک تصویر لیجا کر دکھائی
پسند اوسکو مگر کوئی نہ آئی

یہ سنکر حسن کش کا دل ہوا شاد
ہوئی یعنی نہ محنت اپنی برباد

ہدف پہ جانکر پہونچا ہوا تیر
چلا لیکر وہ اپنے گھر سے تصویر

در دولت پہ جا کر اوسنے فی الحال
کہا یہ عرض بیگی سے سب احوال

یہ کی عرض اوسنے جا کر بعد تسلیم
کہ اے فرمانروائے ہفت اقلیم

مصور ایک ڈیوڑھی پر ہے آیا
پرستان سے ہے وہ تصویر لایا

کیا ارشاد شہ نے تب یہ خوش ہو
کہ ہان جلدی ہی حاضر حسن کش ہو

وہ جاتے ہی بجا آداب لایا
پھر اوسکے بعد وہ کاغذ دکھایا

بس اوسکو دیکھتے ہی شاد و خرم
ہوا یکبارگی وہ شاہ اعظم

کیا بذل کرم پھر حسن کش پر
کہا یہ خانساماں کو بلا کر

کہ بھیجے پو بخشا تصویر کا مول
جواہر میں اسے پہلے تو دے تول

دیا پھر خانساماں نے جواہر
گران قیمت مصور کے برابر

پھر اسکے بعد کی شہ نے یہ تقریر
کہ دیکھی اندنون مین لاکھہ تصویر

جو دیکھا ہمنے اسکو از رہ غور
بنائی ایک بھی بہتر کسی طور

یقین ہے گرچہ ہے حق کا ارادہ
پسند اسکو کرے گا شاہزادہ

کہا تصویر دیکھ حسن کش کو
اسے اب شاہزادے کو دکھادو

پسند اوسکو اگر آیا ترا کام
تو خاطر خواہ تو پاوے گا انعام

مصور کرکے آداب جہاندار
چلا خدمت مین شہزادے کی یکبار

سنی تھی اوسنے آگہی یہ تقریر
کہ اک لایا پرستان سے ہے تصویر

نہایت حسن مین مشہور آفاق
جو آن بخت اوسکا بیٹا تھا مشتاق

خبر سنتے ہی جلد اوسکو بلایا
اور اوسنے جاکے وہ کاغذ دکھایا

نظر اوسکو پڑی جسدم وہ تصویر
لگا سینے مین اوسکے عشق کا تیر

نظر کے ساتھ گھیرا اوسکو غش نے
کیا شکر خدا تب حسن کش نے

افاقہ جب ہوا اوسکو تو ہر آن
وہ اوس تصویر کے ہوتا تھا قربان

مصور سے کبھی کہتا تھا یہ بات
اگر تونے حسن کش کی ہے کرامات

کبھی آنکھوں سے تھا اوسکو لگاتا
کبھی پھیلی کمیصورت تھملاتا تھا

کبھی حیران ہوکر اوسکو تکتا
کہ گویا ہوگیا تھا اوسکو سکتا

مصور نے جو دیکھا اسکا احوال
تو سوچا دل مین اپنے وہ یہ فی الحال

یہی حالت رہی گر اسکی تا شام
تو اس آغاز کا ہوگا بد انجام

کوئی اب حکمت ایسی بتا دے یہ کیجے
کہ خوش ہو شاہ اور کچھ اس سے لیجے

تو اوسنے دست بستہ ہو اوسی دم
کہا اک عرض ہے اے شاہ عالم

ہوا ارشاد کہہ ہاں عرض کیا ہے
بیان کر جو کہ تیرا مدعا ہے

تب اوسنے عرض کی یہ ایکباری
کہ ہے گر آپکو یہ بیقراری

اگر سن پائیگا شاہ جہاندار
تو کھینچے گا مجھے وہ بر سر دار

تو وہ صادق سخن ہو یان کسیکی
گنہ لازم ہے اور برباد نیکی

مگر یہ مصلحت ہے ہو جو مقبول
کہ آپ اب اسکے غم کو جائیے بھول

عطا کیجے مجھے اب خلعت زر
کہ تا ہو مہربانی شہ کی مجھپر

پھر اسکا قول لو مجھ سے یہ تدبیر
دکھا دوں اوسکو جسکی ہے یہ تصویر

یہ سنکر اوسنے اپنے دلمیں خوش ہو
لگا چھاتی لیا پھر حسن کش کو

دیا خلعت بھی اور اپنا قلمدان
کہا تو ہے ہمارا میر سامان ∴

خبر شہ کو ہوئی از روے اخبار
بہت خوش ہو گیا وہ دلمیں یکبار

کہا جلدی سے حاضر حسن کش ہو
کیا خوش اوسنے ہمکو وہ بھی خوش ہو

اوسے تب لیگئے جلدی بہ اکرام
جہان رونق فزا تھا شاہ بہرام

یہ جاکر وان بجا آداب لایا
کیا شہ نے مقرر اوسکا پایا ∴

عطا کر خلعت و جاگیر و منصب
لگا شادی کا اوس سے پوچھنے ڈھب

تو اس نے عرض کی اے شاہ اعظم
نہ کیجے آپ کچھ اس بات کا غم ∴

یہ جسکی صورت سے کھینچ آئی ہے تصویر
تو شادی کی بھی ہو جاویگی تدبیر

ہوا پھر اوسکو جب رخصت کا ارشاد
تو آیا گھر کو اپنے خرم و شاد

اوسے جب مل گیا انعام و جاگیر
تو شہزادے کی اوس سے یہ تقریر

کہ تو نے جو کیا تھا قول و اقرار
بجا لا اوسکو اب اے یار غمخوار

کہا دل میں یہ اپنے حسن کش نے ... ابھی چھوڑا ہے مجکو کشمکش نے
کوئی دن عیش کر لوں مال و زر کا ... پھر آگے جو کہ ہونا ہو سو ہوگا
کلام اللہ میں آیا ہے فقرا ... کہ ہوتا ساتھ ہی ہے عسر یسرا
کیا چندے تو اوسنے عیش و عشرت ... پھر آگے ناگہاں آتی ہے آفت

بلانا شاہزادہ کا حسن کش مصور کو اور پھر اوسکو جانا طرف حسن آباد کی

کسی دن شاہزادے نے بلا کر ... کہا اوس سے کہ سن تو اے ستمگر
کرے ہے تو تو ہر دم عیش و آرام ... ہوا جاتا ہی میرا اب یہان کام
اب اسکی فکر کر ہو جس سبب سے ... نہین ڈرتا تو سلطانی غضب سے
جو کچھ تو نے کہا سو مینے مانا ... نہین اوسکام کا اب تک ٹھکانا
نہ تو نے شاہ سے وان کا لیا نام ... کہ تا وہ بھیجتے خط کر کے ارقام
نہ مجھسے وانکی کہتا ہے حقیقت ... مجھے غم دیکے تو کرتا ہے عشرت
یہی حق مین ترے والد نے ہے خوب ... کہ کر اوس کام کا تو جلد اسلوب
ہوا بیزار اوس دم وہ جوان بخت ... کہین کچھ اور بھی باتین اوسے سخت
تب آخر حسن کش نے ہوکے ناچار ... کیا سب سختیون کا وانکی اظہار
سنائی سرگذشت اپنی کی تقریر ... کہ مینے اسطرح کھینچی تھی تصویر
دکھانے کا مجھے ہے تمسے اقرار ... سو مین اوس قول پر ہر دم ہون تیار
مگر تم سوچ لو ان سختیون کو ... جو کچھ مینے کہا وہ تم سے کب ہو
ولیکن عرض ہے ساتھ اسکے اک اور ... کہ درویشانہ وان جانیکا ہے طور
کسیکی وان نہین چلتی حکومت ... فقط درویش کو دی ہے اجازت
اگر ہو کر گدا چلیئے مرے ساتھ ... تو سلطان الثنا آسے ترے ہاتھ

سو یہ ممکن نہیں تمسے ارادہ
گدا جسطرح ہووے شاہزادہ

مجھے تمسے نہ یہ شے پر نظر ہے
اسی باعث یہ بندہ چل گیا ہے

جوان بخت اوس پہ گیا تھا جو مدہوش
بھرا تھا دلمین اوسکے عشق کا جوش

صنوبر سے کہا اوسنے کہ نادان
عجب تقدیر ہے تیری پریشان

اوٹھائی زر کی خاطر تو نے آفات
نہ ہوگا مجھسے یہ بھی طرفہ ہے بات

نہایت جان پر ہوتی ہے تکلیف
بہرصورت وہان سے چلئے تشریف

رہا یہ جسم سو ہے راکھ کا ڈھیر
نجانے گر وہان تو ہے یہ اندھیر

بہرصورت غرض ٹھہری یہی بات
کہ چلئے اب وہان سے خوف آفات

بقول مولوی جامی ہے اب کہ
برائے دوست باشد ہرچہ باشد

یہ کہکر وہ ہوا چلنے کو تیار
ہوئے حیران سب اوسکے یار و غمخوار

خبرداروں نے یہ شہ کو خبر دی
پھری سنتے ہی اوسکے منہ پہ زردی

کہا گھبرا کے اوسنے کیا بلا ہے
بتاؤ تو یہ کیسا ماجرا ہے

کہا لوگوں نے اے شاہ جہانگیر
بلائے سلطنت تھی بس یہ تصویر

اوسی نے اوسکو دیوانہ کیا ہے
سبھی اپنوں سے بیگانہ کیا ہے

یہ سنتے ہی زراہ بیقراری
سواری کی نہ کھینچی انتظاری

چلا وہ اوسطرف کو پاپیادہ
جہان بیٹھا تھا مضطر شاہزادہ

جو ہین جاکر پسر کا حال دیکھا
ہوا آنکھوں سے جاری اوسکی دریا

لگا کہنے کہا شہ نے جوان بخت
نکر ویران تو میرا تاج اور تخت

خدا کے واسطے کہہ اپنا احوال
فدا تجپر ہے میرا جان اور مال

مجھے فضل خدا سے ہے یہ مقدور
جو کچھ دنیا مین ہووے تجکو منظور

اشارہ میں وہ اب ہوتا ہے موجود
بیان تو کر کہ کیا ہے تیرا مقصود

یہ سُن سُن کر لگا کہنے جوان بخت
کہ اب ہے آسمان دور اور زمین سخت

عجب اک مخمصہ مین ہون گرفتار
کہ مجکو ہو گئی ہے زیست دشوار

یہی لازم ہے بیٹے کو مقدور
کرے مرضی پدر کی تا لب گور

ولیکن یہ تعلق دل سے سب ہے
نہ دل کہنے مین ہو تو پھر غضب ہے

سو وہ حالت ہوئی ہے مجہپہ طاری
بیان کیا کیجے اپنی بیقراری

ادب سے دور ہے اب اوسکا اظہار
حضور شہ کہے کیونکر گنہگار

یہی منظور ہے اب آپ کو جو
بُلا کر لو سمجھہ لیجے حسن کش کو

کہا کر عرض حال شاہزادہ
کہ جاتا کیون ہے یان سے پاپیادہ

یہ سُنکر شاہ اب با خاطر ریش
بنا کسواسطے ہے شکل درویش

غرض جو کچھ تھی شہزادے کی حالت
کہی سب من وعن اوسکی حقیقت

بیان کی شکل سلطان النسا کی
کہ گونا گون ہے کیا قدرت خدا کی

عجب وہ شہر ہے شہر طلسمات
کہ شہ عورت ہے اور ہے فوج عورات

بجز درویش کے سر لاکھہ مارا
نہ دیکھا مرد کا اوسمین گذارا

بہر صورت کیا اوس ملک مین غور
مہم کا بہی نہین ہے اوسجگہہ طور

پر اک تدبیر ہے اوس سے زیادہ
رہے موقوف جس سے شاہزادہ

کہ وہ درویش روشن دل ہے جنکا
تولد جنکے باعث سے ہے انکا

اب اونکی خدمت عالی مین جاؤ
اونہین یہ ماجرا کہکر سُناؤ

پسند اوسکو کیا حضرت نے فی الحال
سُنایا اونکو جا کر سب یہ احوال

اونہون نے شاہ پر ہو کر رحم کہا یا
وہین بس شاہزادے کو بُلایا

بٹھا کر اوس سے لو پوچھی سب حقیقت
ہوے خوش سُنکے وہ اہل طریقت

کہ خوش آتا ہے عاشق عاشقونکو
رکھے ہے دوست فاسق فاسقونکو

کہا عارف نے پھر شہ سے یہ ارشاد کہ شاید بات وہ تجھکو نہیں یاد
وزیرون سے جو ہمنے کہدیا تھا کہ ہوگا شہ کا اہل عشق بیٹا
سو یہ تو عشق ہے بابا بہت خوب کہین ہین اہل دنیا اسکو معیوب
اگرچہ یون ہین صورتین سب نشان ولے بے عشق ہوتا ہی کب انسان
کہا شہ نے کہ یہ تو سب بجا ہے پر اپنے دل کا جو کچھ مدعا ہے
سو وہ اب آپ پر بالکل کھلا ہی کوئی میرا نہین اسکے سوا ہئے
جہانگی اسکے خاطر خاک چھانی رہے دنیا مین تا میری نشانی
یہ میرا وارث دیہیم ہووے کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہووے
گدا ہوکر سو اب یہ پا پیادہ جدا ہونے کا کرتا ہے ارادہ
گیا یان سے اگر اب یہ جوان بخت تو ہوگا کون میرا وارث تخت
کہا عارف نے پھر سنکر کہ اے شاہ نہ دے دلمین تو اب اس وہم کو راہ
یقین ہے تجھے اسکا ہوگا بہتر جلال و جاہ اور اورنگ و افسر
خدا پہ چھوڑ دے اب اسکو اے شاہ اگر جاتا ہے یہ تو روک مت راہ
کیا خوف و رجا سے اوسنے تسلیم کہ تھی اسمین توقع اور کچھ بیم
غرض جانا ہی شہزادے کا ٹھہرا ہوا اوس شہر مین اک حشر برپا
گیا روتا محل مین شاہ مہرام پڑا یہ شور وان گویا کہ کہرام
ہوئی غش سنکی ماں بیٹے کی رخصت کہا ہے ہے پڑی کیا سر یہ آفت
بلا بیٹے کو بولی اے جوان بخت تو اپنا کہوئے گا کسواسطے تخت
بیگانہ تو نے عزیزون کو کیا آہ یگانون کو کیا بیگانہ واللہ
اگر جاتا ہے تو اے میری فرزند تو بھولے کر زمین کا مجھکو پیوند
پھر اک عورت وہان با آہ و زاری بیان کرتی تھی اپنی بیقراری

وزیر سلطنت سب حاضر آ کر
مچاتے تھے ہر اک واں شور محشر

کسیکی کوئی سنتا تھا نہ گفتار
ہر اک تھا اپنی حالتمین گرفتار

غرض جو شہر مین خرد و کلان تھے
سبھی اس درد سے گریہ کنان تھے

پر اس غم پر کب رکھتا تھا وہ گوش
شراب عشق سے تھا وہ تو مدہوش

کیا چلنے کا پھر اوسنے ارادہ
بسوئے دوست تھا پا پیادہ

جو دیکھا شہ نے دلبر عزم ہو سخت
لگا بیٹے سے کہنے کہ جوانبخت

اگر جاتا ہے جا پھر مان یہ بات
کہ جاہ و حشمت شاہی بھی ہے ساتھ

پدر کا اپنے اتنا تو کہا مان
گھٹی جاتی ہے اسمین کیا تری شان

جہان تک فوج کا ہووے گذارا
بھلا وان تک تو کر اسکو گوارا

بجالایا وہ فرمان پدر کا
کیا اقبال اپنے کرّ و فر کا

یہ سنتے ہی ہوا شہ خرم و شاد
وزیرونکو ہوا فوراً یہ ارشاد

کہ ہان جلدی سے ہووے حسب دلخواہ
دواب بادشاہی اسکے ہمراہ

مصور حسن کش تھا بسکہ ہشیار
جواہر بھی لیا اور فوج جرار

غرض جب ہو گئی بالکل تیاری
تو شہزادے نے منگوائی سواری

شہ بہرام نے تب ہوکے ناچار
کہا رخصت ترا حق ہو نگہدار

اور اوسنے حسن کش کو پھر طلب کر
کہا سونپا تجھے بیٹے یہ دلبر

ہوا جسوقت وان سے وہ روانہ
تو سر پیٹے تھا اپنا یک زمانہ

ہوا باہر وہ شہزادہ وطن سے
نکل جاتی ہے جیسے جان تن سے

یہان ما باپ کی گذری جو حالت
لکھی جاتی نہین ہے وہ حقیقت

چلا وہ پھولتا شادان و فرحان
کہ بلبل جائے جیون سوئے گلستان

مقام اک جا نہ کرتا تھا وہ زنہار
چلا جاتا تھا بس دن رات ناچار

غرض ہو پہنچا وہان گذری کئی ماہ — سواری کی جہان دشوار تھی راہ
وہان لشکر کو اپنے اوسنے چھوڑا — وہ فیل اور پالکی اور تخت گھوڑا
کیا اک حسن کش اپنا فقط یار — ہوا وہ ناگہان چلنے کو تیار
رفیق و مونس و غمخوار جو تھے — مصاحب اور اوسکے یار جو تھے
سبھون نے عرض کی اوس سے یکبار — کہ ہمنے اسلئے چھوڑا ہے گھر بار
کہ تو تنہا ادہر ہو دشت و بر مین — ادہر تکلیف کھینچین ہم سفر مین
ہوا ایسا کہ پھر تجکو نپاوین — تو پھر ہم شاہ کو کیا منہ دکھاوین
سوا اسکے بھی یہ ہمکو ہے الفت — نہین اکدم گوارا تیری فرقت
یہی بہتر ہے اب واللہ باللہ — کہ ہمکو بھی تو لیچل اپنے ہمراہ
کریگا تو نہ گر چلنے کو ارشاد — تو ہم ہین ساتھ تیرے مثل ہمزاد
غرض شہزادہ نے تب ہو کے ناچار — لیے ہمراہ اپنے ایک سو یار
بہت اورون نے واویلا مچایا — ولیکن اوسکے دل مین کچھ نہ آیا
چلا پھر حسن کش ہمراہ لیکر — گران قیمت جواہر اور کچھ زر
لباس فقر شہ نے کر لیا تھا — تھے سب چیلے گرو اوسکو کیا تھا
وہ جاتے روز و شب تھے دشت و بر مین — دل مضطر تھا بس اک کے بر مین
جہان تھکتے تھے وان بس بیٹھ جاتے — جو کچھ ملتا تھا بن مین سو وہ کھاتے
زبس نازک جو تھا حد سے زیادہ — ہوا تھا آبلہ پا شاہزادہ
دلے تھا عشق کی مے سے جو مخمور — سمجھتا آبلون کو تھا وہ انگور
نہ تھی محنت سفر کی اوسکو کچھ شاق — وہ تھا اوسوقت کا سر خیل عشاق
قرار اوس مہ بن اوسکو کہان تھا — فلک کیطرح روز و شب روان تھا
پڑا تھا ایک ہی وہ رنج منزل — ہوا اک اور اوسپر قہر نازل

چلی ایسی ہوا اوس بن مین اکبار
کہ سب آندہی ہوئے وہ شاہ اور یار
خدا جانے کہ سبکے دل مین کیا تہا
اوسیکا دہیان پر اوسکو بندہا تہا
اسی صورت کٹی جب تین دن رات
نہ تہا بن مین کوئی اِنکا بجز ذات
لگا ہر ایک کرنے داد و بیداد
تو اپنے پیر کو اوسنے کیا یاد
دعا کے ساتہہ وہ پہونچے جو بن مین
تو دیکہا ہے عجب رنج و محن مین
لب اپنا سبکی آنکہون سے لگایا
سمجہہ غیبی نے قردونکو جِلایا
پہر اونسے حسن کشن نے یہ کہی بات
کہ اِس امر اہم مین ہو عنایات
کسی صورت مراد اسکی بر آوے
جو خادم آپکا جلدی گہر آوے
کیا درویش نے یہ اوسکو ارشاد
کہ ہر دم کارساز اپنے کو رکہہ یاد
یہ کی عارف نے اِن پر مہربانی
ہو مطلب اِنکا اور اپنی نشانی
ہر اک دان جبکہ غافل ہوکے لیٹا
تو سبکے ہاتہہ پر ڈورا لپیٹا
یہ ڈورے مین رکہی تہی اوسنے تاثیر
کہ سب ہو جائین عورت مثل تصویر
عمل یہ کرکے وہ عارف عجائب
یکایک ہو گئے پہر وان سے غائب
مبدّل ہو گئی سبکی جو صورت
تو اس صورت سے آئی سبکو حیرت
کیا اسبات کو جو فکر اور غور
یہی سب نے کہا آخر کو فی الفور الیمین
کہ جیسے ہو گئے سب کور تہے ہم
اوسی صورت سے اب عورت بنے ہم
اوسی درویش کو اب کیجئے یاد
کہ ہووین اِس بلا سے جملہ آزاد
کیا پہر یاد اوس عارف کو سو بار
نہ آیا وہ ہوئے یہ سخت ناچار
کہا سب نے کہ پہر اب گہر کو چلیئے
کہانتک آتش حسرت سے جلیئے
لگا سنکر یہ کہنے شاہزادہ
نہین موقوف کرنے کا ارادہ
جو ہونا ہو سو ہو لیکن چلون گا
نہو گا کچہہ تو اوسکو دیکہہ لونگا

کیا جب شاہزادے نے یہ ارشاد — چلا وہ قافلہ واں سے پریزاد
ہر اک صورت تھی ادمین ماہ تابان — وہ جنگل ہوگیا گویا پرستان
سواد شہر جو اک آسمین آیا — زمیندارون نے واں کے انکو دیکھا
وہان سے غیر تھی جو انکی صورت — تو سمجھے دلمین وہ انکو غنیمت
ہر اک کو لیگیا ہر اک زمیندار — کہان وہ شاہزادہ اور کہان یار
نہ تھا کچھ اختیار اسمین تھے مجبور — پڑے بیگانہ گھر مین ملک سے دور
عجائب ایک نے ادمین سے دیکھا — کہ جس سے انکا سب مطلب بر آیا
بڑی حکمت یہ اسکے آگئی ہات — کہ وہ ڈور اگیا جو ٹوٹے اکرات
ہوا یہ مرد کی صورت ادمی آن — ہوے سب گھر کے اوسکو دیکھ حیران
کہا جن ہے اسے جلدی نکالو — حقیقت اسکی سب بستی مین کہدو
غرض وہ گھر سے باہر اوسکے نکلا — پڑا اس بات کا بستی مین غوغا
نکالا سب کو اپنے گھر سے ڈر کر — مع پوشاک اور اسباب و زیور
بجا شکر خدا ہر ایک لایا — ولیکن بھید کچھ اسکا نپایا
کہا سب نے کہ یان سے تو چھٹے ہم — ولے آگے بھی ہے ہمکو بھی غم
کیا اوس شخص نے سب سے یہ اظہار — سبب سے جسکے نکلے تھے یہ یار
کہ اوس ڈیرے مین سب کچھ ہے کرامات — سنے گھر مرد اس سے گاہ عورات
تو شہزادی نے سنکر یہ کہی بات — کہ ہے یہ پیر کی میرے کرامات
یہ کہکر ہو گئے وہ شاد شادان — کہ ہاتھ آئی ہمین مہر سلیمان
سبھون نے پھر تو ڈیرے ہاتھ سے کھول — بنایا اپنا ہیبت ناک سا غول
چلے پھر وان سے بیہم وہ دل افروز — ستارون کی طرح باہم شب و روز
غرض سرحد مین جب اوسکی وہ پہونچے — تو اونچ ذرو لسی باندھے سب لے پہونچے

ہوئے سب پاندہتے ہی اوسکی عورت
لباس فقر تہا گو اوسکے تن پر
تہا شہزادیکا عالم اوسمین وا للہ
گران قیمت تہا اوسکے تاج سر پر
گہر جسکے اوسکے وہ بناوے
گہر سمرن کا ہر اک اسقدر تہا
وہ مینا اور جواہر سے جڑا تہا
مقام اوس شہر مین اک خوش فضا تہا
اور اوسمین حسن کش تہا جو کہ ہشیار
منگائی اوسنے اک پتہر کی مورت
گڑا پہر اوسنے اوس جنگل مین کہودا
سنگچے اوسنے پہرے اوسمین منگا کر
چیونٹ پر اوسنے پانی خوب چہڑکر
زمین کے کر دیا اوسکو برابر
پہر یہ حسن کش نے کر لیا جب ؛
گیا پہر شہر مین وہ آپ تنہا
بیان سب سے کئے اونکی کمالات
پہر اوسنے شہر سے لیکر کچہ دام
لے آیا رکہکے مزدورونکی سر پر
کہ انکو دیکہہ کر جا دین جو مزدور
پہنچے پروائی سے بستر پہ بیٹہا

جوان و نازنین و خوبصورت
وے پہنے ہوئے ہر ایک زیور
ستارہ وہمین نمایان جسطرح ماہ
سراسر جسمین تہے الماس و گوہر
ستارے کہکشان کی جو کہ لاوے
ید بیضا سے بہی رخشندہ تر تہا
اور اوسکے ہاتہ مونگے کا جڑا تہا
ہر اک نے لیترا اوسکا کہا تہا
نہایت ذوفنون دانا و مکار ؛
گران قیمت نہایت خوبصورت
قد آدم سے گہرا اور چوڑا ؛
رکہی مورت وہ پتہر کی چیونٹ پر
اور اوسکو ڈالکر مٹی چہپایا
کہ تا وہ پہول کر آ جاے اوپر
تو شہزادیکو دان بٹہلادیا تب
فقیرون لگا کیا شہرہ ہر اک جا
ہوئین مشتاق اونکی و انکی عورات
خریدا میوہ لیتے اور بادام ؛
جمائی یان فقیرون نے ستہے لیمو
فقیرون لگا کرین وہ حال مشہور
کیا بستی مین مزدورون نے شہرا

پھر اسکو اور سوجھی ایک تدبیر ‌ ‌ جنون کے گرد کی گنبد کی تعمیر
بنانے کو جو آئے وانکے معمار ‌ ‌ گھڑے مین وہ چنے پہولے جو یکبار
بیٹھی وانکی زمین اودھری وہ مورت ‌ ‌ ہوے حیران یہ سب دیکھ اوسکی صورت
کہا یہ حال معمارون نے اظہار ‌ ‌ تو دوڑا حسن کش جلدی سے مکار
کہا تشریف لائی ہے بھوانی ‌ ‌ بڑی کی اوسنے ہمپر مہربانی
شتابی اسنے پھر چندن منگایا ‌ ‌ رگڑ کر اوسکے ماتھے پر چڑھایا
گئے معمار سب جب اپنے گھر کو ‌ ‌ او نہون نے کی خبر سارے نگر کو
لگے چھوٹے بڑے درشن کو آنے ‌ ‌ لگے پان اور مٹھائی سب چڑھانے
کسی سے کچھ انہین درکار کیا تھا ‌ ‌ کہ انکا اور ہی کچھ مدعا تھا
جو آتا وان تو کہتے کچھ نہ اوس سے ‌ ‌ کچھ اپنے پاس سے اور اوسکو دیتے
یہ سلطان النسا نے سب سنا حال ‌ ‌ ہوئی مشتاق درویشونکی فی الحال

آنا سلطان النسا کا پاس درویشون کے اور کامیاب ہونا اون سبھونکا

سواری اوسنے پھر جلدی طلب کی ‌ ‌ خود آرائی جہانتک تھی وہ سب کی
چلی سوئے گدا با جاہ و حشمت ‌ ‌ تھے اوسکے ساتھ سب با شان شوکت
کئی اوسکی مصاحب یون تھین ہمراہ ‌ ‌ ستارون مین ہو جیسے جلوۂ ماہ
قریب تکیہ جس دم وہ آئی ‌ ‌ کئی سو کشتیان ہمراہ لائی
سراپا اب دوبارہ کیا لکھون مین ‌ ‌ یہ بہتر ہے کہ یعنی چپ رہون مین
جو کچھ تصویر مین اوسنے لکھا تھا ‌ ‌ سراپا فرق اصل و نقل کا تھا
نظر اوسکو پڑا جب شاہزادہ ‌ ‌ کیا تسلیم کا اوسنے ارادہ
وہ اوسکے پاس تا جس دم جو آئی ‌ ‌ تو تا ہتھ آئی مگر اسکے خدائی

ہوئے غش دیکھتے ہی اسکو یکبار — وہ شہزادہ بھی اور سب اوسکے غمخوار

پھر اوسنے بیٹھ کر اوسکے برابر — رکھا آغوش میں اوسکا وہیں سر

گلاب اوسنے شتابی سے منگایا — اور اوسکے منھ پہ ہاتھ اپنے سے چھڑکا

مصاحب جو تھے فرمایا یہ اونکو — کہ تم چہلون پہ اونکے جاکے چھڑکو

جب آیا ہوش مین وہ خود فراموش — اوٹھی تسلیم کو یہ غارت ہوش

ہوا یہ شاد دل سے اور گیا غم — زلیخا کا پڑھا یہ شعر اوسدم

بہ بیداریست یارب یا بخواب است — کہ چشم من زجانان کامیاب است

مصاحب اوسکی سب مجرے کو آئین — اور اوسنے نذر کو کشتی منگائیں

کہا اوسنے نہیں کچھ ہمکو درکار — فقیروں کو نہیں دنیا کا کچھ پیار

بلاکر حسن کش کو اوسنے اندر — کہا لاؤ فقیروں کا جواہر

سخن سنکر مطابق آرزو کے — سبھی آگے رکھدیا لاکر گرو کے

تو اوسنے کھول کر صندوق فی الفور — اوٹھاکر ہاتھ سے اپنے بہر طور

وہ سلطان النسا پر رکھدیا تاج — کہا قائم ہو تیرا حشر تک راج

گلے مین ڈالدی وہ اوسکے سیلی — خراج اک ملک کا تھا جو اکیلی

وہ سمرن ہاتھ مین اوسکے پہنائی — کہا اوسنے کہ مجکو اب کل آئی

جب اوسنے کشتیان اپنی منگائیں — تو وہ سب وان کے لوگونکو لٹائیں

کہا پھر اوس سے سلطان النسا نے — دیا مجکو بھی ہے سب کچھ خدا نے

تمنا ہے ولیکن اب یہ میری — کہ مجکو بھی سمجھ کر آپ چیلی

کرو اب لبترا میرے مکا مین — بہت سا پھر سکے سارے جہا مین

کہا اوسنے کہ ہان کرتے تو ہم رام — ولے دربولشین کو کیا قید سے کام

کہا اوسنے کہ اسمین قید کیا ہے — نہیں تو یاد اوسکی مدعا ہے

نہیں کچھ یاد پھر لے پر مقرر — جہاں بیٹھو وہیں ہے آپکا گھر
یہی بہتر ہے اوسکی یاد بھی ہو — اور اسمیں دل کسیکا شاد بھی ہو
بدل جانا ہی تھا اوسکو تو منظور — دلے اسنے عذر کا دنیا میں دستور
کہا پھر اسنے جو مرضی تمہاری — کہا اوسنے کہ ہان لاؤ سواری
سعادت نے جو ہاتھی کو بٹھایا — پکڑکر ہاتھ ہر اک کو چڑھایا
مصاحب اسکے اور اوسکے تھے غمخوار — ہوا ہر ایک کا ہر ایک سے پیار
دیا ہر ایک کا جہات میں ہات — ہر اک وہ لیگئین ہر ایک کو ساتھ
سواری پر بٹھا خرد و کلان کو — غرض وہ لیچلی اپنے مکان کو
خوشی سے لیگئی اپنے مکان پر — نثار اوسپر سنے کرنے گوہر و زر
ادا کو شکر شہزادی نے سب یار — یہی کہتے تھے خوش ہوکر وہ ہر بار
تی یہ رسم کی اے عشق پرفن — کہ بیاہی آن کر دولہا کو دولہن
ہوئے داخل وہ جب اپنے مکانمین — لگے جیتے ہی گویا سب جنانمین
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد
لگے رہنے خوشی سی پھر وہ دن رات — ہر اک تھا چین میں ہر ایک کے سات
اوٹھا لے جسقدر تھے رنج و محنت — مبدل ہوگئی وہ سب براحت
برادر اور پدر بھی تھا نہ جیتا — نہ تھا خاوند سلطان لہنا کا
کسیکی انکو تھی مطلق نہ دہشت — لگے کرنے بیاد سو اس عشرت
نہ وہ عشرت جسے کہتی ہین عشرت — تپاک ظاہری خالی محبت
کئے دو چار دن اسکو بہم طور — تو دلمیں شاہزادے نے کیا غور
کہ ایسی تو سوجھے ایسی کوئی بات — جو ہووے اس سے جسمانی ملاقات
تو دلمیں بات آیا اپنے ٹھہرا کر — رکہا پہر وقت کے اوپر مقرر

غرض اک رات وقت نصف شب تھا
کہ یہ دونو ہم سونے سے تھے اک جا

تو اسنے چونک کر اور خوف کھا کے
کہی یہ بات سلطان النسا سے

کہ مینے خواب مین دیکھا یہ احوال
کہ تو نے مرد بنکر مجھسے فی الحال

کیا اسطور سے ہے عیش و عشرت
کہ مجکو یاد ہے اب تک وہ لذت

کہا سنکر یہ اوسنے ہوکے بیزار
نکرنا پھر کبھی یہ ذکر زنہار

کہا اوسنے کہ کیون پھر اسمین کیا ہے
کہ ہوتا مرد کچھ ایسا برا ہے

کہ اوسکی بات سے ہوکر خفا تو
لگی کہنے یہ سلطان النسا تو

کہ نفرت مرد سے ہے مجکو حاشا
ابھی کہیے تو دکھلا دون تماشا

یہ سنکر اوسنے اوس ڈورے کو توڑا
اور اوسکو خوب سا قورا مروڑا

ملی ملنے سے اسکے اوسکو لذت
ہوے سرگرم پھر دونو بہ عشرت

حلاوت اوسنے جو اوس سے یہ پائی
طبیعت اور بھی پھر اوسکی آئی

یہ شہزادہ تو تھا اوسکا گر عاشق
ولے یہ ہوگئی اب اوسپہ عاشق

نئی عمر اور نئی لذت غضب ہے
قیامت قہر ہے آفت غضب ہے

وہ شہزادہ تو تھا عیار کامل
جو دیکھا اسنے اوسکا خوش ہوا دل

پلنگ سے اوٹھ کے جھٹ بستر پہ لیٹا
وہ ڈورا اپنے پھنچے پر لپیٹا

لگا کہنے یہ سلطان النسا سے
کہ شہ کو ضد نہین لازم گدا سے

خدا نے دی فقیر ونکو یہ قدرت
کہ گہ بنجاے مرد اور گاہ عورت

بظاہر وہ ہوا کہہ کر یہ بیزار
لگا یک ہوگیا چلنے کو طیار

وہ اوٹھ کر اوس سے چمٹی آکے یکبار
کہا کچھ خیر تو ہے اے ستمگار

بتا تو مینے تیری کیا خطا کی
طبیعت مجھسے تو نے کیون خفا کی

زبردستی سے اک تو تو ڑا اس آن
مرا سب کھو دیا ہے دین ایمان

کرے انصاف اب ہر نیک و بد کون
نہ گودا ابیل گو دی خود بخود کون

قدم تو نے اوٹھایا یان سے جس دم
نہو گا دیکھ لینا مجھ مین پھر دم

ہوا اس سے شاہزادہ دلمین مسرور
کہا خاطر ہے تیری خیر منظور

رہین گے پاس تیرے گرچہ دن رات
ولیکن اب نہین ہونیکی وہ بات

کہا اوسنے لجا کر شرم کہا کر
تلے کی آنکھ اور سر کو جھکا کر

کہ کیا اوس بات کو کہتا ہے چل دور
یقین کر اب ہے مجکو کب وہ منظور

فقط دل سے تری ہے مجکو الفت
نہین تیری طرح مین بیمروت

گھمنڈ اوس بات پر گر آپ کو ہو
تو بہتر ہے ابھی یان سے سدہارو

خدا ہی کا مجھے ڈر آگیا ہے
کہ تجکو مینے اب جیتا کہا ہے

تجھے درویش اور مہمان سمجھ کر
دکھا تھا جان اور دل کے برابر

سو تو نے کام اب ایسا کیا ہے
کہ گردن مارنا تجکو روا ہے

ولیکن خوف آتا ہے یہ مجکو
ابھی جو قتل کرواتی ہون تجکو

تو اسمین ایک تو بدنام مین ہون
سوا اسکے ہو اک درویش کا خون

بظاہر اوسنے جو کی یہ رکھائی
ہنسی تب دلمین شہزادی کے آئی

وہ ڈورا کھولکر جھٹ پاس آیا
پکڑ اوسکو چھپر کھٹ پر لٹایا

زبان سے گرچہ وہ کرتی تھی انکار
بھرا چتون مین تھا پر اوسکی اقرار

کہا اوسنے نہین اب تاب عشرت
پر اوسنے کھولڈالا باب عشرت

حلاوت پھر دوبارہ وہ اوٹھائی
کہ گویا تھی وہ گپ چپ کی مٹھائی

نیا سن تھا نیا تھا عیش و عشرت
رہے دو پاس تک سرگرم صحبت

فراغت ہو کے بیٹھے تھے وہ باہم
ادہر یہ خوش اودہر وہ شاد و خرم

بلا اپنی لیکے سلطان الملک نے
کہا اوس سے کہ دیو اپنے یہ حسن سے

خدا نے بادشاہت دی ہے مجکو / گر اب کس طرح رکھوں میں تجکو
یہ سنکر شاہزادہ دل سے بولا / کہ اب تو چاہیے راز اپنا کھولا
کہا اسنے یہ سلطان النسا سے / کہ تو ممنون ہو ذات خدا سے
ملا اوسنے دیا تجکو جو مجھسا / اگر تو ڈھونڈھتی ایسا نہ ملتا
پدر میرا ہے ایسا شاہ عالی / کہ ہفت اقلیم کے جتنے ہیں والی
وہ میرے باپ کو ہیں سر جھکاتے / تحائف نذر کو اوسکے ہیں لاتے
نہ باور ہو جو گر بادشاہی / تو اسکے ہوے یہ میرے ہے گواہی
کہ تیرے پاس ہی ہے ملک اور راج / تو اسکے ساتھ کا دکھلا مجھے تاج
دیے جیسے ہیں اسنے تجکو گوہر / دکھا تو ایک تو انکے برابر
پھر اوسنے حسن کش کو بھی بلایا / سب اوسنے قصہ اپنا کہہ سنایا
کہا تب شکر سلطان النسا نے / کہ ملوایا مجھے تجسے خدا نے
سنا جب اسنے یہ شاہ عالی / تو اسنے بھی پھر اپنی سیج نکالی

مکان بنوانا سلطان النسا کا واسطے جوان بخت شاہزادیکے

کہا شہزادی نے ارشاد پھر تب / جدا ہوا اک مکان جلدی سے تب
کیا اوسنے تکلف اوسمیں ایسا / سنا ایسا نہ اور آنکھوں سے دیکھا
جڑے سے چھت میں اوسکی گل جواہر / لٹکتی موتیوں کی اوسمیں جھالر
مکان بلور سے وہ سب بنا تھا / جواہر طاق بندی پر جڑا تھا
پڑے پردے بچھا فرش اور لگے جھاڑ / نصب تھے آئینے دیوار کی آڑ
لگیں شاہوں کی تصویریں برابر / بچھی کرسی چھپر کھٹ کوچ یکسر
اور بچھا بے بہا شاہانہ مسند / غرض جو شے تھی واں زیبا تھی بیحد

اور اوسکے صحن مین تہا اک عجب باغ
کہ کہاوے رشک سے جسکے ارم داغ

جو اکثر باغمین رہتی تہی وہ گل
تو سکہا پیچ تہا زلفو نسے سنبل

وہان جو پہول تہا سورج مکہی کا
جدہر پہرتی تہی وہ فوراً پہرے تہا

گلاب اوسمین جو خوبی سے کہلا تہا
تو اوسپر عکس عارض کا پڑا تہا

جہکی بادام سے جو شاخ بادام
کرے تہی چشم وابرو کا مگر کام

ہمصا پکڑے جو وان نرگس کہڑی تہی
تو اوسکی ٹکٹکی اسپر لگی تہی

نہوتی کیونکہ نافرمان مین خوبی
سی تہی اوسنے اسکا فرکی دیکہی

نہو خوشتر تک وان کا سیب کسطرح
زنخ کی اوسکے دلمین تہی بہری چاہ

وہ نازک تن کسی کے آگے کب ہات
کہ دیکہی تہی انہون نے اوسکی تو گات

خیار اسکا جو پنجہ تک رہا تہا
کسی معشوقسی کیونکر وہ پہرتا

کیا کرتا تہا اسکو جہک کی تسلیم
کہ پائی سرونے تہی قد سے تعلیم

غرض جتنے تہے میوے اور گل تہے
اسی کے عکس سے شاداب کل تہے

روش جو سنگ مرمر کی بنی تہی
تو اوسمین بہی جلا کا ہیجڑی تہی

مصفا نہر پتہر کی تہی نایاب
بہرا تہا اوسمین مثل آئینہ آب

کئی فوارے تہے اوسمین سے جاری
جب اوسکی ہوچکی بالکل تیاری

کہا اوس سے یہ سلطان اہتانے
کہ اب حمام کو جاؤ نہانے

بدن پر سے چہوڑا اوڑہ راہ کی خاک
نکل کر پہنئے شاہانہ پوشاک

نہا کر وہ ہوا ناگاہ شگفت
کہ ہو کاتک مین جیسے ماہ شگفت

فراغت جب ہوئی نہلا کے اوسکو
کہا پوشاک حاضر ہے پہن لو

کہ سلطان اہتانے کر اوسے پیار
کیا اک سونیا جوڑا تہا تیار

لگائی تہی بنت اوسپر سراسر
ٹکے تہے جسمین بالکل لعل و گوہر

پہن پوشاک اور رکھہ تاج و کلغی
سمجا جیغہ کہ تھی وہ رسم شاہی

وہ باندہے نورتن بازو پہ فی الحال
گلے مین مالا مروارید کا ڈال

بلایا اونکو جو تھے ساتھ کے یار
سبھونکے توڑ کر ڈورے وہ یکبار

وہ چڑہکر تخت پر اور سر پہ رکھہ تاج
چلا ہمراہ اپنے لیکے افواج

داخل ہونا سلطان النسا کا مع شاہزادہ مکان نوتیار مین اور جشن کرنا

گیا آگے وہ شہزادہ یکے ناگاہ
نکل آیا تھا گویا ابر سے ماہ

نظر پڑتے ہی بس اوسکو غش آیا
تب اوسنے دوڑ کر جلدی اوٹھایا

جب آیا ہوش سلطان النسا کو
بجا لایا وہ تب شکر خدا کو

پکڑ کر ہاتھ شہزادے کا یکبار
چلی وہ اوس مکان کو تھا جو تیار

ہوی داخل جو اوسمین یہ خوشی سے
تو دونون آکے اوس مسند پہ بیٹھے

جہان تک ساتھ شہزادے کے تھے یار
خوشی حاصل ہوئی اونکو ہر اکبار

اودہر اوسکے جو تھے ہمراہ خوش تھے
مصاحب اوسکے بھی واللہ خوش تھے

ہوئی اوسوقت سلطان النسا شاد
کیا پھر جشن شاہانہ کو ارشاد

طوائف وانکی تھی جو جو کہ ممتاز
حسین زہرہ جبین خوش رو خوش آواز

لگین آتے ہی وہ گانے بجانے
شہانے راگ شادی کی ترانے

غرض شادی ہوئی خرد و کلانکو
ہوئی فرحت ہر اک پیر و جوان کو

وزیر اوسکے نے پھر اوٹھکر شتابی
جھٹ اونکے روبرو رکہدی گلابی

لگا چلنے وہان پھر جام کا دور
تو اوس محفل کا کچھ عالم ہوا اور

طلوع نیر نے کی جبکہ درخواست
ہوا پھر حکم محفل کو کرو برخاست

یہ سنتے ہی سبھی عزیز و یگانے
اوٹھہ آئے وہان سے سب اپنے ٹھکانے

کیا بہر شہنشہ عشرت کا ارادہ ⁂ مسہری پر گیا وہ شاہزادہ
پکڑ کر ہاتھ سلطان النسا کا ⁂ مسہری پر جو شہزادی نے کھینچا
وہ کر ناز و ادا آئی بمشکل ⁂ کیا تا اشتیاق شہزادہ کا ہو دل
رہے تا دو پہر مشغول عشرت ⁂ سفر کی سب نکالی دل سے کلفت
اسی صورت سے تہا معمول جاوید ⁂ کہ شب تہی شبرات اور دن وسی عید
خوشی سے اسطرح گذری جو مدت ⁂ کہ تہی ہرگز نہ کچھہ دل پر کدورت
فلک نے جب انہیں خوشحال پایا ⁂ تو اونکا وصل سہرا سکو نہ بہایا
کسیکا وصل اوسکو کب ہی منظور ⁂ کہ یہ ظالم ہے اپنی خو سے مجبور
ہوا اسبات کے ناحق وہ درپے ⁂ کہ یہ سمجھے انکا عیش اور سے

روانہ ہونا شاہزادی کا معہ سلطان النسا کے طرف وطن اپنے کے

خوشی تہی یان تو یہ خرد و کلان سب ⁂ سنو اوسکے پدر کی داستان اب
کہ جب وان سے چلا تہا شاہزادہ ⁂ تو تہا درد و الم اوسکو زیادہ
جہانتک سلطنت کے تہے امیرات ⁂ نہ اودن پر ڈالتا تہا وہ کبہی لت
وزیروں نے نہایت تنگ آکر ⁂ یہ کی تب عرض اوس عارف سے جاکر
کہ ہے بیٹے کا جو اس شاہ کو غم ⁂ تو ہوتا اسمین ہے برباد عالم
ہماری عرض ہے اتنا تو کیجے ⁂ تشفی یعنی اوس محزون کو دیجے
گیا وہ شاہ کیخدمت مین درویش ⁂ کہا بیٹے کے غم سے ہو نہ دلریش
وگرنہ ہوگی سب بیچین خلقت ⁂ یہ تیرے پاس ہی حق کی امانت
امانت مین خیانت ہو نہ زنہار ⁂ اگر ہے ملک و ایمان تجکو درکار
خوشی سے ملک اپنا رکہہ تو آباد ⁂ ترا بیٹا ملیگا تجہسے رہ شاد

یہ سنکر خوش ہوا وہ شاہِ عظّام
وہیں جاری کیا اِک ایک احکام

اسی صورت سے اک مدت بر آئی
کہ بیٹے کی خبر کچھ بھی نہ پائی

بہت مدت میں پھر یہ ہو کے بے آس
گیا روتا ہوا درویش کے پاس

کہ پہنچو نہیں کہاں تک انتظاری
نہایت ہے مجھے اب بیقراری

کسی صورت سے اب اوسکو بلاؤ
کسی شکل اوسکو تم مجھسے ملاؤ

یہ سن درویش کو پھر رحم آیا
کہا اچھا اسی صورت سے ہوگا

توجہ کی جو اوس عارف نے یاں پر
یہ دیکھا خواب شہزادی نے واں پر

کہ جلدی کوچ کر واں سے جوانبخت
یہاں بے چین ہے تیرا پدر سخت

اسے تھا اعتقاد اوسپر تو کامل
تھا رہنا اوسکو واں دم بھر بھی مشکل

ہوا وہ ناگہاں چلنے کو تیار
کہا یہ خواب شہزادی سے ناچار

کہا اوسنے جو کچھ تیری رضا ہے
بہر صورت وہی میری رضا ہے

بلا کر حسن کش کو اوسنے فی الحال
سنایا خواب کا سب اوسکو احوال

اور اوسکے بعد فرمایا کہ دستور
مجھے ہے کوچ یاں سے جلد منظور

کرو اسباب کی جلدی تیاری
کرو ہر طرح کی حاضر سواری

کہا اوسنے کہ اے حضرت بہت خوب
وہ لیجے مجھسے ہووے جو کہ مطلوب

کہا شہ سے یہ سلطان النسا نے
نکالا اب ہمیں یاں سے خدا نے

کسی صورت رہے یہ شہر آباد
تو البتہ رہے گا دل مرا شاد

رفیق اپنے کو اسنے تب بلا کر
کیا اوس شہر کا والی مقرر

وہاں جو جو کہ تھے ارکانِ دولت
دیئے سبکو بلا کر اسنے خلعت

فراغت ہو چکا جب شاہزادہ
کیا چلنے کا پھر واں سے ارادہ

منگائے فیل کسوا کر عماری
کہ سلطان النسا کی ہو سواری

اوسی عرصہ مین پہر حاضر ہوا تخت / تو اوسپر آن کر بیٹھا جوان بخت
روانہ پیش خیمہ ہو گیا تھا / توقف اونکے پہر چلنے مین کیا تھا
چلی جسوقت پہر وان سے سواری / تو کرتے تھے وہان سب آہ و زاری
غرض یہ تو چلے تھے شاد شادان / ولیکن لوگ تھے سب وان گریان
چلا جاتا تھا ہر اک شاد و خرم / کہ با مقصود اپنے گہر چلے ہم
نہ تھی معلوم پر تقدیر کی بات / لکھی ہین کیا ابہی قسمت مین آفات
یہ شہزادہ بہادر تھا نہ ڈرتا / ہر اک جنگل مین بیخوف و خطر تھا
جدا ہوا ان سے ہر منزل کی اوس کرتا / شکار اوس بن مین کہیلتے تھا وہ اکثر

تباہ ہونا حال شہزادہ کا سلطان النسا سے چہوٹکر اثنائے راہ مین اور پہر کامیاب ہونا

ایاغ وصل مجکو ساقیا دے / فلک بچہڑے ہوے اپنے ملا دے
سنو اک اور تم غم کی حقیقت / کہ اب آتی ہے شہزادے پہ آفت
گیا تھا چہوڑ کر انکو جبا بذار / شکار اک بن مین کرنیکو مع یار
چلا تھا لیکے اوسکو جیبا بذار / تو یہ پہونچی تہی سب ملکو مین اخبار
قریب اوسکے تھا اور اک شاہزادہ / کہ تھا مدت سے اوسکا بہی ارادہ
لکھے تھا اوسکو ہر کارہ ہر اک آن / کہا اوسنے کہ اب خالی ہے میدان
یہ سنتے ہی لیا اوسنے جو یلغار / تو آیا برق سا با فوج جرار
یہان ان عورتون نے دل مین سمجہا / کہ آیا سیر کرکے شاہزادہ
لیکایک آگیا ان پر وہ لشکر / کہ آئے باز جیون چڑیا کے سر پر
وہان وہ جسقدر بیٹھی تہین عورات / سوارون نے پکڑ اک ایک کا ہات
ہر اک کو اپنے گہوڑے پر بٹھایا / پہر اوسکے بعد خیمہ سب جلایا

لیا ہمراہ اپنے فیل گھوڑا نشان لشکر اوسنے کچھ نہ چھوڑا
چلا پھر کر خوشی سے وہ بعجلت مراد اوسکی بر آئی بعد مدت
ہر اک عورات تھی لاچار و مجبور نکلتا تھا کچھ اوسنے اونکا مقدور
یہ جی کہونے یہ تھین سب مستعد پر پر آئے بس مین تھین مجبور و ششدر
وسلے اونمین جو سلطان اینا تھی گرفتار مصیبت اور بلا تھی
بنائی تھی عجب کچھ اوسنے حالت کہ آئے دیکھنے سے جسکو رقت
لپیٹے خاک منہ پر مو پریشان برنگ گل کیا تھا چاک دامان
ہر اک مژگان تھی اوسکی ابر طوفان زبان شمع تھی گریان و سوزان
پریشان بال کر منہ کو چھپایا کسی صورت نہ اپنا منہ دکھایا
نکرنا بات اور کہنا نہ پینا وبال جان تھا اوسکو اپنا جینا
جو شہزادی نے دیکھی اسکی حالت بمقدور اوسنے کی زاری و منت
اثر جب کچھ نہ دیکھا تب یہ بولا کہ ان باتون سے ہے اب فائدہ کیا
نہین مین چھوڑنیکا تجھکو تا زیست کرے ہے تلخ کیون اپنی بہلا زیست
کر اب تو مجھ سے عشرت کا ارادہ کہ مین بھی تو ہون ویسا شاہزادہ
کہا اوسنے کہ بیہودہ نہ بک بات کہین رہتی ہے بلبل زاغ کے سات
گلستان بھی کبھی تونے ہے دیکھی کہ فرماتے ہین حضرت شیخ سعدی
نیاید کس بزیر سایۂ بوم ؂ ہما گر از جہان میگشت معدوم
زلیخا بھی پڑھی ہے تو نا کام کہ کیا کہتے ہین حضرت مولوی جام
چو دل با دلبرے آرام گیرد ز وصل دیگران کے کام گیرد
مگر ہان بس مین تیرے ہون نہ ناچار یہ ہے مقدور تیرا جان سے مار
یہ سوچا یون نہین یہ ماننے کی کرونگا تنگ گر تو جان دیگی

ابھی چھوٹا ہی اس سے اسکا شوہر ۔ غم اوسکا چھا رہا ہے اسکے دل پر
مگر ہان کیجیے اب اسکی خاطر ۔ کہ ہوتا ہے ہر اک خاطر سے حاضر
یہ دلمین سوچکر اسنے کہا تب ۔ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب
پھر اب جو کچھ تجھے منظور ہووے ۔ کہ جس سے غم ترا یہ دور ہووے
بتا جسمین کہ ہو تیرا گذارا ۔ ترا یہ غم نہین مجکو گوارا ؛
کہا پھر اوس سے سلطان الملک نے ۔ کہ مجکو اب دیا ہے غم خدا نے
اوسیکو جب کبھی ہوویگا منظور ۔ تو ہو جاویگا اک ساعت مین غم دور
مگر تو ظلم سے ہمکو امان دے ۔ جدا اک رہنے کو ہمکو مکان دے
ہماری تو یہی بس آرزو ہے ۔ خورش پوشش کا اب مختار تو ہے
بموجب اسکے شہزادے نے جاکر ۔ مکان اک کر دیا اوسکو مقرر
کئے معمول کھانے کے کئی خوان ۔ غرض کرتا تھا خاطر وہ ہر اک آن
یہان کا تو سنا یہ قصۂ غم ۔ سنو اب شاہزادیکا بھی ماتم
کہ آیا سیر سے جسدم یہ پھر کر ۔ جو دیکھے وان نہ خیمہ ہے نہ لشکر
تمام اوس بن مین ہر جانب نظر کی ۔ نظر آئی نہ وان صورت بشر کی
کہا یارون نے تب اوس سے کہ اے شاہ ۔ مگر بھولے ہین اوس جنگل کی ہم راہ
پھرے اوس بن کی جانب پھر وہ ناچار ؛ بھٹکتے جا بجا پھرتے تھے سب یار
پھرے سر مارتے تن مین کئی دن ۔ سراغ اونکو ملا اوسکا نہ لیکن
غرض وہ شاہ اور وہ یار شہ کے ۔ اوسی جنگل مین سب پھرتے تھے بھٹکے
وہ پھرتے پھرتے اوس جنگل مین آئے ۔ جہان اوسنے وہ خیمے تھے جلائے
پڑی تھی خاک خیمے کی جو کالی ؛ وہ شہزادے نے اپنے سر پہ ڈالی
لگا وہ کاٹنے گردن چھری سے ۔ کہ مین گذرونگا یان اب اپنے جی سے

کہا یہ حسن کش نے ہو کے ناچار
کہ اس سے کچھ نہین حاصل جاندار

نہو جی اسقدر اب آپ مغموم
زرا کر لیجئے پہلے تو معلوم

کہ اس خیمے مین سب چلکر گئے گر
کوئی یا لیگیا انکو اوٹھا کر

یہ سمجھا کر اوسے وان سے اوٹھایا
بمشکل اوسکو گھوڑے پر چڑھایا

چلے وانسے یہ روتے پیٹتے سب
نہ تھا آب و خورش سے انکو مطلب

مگر یک چند وہ شہزادۂ نیک
پھرا پڑھتا ہوا ترجیع بند ایک

ترجیع بند

گردش مین جو ہین مرے ستارے
تو وہ بھی ہین اندنون سدھارے

قاصد تو مفصل اوس سے کہنا
حالات جو کچھ کہ ہین ہمارے

اور میری طرف سے یہ زبانی
کہنا اوسے دیکے خط کہ پیارے

تھی تم سے ہمین یہی توقع
دشمن بھی تو ہم نہ تھے تمھارے

تمنے جو کیا کنارہ ہم سے
ہم پہنچے ہین گور کے کنارے

آتا ہے جو یاد تیرا جانا
چلتے ہین جگر پہ غم کے آرے

ہر شب تری زلف یاد کرکے
عاشق ترا کیون نہ جان مارے

اسے آئنہ رو ہے مجھکو حیرت
یہ کسکے ہوے تمھین اشارے

جو بیٹھے اوڑ گئے لیکا یک
سیماب کیطرح ماہ پارے

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

ہے مانگ کا دھیان لیے چھپایا
دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا

فرق اسمین نہین ہے یکسر مو
ہر رات وبال جان ہے گویا

اوس سلک گہر کی یاد مین اب
آنکھون سے ہے مینہ یہان برستا

تعویذ و نکا کرتے ہی تصور ؂ انگارا سا دل جگر پہ دہکا
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ رہتا ہے خیال اوس جبین کا
ابرو کی جو یاد جنبش آئی ؂ ؂ چلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ؂
مژگان کا جو ہے اِسے تصور اب فوج الم نے دلکو گھیرا
پتلی ہے عجیب بانیٔ طلسم دکھلاتی ہے آنکھ ہمکو کیا کیا
قاصد تو مری طرف سے کہنا کس نے تجھے اسقدر سکھایا ؂

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب حیران نرگس صفت ہون ہر شب
سرخی و سفیدی و سیاہی مجھکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب
پھرا ہے یہ کمپنی کا گویا ؂ ہے قید فرنگ مجھہ پہ تہذیب
قاتل یہ طلسم کی ہین پتلی جینا مرا سب کو ہے عجائب
وہ کان تو عیش کے ہین ارکان دہیان اونکا ہے کان غم کی یارب
بالا ہے وہ جیسے مہ پہ ہالا موتیکی جھلک سے ہے مثل کوکب
ہون حلقۂ ماتمی مین بیٹھا اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت مین باندہ کر تصور کہتا ہون نہین اوس سے او شکر لب
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی یکبار جو یان سے جا نہ کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

عارض ہین جو اوسکے وہ منور جون لالہ ہین یا کہ ماہ انور ؂
ہر دم جو ہے مجھکو یاد اوسکی ہے داغ مرے دل و جگر پہ

پائی ہے جو وہ اوسنے ایسی بینی
غمناک ہون اوسکی یاد کر کر

یاقوت سے اوسکے دونو لب ہین
یاقوت ہے عاشقون کا اوپر

لپکا مجھے پڑ گیا ہے اونکا
پہونچا لب گور اب مین مضطر

کر یاد مین ہونٹ چاٹتا ہون
اب دیکھئے کب ہون وہ میسر

مین شکل کا اوسکی کر تصور
اور موند کے اپنے دیدۂ تر

کہتا ہون کہ واہ آفرین باد
کیا رسم وفا یہی تھی دلبر

رفتی و مرا خبر نکر دی
بر بیکسیم نظر نکر دی

دندانکی چمک وہ آبدار ی
ہے برق کو جس سے بیقراری

یاد اوسکی مین آہ برق سا ہون
نیسان کیطرح ہے اشکباری

کیا کہئے دہن کی اوسکے تنگی
تعریف مین جسکی ہون مین عاری

معلوم نہین کہ وہ کہان ہے
دیکھون تو ہو کچھ زبان سی جاری

بر پان سے کچھ پتا ملے ہے
گر کیجئے غور رنج و خواری

جون غنچۂ گل مین ہو دے پتی
یون منہ مین زبان ہے تمہاری

جب ملکے مسی وہ پان چابے
شبخون کی ہو جسطرح تیاری

مین بدتا ہون جو ہر ایک شبخون
ہے دلمین بسی وہ شکل پیاری

کوٹا مرے دلکو تیکے دشمن
کی تو نے یہ خوب دوستداری

رفتی و مرا خبر نکر دی
بر بیکسیم نظر نہ کر دی

دیکھے جو زنخ کا اوسکی عالم
آسیب ہو سیب کو اوسیدم

جسدن سے ہے چاہ اوسکی دلمین
گرداب بلا مین پہنس گئے ہم

اور خال ہے اوسمین اک نمایان
گویا مہ چاہ نخشبی ہے
داغ اوسکا ہے یہ نہین سویدا
گردن وہ صراحی دار اوسکی
عاشق کے ہے حق مین وہ تو گویا
ملتی نہین دیکھنے کو وہ اب
یہ خواب مین مینے اوس سے کی عرض

کچھ ماہ سے بھی دو چند ہمدم
لگتا ہے نہین اوسکی روشنی کم
فرقت کا ہے دلمین اسقدر غم
دیکھے جسے ہو ہر ایک خرم
جون آب حیات و آب زمزم
ہے جی مین یہی کہ کھائیے سم
بیجرم و گناہ ہوسکے بہم

رفتی دم آخر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

سینہ نہین بحر حسن کا ہے
اور اوسپہ نشان حباب سی دو
یا کلیان کنول کی ہین کہ بھونرا
یا داد اوسکی مین چشمہ نکلی چشم
پیتا ہو نمین اوسکا دہیان کرکی
ہے دل پہ جو اوسکا کچھ تصور
غنچہ کیطرح سے بستگی ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ
اللہ ری تیری سخت چہاتی

وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے
باہم جو ہر ایک خوشنما ہے
اون دونون پہ آلپٹ رہا ہے
دریا کیطرح سے خون بہا ہے
اور آنکھون مین دم حباب سا ہے
اک داغ سیاہ پڑ گیا ہے
دل سخت بلا مین آپھنسا ہے
سینے سے میرا تہرک جدا ہے
یہ تونے ستم نیا کیا ہے

رفتی دم آخر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

مہ پارہ کا کچھ شکم نپوچھو
سیماب کا بحر ہے وہ یارو

اور ناف ہے اوسکی چاہ غبغب
یاد اوسکی مین دل ہے پارہ پارہ
غم سے نہین مشغلہ و کم ہے فرصت
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا
کسطرح مین اس بھنور سے نکلون
ہے حسن کے باغ کی خیابان
خاشاک کو دیکھئے تو گویا
ہین اوسکا اسیر مو بمو ہون

گرداب بلا ہے یا وہ مجھکو
مین غم کی لپیٹ مین ہون اب تو
اسکا تو علاج کچھ بتاؤ
اب پھر خدا سے مجھے نکالو
تم راہ کوئی مجھے بتاؤ
گر غور سے زیر ناف دیکھو
ممکن نہین اوسمین نام کو ہو
اور تو نے دغا سے پا کے قابو

رفتی و مرا خبر نکردی
یکبار بمن نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان مستور
سمجھے اوسے وہ شگاف گندم
خواہش مین ہوا ہے اوسکی میرا
رانین وہ بھری ہوئی ہین شفاف
یاد اوسکی مین کیون نہ دل بھر آوے
ہین ساق بلورین اوسکی ایسی
سر تا بقدم ہے کیا سراپا
پاتا نہین مین نشان جو اوسکا
اوس شکل کا باندہ کر تصور

کیا اوسکی صفت ہو چشم بد دور
آدم ہوئے جس سبب سے مقہور
اب سینہ شگاف اور دل چور
حیران ہو دیکھ کر جسے حور
اور کیون نہ بنے یہ چشم ناسور
ہو دیکھ کے شمع جسکو کافور
سانچے مین ڈھلا وہ اللہ نور
اپنا نہین اور کچھ تو مقدور
صنعت کی زبان پہ ہے یہ مذکور

رفتی و مرا خبر نکردی
یکبار بمن نظر نکردی

بہت مدت کے بعد اک شہر آیا
ہوا اون غمزدونکا وان گذارا

ہر اک تہا حال کو وان اونکے تکتا
ولیکن خوف سے کچھ کہہ نہ سکتا

کسی نے حال پر گر رحم کہایا
وہ اونکے واسطے کہانا نکو لایا

یہ بولے ہم نہین کہاتے ہین کہانا
کہ دیوانے ہین ہم عالم نے جانا

کہا اوسنے کہ ہے یہ کیا حقیقت
بنائی کسلیئے تمنے یہ صورت

تو ہوکر حسن کش نے مضطر حال
سنایا اوسکو بالکل غم کا احوال

کہا اوسنے یہ مشکل ماجرا ہے
اوسے تو شاہزادہ لیگیا ہے

بہت مدت سے تہا وہ عاشق زار
پر اوسپر تہا نہ قابو اوسکا زنہار

تو اب وہ پاکے قابو لیگیا ہے
ولیکن حال اوسکا یون سنا ہے

کہ شہزادہ ہی اوسپر عاشق زار
وہ لے شہزادی شکل اوسکی ہی بیزار

وہ روتی ہے نہ کہاتی ہے نہ پیتی
خدا جانے کہ ہے کسطرح جیتی

یہ سنکر خوش ہوا وہ شاہزادہ
کہا اب جنگ کا کیجے ارادہ

سبہونکو ہوش پہر بخشا خدا نے
ہر اک کی عقل بہی آئی ٹہکانے

کیا پہر حسن کش نے دہیان دلپر
گئے تہے چہوڑ ہم کسجا یہ لشکر

کیا تحقیق پہر پایا اپن تباہی
کدہر افواج ہے وہ بادشاہی

طلب مین خط کیا اوسکی روانہ
کہ آوے کوچ کر روز و شبانہ

مقام اوس شہر مین اپنا کیا پر
نکہولا راز وان اپنا کسی پر

کئی دن بعد آئی کرکے یلغار
وہ فوج قاہرہ خونریز جرار

جو پایا فوج نے وہ شاہ عالی
زبان سے حمد پہر سب نے نکالی

جو تہے سالار لشکر سب نے آکر
کہا کیا حکم ہے ای بندہ پرور

جو کچھ احوال تہا سب کہہ سنایا
کمیت عزم اوسجانب بڑہایا

تو وہ بھی بہ ہیئت آگہہ ہوا تھا
کہ آیا شاہ سلطان النسا کا

لکھا پھر اسنے ہو جلدی خبردار
کہ آ پہونچا ہے اب شاہ جہاندار

لکھا اوسنے کہ میرے یہ کہان بخت
کہ آئے گھر مرے شاہ جوان بخت

ہوئی تقصیر ہے جو مجھسے ناگاہ
نہین آگاہ تھا مین اس سے واللہ

مری ہے عرض تجھسے ای خطا بخش
خطا یہ پھر سلطان النسا بخش

بجا لاؤن جو کچھ ہو مجھسے ارشاد
ولے کیجے نہ میرا ملک برباد

بہت بھیجا جواہر پیش کش کو
بلا کر اسنے پوچھا حسن کش کو

کہ کہیئے اس سے کیا ہے ارادہ
بہت ہے ملتجی یہ شاہزادہ

کہا اوسنے نہین یہ ذات شاہی
کہ چاہین آپ اب اوسکی تباہی

شہنشاہون کا ہوتا ہے یہ معمول
کہ کرتے ہین ہر اک کا عذر مقبول

کہا پھر حسن کش سے اوسنے اچھا
اب اوسکی جا کے تم کر دو دلاسا

لے آؤ ساتھ اپنے تم سواری
نہایت مجکو ہے اب بیقراری

سواری آئی سلطان النسا کی
عجب آئی نظر قدرت خدا کی

جنور کرتے چلا وہ شاہزادہ
جلو مین اوسکی آیا پاپیادہ

یہ کی تب عرض سلطان النسا سے
مجھے معذور رکھیئے اب خطا سے

کہا اوسنے کہ تونے کی ہی خدمت
دلا دیتی ہون تجکو ملک و خلعت

جوان بخت اوسکی تکتا تھا کھڑا راہ
سواری اسمین آپہونچی جو ناگاہ

گئی خیمہ کے اندر وہ سواری
تو اسنے ہاتھ سے اپنے اوتاری

گلے اوسکو لگا کر خوب رویا
کہ ہر اک چشم سے چشمہ بہایا

غرض آکے وہ جب مسند پہ بیٹھی
ہوئی پھر گفتگو باہم خوشی کی

بیان کی باہم اپنی خواری
کہی پھر اپنی اپنی بیقراری

کہا ہے فضل مجہپر یہ خدا کا — کہ دیکھا منہ جو سلطان النسا کا
کیا یہ شکر سلطان النسا نے — بلایا تجہسے مجکو اوس خدا نے
جو دونون چپ ہوئے کہکر کہانی — منگائی پہر شراب ارغوانی
پیالی پہر کے شہزادے نے فی الفور — شروع عیش پہر اوسنے کیا دور
ہوئے جسوقت وہ مسرور و مدہوش — گلے مل مل ہوئے باہم ہم آغوش
ہوئی حاصل دنہین اوسدم وہ عشرت — کہ بالکل اوڑ گئی سب دل کی کلفت
سحر کو کوچ کی ٹہہری تیاری — منگائی اپنی ہر اک نے سواری
وہ آیا شاہزادہ پہر رخصت — دیا شاہ جہان نے اوسکو خلعت
کیا نذر اوسنے پہر مبلغ زر و سیم — ہوا رخصت وہ شہ کو کرکے تسلیم
چلی اسطرح اوس شہ کی سواری — روان ہو جسطرح ابر بہاری
بجز عشرت کے تہا اونکو نہ کچہ کام — چلے جاتے تہے وہ با عیش و آرام
وزیر حسن کش تہا بسکہ ہشیار — عجب مضمون سوچا اوسکو یکبار
کہا منشی سے عرضی کیجے فی الحال — سب اوسمین کیجئے مرقوم احوال
بلا کر ایک ہرکارہ کو ناگاہ — روانہ کر دیا سوئے شہنشاہ
جب آئی ہاتہ ہرکارہ کے عرضی — نہ تہی عرضی مگر پائی تہی ہنڈی
خوشی کی تہی لکہی اوسمین ہر اک بات — چلا جاتا تہا ہرکارہ دن اور رات
وہ پہونچا جبکہ بعد از چند مدت — اوٹہا کر رنج اور سہہ کر مسافت
وہ عرضی جبکہ گذرانی تو اوسدم — ہوا خرم نہایت شاہ اعظم
کہا اوسنے زبانی اور پیغام — ہوا حد سے زیادہ اوسکو انعام
ہوا آمد سے بیٹی کی زبس شاد — وزیرون سے کیا بلوا کے ارشاد
کہ سنکر یہ خبر خوش ہے بہت دل — ہوئی ہے جان تازہ مجکو حاصل

داخل ہونا شاہزادی کا اپنے ملک میں قریب سلطان الہنسا اور بہرام شاہ کا باپ اپنے سے ملنا اور خوشی کرنا ۵

پلا ساقی شراب ارغوانی ۔ کہ شادی سے ہو دلکو شادمانی
کرو ساماں اب جلدی چھٹی کا ۔ ہوا ہے از سر نو اسپہ پیدا
وزیروں نے کیا اسباب تیار ۔ خبر شہ کو ہوئی از روی اخبار
کہ آپہونچا دلہن لیکے جوان بخت ۔ کہا اسنے کہ ہاں تیار ہو تخت
چلا لینے کو جس دم شاہ بہرام ۔ ہر اک کو ہو گئی پہر یہ خبر عام
ہوئی آمد جو شہزادی کی معلوم ۔ جہانمیں ہو گئی چاروں طرف دھوم
جو تہے اس شاہ کے نوکر اہالی ۔ سواری راہ میں اون سب نے جالی
یہانتک تو ہوا اقبال اوسکا ۔ کیا والد نے استقبال اوسکا
ملا جا کر جبہا دس سے شاہ بہرام ۔ کیا یاروں کو اوسکے خوش بانعام
نثار اوسپر کیئے پہر گوہر و زر ۔ غنی سب ہو گئے مفلوک یکسر
چلی پہر شہر کیجانب سواری ۔ جہلا جہل ہاتہیوں پر تہی عماری
مغرق پالکی صد ہا برابر ۔ لگی تہی موتیوں کی سب میں جہالر
چلی جاتی تہیں خالی پہر سو کت ۔ کہ ہو خورشید کو جس سے ندامت
ہزاروں اسپ تہے باساز و عراق ۔ سواری کے تہے شہزادی کی مشتاق
چلے جاتے تہے کوتل سب وہ خاص ۔ سدا رہتے تہے جو آگے ہوا سے
نکلتا تہا نقیبوں کے یہ لب سے ۔ چلو صاحب تفاوت سے ادب سے
کیا تہا جو بد اروں نے عجب کام ۔ کہ مجرا اسکا کرتے غرض لیکے نام
وہ کرنے اہتمام شاہ اکثر ۔ عصائے نقرئی ہاتہوں میں لیکر
عجب اک رعب سے بجتی تہی نوبت ۔ کہ پہونچی شور کی گردوں پہ نوبت

عجب آواز قرنا تھی طرب زا
خبر عشرت کی دیتا تھا وہ گویا

وہ روشن چوکیان بجتی تھین او تان
کہ روشن جسکے سننے سی ہو کان

قرینے سے وہ یون جاتی تھی پلٹن
روش پر جسطرح مرغان گلشن

چلی آتی تھی فیلون کی وہ یون پرشور
اوٹھے کالی گھٹا جسطرح گھنگھور

عماری اونپہ یون ہر اک جھلکتی
کہ گویا ابر مین بجلی چمکتی

سوار اونکے ہزارون ہی پرے تھے
وہ سب فولاد مین گویا جڑے تھے

تھے اونکے خود فولادی سرون پر
جھلم گردن مین تھی سبکی سراسر

ہر اک کے دستانے ہاتھ مین تھے
سبھی چار آئینے چھاتی پہ باندھے

زرہ پہنے ہوے تھے سب دلاور
پڑی گھوڑونکے اوپر سبکے پاکھر

عراقی اسپ ہر اک اور تازی
ہوا سے جو بدین چلنے مین بازی

غرض اس ٹھاٹھ سے آئی سواری
اور اوسکی ماکو تھی یان انتظاری

ہوا بستی مین وہ اسطرح داخل
ہو جیسے جان تن بیجان مین داخل

گیا خدمت مین ماکی جب جوان بخت
بغل مین اوسنے تب اوسکو لیا سخت

بہت سی دیر تک چھاتی لگایا
وہ روئی آپ اور اوسکو رلایا

ہوئی خوش دیکھہ سلطان لقا کو
اور اس اپنی دلربا کی دلربا کو

اوسے بھی اپنی چھاتی سی لگایا
منہ اوسکا چوم پاس اپنے بٹھایا

پھر اوسکو دی رسوم رونمائی
کہ دولت اوسنے خاطرخواہ پائی

پھر اوسنے شاہ کو اپنے بلایا
کہا بیٹا دلہن تو بیاہ لایا

ولیکن ہمنے کچھ شادی نہ دیکھی
رہی حسرت ہمارے جیمین جی کی

پھر اب لازم ہے تمکو اے شہنشاہ
کہ اپنے روبرو اسکا کرو بیاہ

جو دیکھون اسکی شادی مین سامان
تو نکلین دلسے میرے سارے ارمان

کہا اوسنے یہی ہے مجھکو منظور / لو کہہ اسباب سے خاطر کو مسرور
بلا دستور کو اوسنے اوسی آن / کہا جلدی کرو شادی کا سامان
کہ سلطان النسا کو یان ہے لیجا / تری دختر یہ اور فرزند میرا
کرمی دونونکی پہر آپسمین شادی / وہین تاریخ بہی اوسکی بتادی
اوٹھا یہ سنتے ہی وانسی باداب / منگایا آکے گہر شادیکا اسباب
یہان تو تہا فقط بس حکم درکار / ہوا اسباب شادی جبکہ تیار
تو وان بہونچایا سلطان النسا کو / بنایا باپ کا گہر اوسکی خوش ہو
کیا یان شاہ نے شادیکا سامان / نکالیں حسرتین اور دل کے ارمان

بیان شادی شاہزادہ جوان بخت کا ساتھ سلطان النسا کے بموجب حکم بہرام شاہ اور بخوشی باہم رہنا اونکا ۞

پلا ساقی مجھے اک آخری جام / کہ ہے اب عیش و عشرت سے مجھکو کام
کیا ارشاد شہ نے یہ فی الحال / کہ حاضر ہون طوائف اور نقال
سب ارباب نشاط آئے جہان کے / ہوئے وہ مجرئی شاہ زمان کے
تو حضرت نے نہایت شاد ہوکر / کیا جب جشن شاہانہ مقرر
بلایا پہر وہان خرد و کلان کو / تماشے کے لئے پیر و جوان کو
لکہون تعداد کیا مین مہمانکی / کہ دعوت عام تہی ہندوستانکی
رہا چالیس دن تک جشن جمشید / ہوئی دعوت بر آئی سب کی امید
دکہا کر نیک ساعت پہر سر شام / چلا پہر بیاہنے کو شاہ بہرام
جب آیا باندہ کر سہرا جوان بخت / منگایا اوسکی خاطر شاہ نے تخت
چلی اس دہوم سے اوسکی سواری / کہ سکے لکہنے مین قلم ہے جسکی عاری

غرض آیا تھا جیسے شاہزادہ
نند ہے تر لوٹے وان جا بجا تھے
کھڑے تھے چہار چرخی کہ اک جا
بنایا تھا کمین ستر چراغان
وہ اس خوبی سے آراستہ بنی تھی
وہ ٹٹی تھین جو گوناگون نمایان
انار اسطرح چھٹے اور غبارے
جو ہوائی چھٹنے نے شور اپنا مچایا
لکھون کیا اونکا مین طول گلریزی
ہوئین روشن وہان لاکھون مہتاب
انار اور قلعہ سب چھوٹے جو سب سے
ستارونکی جو وان کثرت ہوئی تھی
برات اس دہوم سی اوسکی چڑہی جب
دولہن کے گھر غرض پہنچی سواری
یہ سب اوترے مکانمین جا کے بیٹھے
کیا تھا وان خوشی نے کچھ عجب ڈہنگ
ہوا تھا عقد جسدم اوس پری سے
ہوئی خلقت کو جب یہ رسم معلوم
دولہن کے گھر سے سب تا بہ نوروز
ہوئی رخصت کی پہر وان سے تیاری
وزیر آکر ہوا حاضر اوسی دم

تو اوس سے دہوم تھی اوسمین زیادہ
عجائب خوشنما وہ روشنی کے
تھے کرتے اوسمین کہنچکر تماشا
دل عاشق کی صورت تھا نمایان
نہ کیون تھی کسی نے سنی تھی
مگر باغ ارم کی تھین چہایان
دل عاشق سے نکلین جو شرارے
تو اوسدم رعد نے بھی خوف کھایا
ہر اک تھا برج برج آسمانی
نہ لا سکتا تھا اوسدم اونکی تاب
ہزارون گنج سے نکلے ستارے
زمین بھی آسمان سی ہوگئی تھی
ہوا خوش شاہزادہ اوسگہڑی جب
کہ تھی لوگونکو وان سے انتظاری
لگین کرنے طوائف آ کے مجرے
جدہر دیکھو ادہر تھی راگ اور رنگ
قمر باہم ہوا تھا مشتری سے
مبارک کی پڑی چار و طرف دہوم
عجائب جشن تھا وان یا تھا نوروز
طلب کی شاہ نے اوسدم سواری
کہا پہر سے کے بعد اے شاہ اعظم

کہون مین آپکا اوسنے سا دستور | مین کیا ہون اور میرا کیا ہے مقدور
جو کچھ ہے پاس میرے ملک و دولت | سو وہ بالکل ہے حضرت کی بدولت
ولیکن رسم دنیا ہے یہ مشہور | خسر کا جسقدر ہوتا ہے مقدور
سو وہ داماد کو دیتا ہے اکثر | تو مینے بھی کیا ہے کچھ مقرر
جسے ہو حکم وہ جا کر اوسکو اٹھالے | کرون یہ فرد مین اونکے حوالے
اگرچہ آپ کے شایان یہ کب ہے | ولیکن اپنی عزت کا سبب ہے
یہ سنکر شاہ نے بھی ہوکی خوشحال | کیا معروضہ دستور اقبال
تو حضرت نے یہ فرمایا کہ اسکو | کہ اسباب جہیز اب جملہ لے لو
چلے پھر وہ دولھن کو وہانسے لیکر | نثار اوسپر چلے کرتے ہوئے زر
بہت خوشدل چلی جاتی تھے حضرت | سواری کی وہ تھی شان و شوکت
ہوا داخل مکان مین جب جوان بخت | گئی لوٹی یہ دونون پالکی تخت
خوشی تھی بسکہ شہزادی کی ماکو | اوتارا اوسنے سلطان النسا کو
نثار اوسنے کئے اوسپر سے گوہر | اور اوسکی رونمائی دی مکرر
اور اوسنے کر دیا خوشحال ہوکر | جدا اک محل رہنے کو مقرر
لگے یہ رہنے خوشی ہر روز و ہر شب | پدر فرزند مادر اور بہو سب
بظاہر گرچہ تو تھی یہ کہانی | ولیکن اسمین ہے راز نہانی
نہین لکھنے سے گو کچھ فائدہ ہی | و لے کچھ اور اس سے مدعا ہے
جو کچھ ہے مدعا میرا عزیزو | یہ قصہ اوسکی تم تمثیل سمجھو
کہ شہزادی کا تھا وہ عشق کامل | عبث جاتا رہا تھا ہاتھ سے دل
تو وہ جا کر بنا درویش مکار | حقیقت مین نہ تھا درویش زنہار
و لے تقلید کی کامل کی اوسنے | بلا شک کی کہی سب دل کی اوسنے

تو حاصل کر لیا وہ کام اوسنے | تملق کہو یا کیا آرام اوسنے
اسی صورت سے تو ہو اوسکا جویان | اگر کچھ بھی ہے تجہ مین عقل ناداں
طلب مین اوسکی گر تو جان کہیاوے | یہ کیا معنی کہ پہیرا اوسکو پاوے
فقیر اس وقت کے ہین جو صنعت | بڑے مکار ہین وہ فی الحقیقت
نہین مکار ہین وہ بلکہ نادان | کہ مکاری کو ہے درکار سامان
یہ اول آپ بے پرواہ ہوتے | گرہ سے اپنی کچھ پونجی تو کہوتے
کرے پہر فکر سے ایسی کوئی بات | کرین چہوٹے بڑے اوس سے رجوعات
وگر ہو حق کے جانب یہ سر پہر | قدمبوس اسکے ہون سب اہل شہر
جو اوسکی راہ مین ایذا اوٹھاوے | تو شہزادے سے بہتر مین پاوے
وگر باور نہین یہ قول میرا | لکھا قرآن مین ہے عسر یسرا

یہ ہے تاریخ ہاتف کی زبانی
فوادِ شعر ہین نادر کہانی
سنہ ۱۲۳۷ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد حمد صانع کردگار و نعت رسول مختار کے سخنوران روزگار کو واضح ہو کہ اندنون ایک کلیات کلام شاعر کامل فن حلی بند شاہد سخن حضرت شیخ کریم الدین مرحوم و مغفور مرادآبادی صنعت تخلص کا جو مسمی بہ کلیات صنعت ہی مطبع نامی سرچشمہ ابہت جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مین بموجب ایمای بعض شایقین سخن و زبان آوران ماہر فن بجاہ لکہنؤ شایع مطابق ماہ شوال سنہ ۱۲۹۴ ہجری مقام لکہنؤ مین چہپکر طیار ہوا اس کلیات مین قسم قسم کا اشعار

مصنف کا قسم رباعیات و مخمسات و غزلیات و مثنوی وغیرہ سے ہے یہ مصنف بڑے صاحب کمال تھے خصوص فن سیاق مین انکا نظیر نہ تھا شہر مرادآباد وغیرہ کے اکثر لوگ انکے فیض علم سے بہرہ یاب رہے علاوہ دیوان و غزل و تضمین و مثنوی وغیرہ کے ایک رسالہ انکا سیاق مین نہایت مفید لائق درس مدارس ہی اور یہ شخص بہت ثقہ باوضع گذرا تمام باشندگان مرادآباد نے انکی تعظیم و تکریم بزرگانہ کی نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے جلیس تھے اور یہ بات عجائبات سے ہے کہ قبل وفات کے دو ایک روز پہلے جناب کمالات انتساب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سے اپنی وفات کی تاریخ کی فرمائش کی چنانچہ تسلیم صاحب نے دو قطعہ فی البدیہہ کہکر پیش کین پہر دو روز کے بعد انتقال فرمایا یہ ایک تصرف باطنی حضرت مصنف کا تصور کیا جاوے چنانچہ وہ دو قطعہ یہ ہین ——

قطعہ تاریخ وفات حضرت مصنف طبعزاد شاعر ذکی و فہیم منشی انوار حسین صاحب تسلیم

طرف خلد برین کے جبکہ صنعت — سفر دار فنا سے کر گیا ہاے
صدا اٹھی سال ماتم مین فلک سے — کریم الدین صنعت مرگیا ہاے

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

تاریخ دیگر طبعزاد ایضاً

موئے جس دم کریم الدین صنعت — کوئی کرتا تہا ہے ہے اور کوئی واے
وہین تسلیم نے رو رو کے کہا سے — کہا — اوستاد خمسہ کا موا ہاے

سنہ ۱۲۶۳ ہجری